سیرت ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(بچوں کیلئے)

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(بچوں کیلئے)

مصنف

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور، کراچی - پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

55256

نام کتاب	ضیاء النبی ﷺ (بچوں کیلئے)
مصنف	جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری
تاریخ اشاعت	اکتوبر 2007ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	ST56
قیمت	-/125 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔7221953 فیکس:۔042-7238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔7225085-7247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-2212011-2630411۔ فیکس:۔021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

Marfat.com

فہرست مضامین

حقیقت حال	5	ابولہب کا انجام	44
اسلام سے پہلے دنیا کی حالت	7	ہجرت حبشہ	48
صاحب سیرت کے بارے میں	12	شعب ابی طالب	51
خاندان	16	عام الحزن	53
ولادت باسعادت	18	سفر طائف	54
رضاعت	21	معجزہ شق القمر	55
حضرت آمنہ کا انتقال	25	معراج النبی	57
حضرت عبدالمطلب کا انتقال	25	یثرت میں اسلام کا آغاز	59
سفر شام	27	بیعت عقبہ اولی	59
حلف الفضول	29	بیعت عقبہ ثانیہ	60
شادی مبارک	31	یثرب کی طرف ہجرت	60
کعبہ کی تعمیر نو	33	سراقہ	64
صورت وسیرت کی ایک جھلک	35	قبا میں تشریف آوری	64
بعثت مبارکہ	37	مسجد نبوی کی تعمیر	69
اسلام کی دعوت	40	مؤاخاۃ (اسلامی بھائی چارہ)	71
حضرت ابوبکر کا اسلام	40	تحریری دستور	73
حضرت حمزہ کا اسلام	41	غزوات	75
حضرت عمر کا اسلام	41	جہاد کی اجازت	75
کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا	44	غزوہ بدر	77

Marfat.com

اسیران بدر 81
غزوہ احد 83
غزوہ خندق 86
غزوہ بنوقریظہ 92
صلح نامہ حدیبیہ 94
شجرہ بیعت 98
شاہان عالم کو دعوت اسلام 100
غزوخیبر 102
رجوع آفتاب 104
غزوہ ذات الرقاع 104
عمرۃ القضاء 108
جنگ موتہ 109
فتح مکہ 113
عام معافی کا اعلان 115
کعبہ کی چابی 117
فضالہ کا اسلام 117
غزوہ حنین 120
شیبہ کا اسلام 121
غزوہ تبوک 124
حضرت ابوبکر کا ایثار 124
حضرت عمر کا ایثار 124
حضرت عثمان کی سخاوت 125
ابوعقیل کا ایثار 125
تبوک روانگی 126
مسجد ضرار 126
حضرت ابراہیم کا انتقال 127
حجۃ الوداع 129
وفات حسرت آیات 132
مرض کا آغاز 132
وفات سے ایک روز پہلے 133
آخری لمحات 134
اولاد وازواج 136
تکفین وتدفین 137
نماز جنازہ 138
امام مالک کا عقیدہ 139
رحمت عالم سے محبت 139
آل پاک سے محبت 139
صحابہ کرام سے محبت 141
اہل علم کی فضیلت 141
شفاعت 141

Marfat.com

حقیقت حال

قرآن کتاب ہدایت ہے اور معلم اخلاق حضرت محمد ﷺ اس کی عملی تصویر ہیں۔ آپ ﷺ کی اطاعت میں خدا کی اطاعت ہے۔ آپ ﷺ کی اتباع میں خدا کی محبت ہے۔ آپ ﷺ کی اداؤں میں خدا کی رضا ہے۔ آپ ﷺ کی رفعتوں میں خدا کی عطا ہے۔ آپ ﷺ کی محبت ایمان کی جان ہے۔ آپ ﷺ کی صورت میں حسن کی معراج ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت بہترین نمونہ ہے۔

آج کوئی باپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں نمونہ تلاش نہیں کرسکتا کیونکہ آپ نے شادی نہیں فرمائی۔ آج کوئی مزدور حضرت سلیمان علیہ السلام میں نمونہ کیسے تلاش کرے کیونکہ آپ نے شاہی زندگی گزاری۔

مگر سبحان اللہ! ہمارا نبی! خدا کی اس خدائی میں لاجواب نبی!

آپ کا حسین نمونہ کہاں نہیں! مزدور سے لے کر بادشاہ تک۔ بچہ سے لے کر باپ تک۔ سپاہی سے لے کر کمانڈر تک۔ نمازی سے لے کر خطیب تک۔ غار حرا کی تنہائیوں میں خدا کی عبادت سے لے کر طائف کے بازاروں میں پتھر کھانے تک۔ رات کی تاریکی میں مکہ سے ملک بدر ہونے سے لے کر دن کے اجالے میں مکہ فتح کرنے تک۔ مکہ کے پہاڑوں میں چند بکریاں چرانے سے لے کر آخری حج میں سوا لاکھ انسانوں کی رہنمائی تک۔

الغرض زندگی کے ہر گوشہ میں آپ کا حسین نمونہ چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ اس لاجواب نمونہ کی سیرت طیبہ کو چند تاریخی واقعات تک محدود کر دینا اور ان عظیم واقعات سے پہلو تہی کر لینا جو دلوں میں اس رہبر اعظم کی محبت و اطاعت کے جذبات پیدا کرتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ طرز عمل مقصدیت سے محرومی کا باعث ہے۔

دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق ان دونوں صفات کی آئینہ دار سیرت طیبہ کی کتاب

Marfat.com

ضیاء النبی ہے۔ جس کے مصنف جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری ہیں۔ اس کتاب کو سیرت کا حکومت پاکستان کی طرف سے اول انعام بھی مل چکا ہے۔ یہ نوخیز طلبہ کے لیے زیادہ مفصل ہے۔ سکول کے بچوں کے لیے اس کی تلخیص جو کہ محمد امداد حسین پیرزادہ نے کی ہے پیش کر رہے ہیں۔ امید ہے یہ طلباء کی رہنمائی کا کام کرے گی۔

پیرزادہ حفیظ البرکات شاہ
ضیاء القرآن پبلی کیشنز

Marfat.com

اسلام سے پہلے دنیا کی حالت

رحمت عالم حضرت محمد ﷺ ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے۔ اس وقت پوری دنیا میں شرک اور بت پرستی کی بیماری ایک وبا کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ اشرف المخلوقات حضرت انسان جو خدائے واحد کی عبادت کے لیے پیدا کیا گیا تھا وہ بے جان پتھروں اور بے زبان جانوروں کے سامنے سجدہ ریز تھا۔ اپنے خالق حقیقی کے بتائے ہوئے سیدھے راستے کو چھوڑ کر کھلی گمراہی میں بھٹک رہا تھا۔ اس دور کی چند جھلکیاں پیش کرتا ہوں تاکہ آپ اندازہ لگا سکیں کہ انسان کن پستیوں میں گر چکا تھا اور رحمت عالم، نبی آخر الزماں ﷺ نے انسان کو کہاں سے اٹھایا اور کن بلندیوں تک پہنچایا۔

ایران

ایران میں سورج، چاند، آگ اور ہوا کی عبادت کی جاتی تھی۔ زرتشتی مذہب میں کتے کو بیوی بچوں سے معزز سمجھا جاتا تھا۔ بیمار سے نفرت کی جاتی۔ ان کا خیال تھا کہ اس پر بری قوت غالب آگئی ہے لہٰذا اس کے قریب نہ جاؤ۔ اسے بھوکا پیاسا مرنے دو۔ مرنے والے کو دفن نہیں کرتے تھے بلکہ کنوئیں میں لٹکا دیتے تاکہ پرندے اس کا گوشت نوچ لیں۔

کسی ناپاک چیز کو پاک کرنے کے لیے گائے کا پیشاب استعمال کرتے تھے۔ بیٹی اور بہن کے ساتھ شادی کو مذہبی طور پر جائز سمجھا جاتا تھا۔ امراء سینکڑوں بیویاں رکھ سکتے تھے اور اپنی کسی بیوی کو عارضیتاً اپنے کسی دوست کے حوالے کر دینا ایک پسندیدہ اور قابل تعریف فعل تھا۔

سلطنت رومہ

اسلام سے پہلے رومی سلطنت دنیا کی سب سے بڑی مملکت تھی جو برطانیہ سے مصر تک پھیلی ہوئی تھی۔ سلطنت رومہ کا سرکاری مذہب عیسائیت تھا۔ غیر عیسائی لوگوں پر ناجائز

Marfat.com

سختیاں کی جاتیں۔ بدکاری اور عصمت فروشی کا دھندہ برسرعام کیا جاتا۔

مصر

پہلے تو مصر میں ہر قبیلہ کا علیحدہ خدا ہوتا تھا مگر بعد میں بہت سے خداؤں اور بادشاہوں کی پرستش کرنے لگے۔ بہن اور بیٹی سے شادی کا بھی رواج تھا۔ مصری ابتداء سے ہی حیات بعد الموت (مرنے کے بعد دوبارہ زندگی) کے قائل تھے مگر ان کے ہاں میت کی تکفین وتدفین کے بارے میں بڑی عجیب وغریب رسمیں تھیں۔

جب ان کا کوئی بادشاہ مرتا تو اس کے لیے پہاڑوں کو کھود کر بہت وسیع وعریض مدفن تیار کیا جاتا جو کئی کمروں پر مشتمل ہوتا۔ درمیانی کمرہ میں بادشاہ کی میت رکھ دی جاتی اور اردگرد کے کمروں میں بادشاہ کی ضرورت کا سامان شاہانہ انداز میں رکھ دیا جاتا۔ سونے کا تخت، کرسی اور زیورات کے علاوہ کھانے پینے کی اشیاء وافر مقدار میں رکھ دی جاتیں۔ ماہرین آثار قدیمہ نے جو مقبرے دریافت کیے ہیں اور ان کی کھدائی کی ہے وہاں سے یہ ساری چیزیں دستیاب ہوئی ہیں۔ جن میں سے کئی چیزیں مصر کے عجائب گھر میں بھی موجود ہیں۔

صرف اس پر اگر اکتفاء کیا جاتا تو اس کو یہ کہہ کر برداشت کرلیا جاتا کہ انہوں نے اپنے مذہبی جذبات کی تسکین کے لیے اتنی دولت کا ضیاع کیا۔ لیکن اس سے بھی سنگین امر یہ تھا کہ ان کے خیال میں بادشاہ دوبارہ زندہ ہو جائے گا اور اس کو دنیوی زندگی کی طرح خدام اور خادماؤں کی ضرورت پڑے گی۔ اس لیے خادموں اور خادماؤں کی ایک جماعت اس مقبرہ کے ایک کمرے میں کھڑی کردی جاتی۔ اس اہتمام کے بعد داخلہ کا دروازہ بند کردیا جاتا۔ اس کے سامنے بڑی بڑی چٹانیں، مٹی اور ریت کے ڈھیر لگادیے جاتے اور اس کو باہر سے اس طرح بند کردیا جاتا کہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ یہاں کوئی بادشاہ اپنے زیورات، ہیروں اور جواہرات کے ساتھ مدفون ہے۔ بادشاہ کی میت پر تو جو گزرتی ہوگی وہ گزرتی ہوگی لیکن ان زندہ خدام اور خادماؤں کی حالت زار کا تصور کرکے انسانی عقل وخرد پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ کچھ وقفے کے بعد اس گھپ اندھیرے میں جب وہ پیاس اور بھوک کی شدت سے

Marfat.com

تڑپتے ہوں گے اور بے بسی کے عالم میں دم توڑ دیتے ہوں گے اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا۔

ہندوستان

ہندو ہر عظیم چیز سے مرعوب ہو کر اسے خدا کہہ دیتے حتیٰ کہ پہاڑوں، دریاؤں، سمندروں، درختوں اور جانوروں کو خدا مانتے تھے۔ ہندو گائے کا پیشاب چائے کی طرح پیتے مگر اس کا گوشت نہ کھاتے تھے۔

بنی نوع انسان کی ایک نسل شودر کو اس طرح گھٹیا سمجھا جاتا کہ اگر ان میں سے کسی کا سایہ کنوئیں پر پڑ جائے تو کنواں ناپاک ہو جاتا۔ وہ بے چارے آبادی سے باہر جھونپڑوں میں رہنے پر مجبور تھے۔ شودروں پر پابندی تھی کہ نہ تو وہ خود اپنی مذہبی وید کو پڑھ سکتے تھے اور نہ ان کو ایسی محفلوں میں شرکت کی اجازت تھی جس میں وید پڑھا جاتا۔ اگر کسی شودر کے متعلق ثابت ہو جاتا کہ اس نے وید پڑھا تو اس کی زبان کاٹ دی جاتی۔

جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا تو اس کی موت کو عورت کے کسی گناہ کا نتیجہ سمجھا جاتا اور اسے یہ بات ذہن نشین کرائی جاتی کہ اب اس کی عزت اسی میں ہے کہ وہ اپنے خاوند کی لاش کے ساتھ جل کر خاکستر ہو جائے۔ یہ ظالمانہ حرکت ستی کی رسم کے نام سے مشہور تھی۔ جو بیوہ اپنے خاوند کی چتا میں اپنے آپ کو ڈال دیتی اور جل کر خاکستر ہو جاتی اس کی تعریفوں کے پل باندھ دیئے جاتے اور جو عورت ایسا نہ کرتی اسے حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا اور دوسری شادی کی اجازت نہ تھی خواہ وہ ابھی بالکل نوجوان ہی ہو۔ ہندوستان کے بعض علاقوں میں کئی بھائیوں کی ایک مشترکہ بیوی کا رواج تھا جو ایک ایک ماہ ہر بھائی کے پاس گزارتی۔

چین

چین کے لوگ مختلف مظاہر فطرت کی پوجا کیا کرتے تھے یعنی زمین، دریا، ہوائیں وغیرہ ان کے معبود تھے اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے انسانوں اور عام طور پر قیدیوں کو ذبح کرتے تھے۔ مرنے والے بادشاہوں کی پرستش بھی کرتے تھے۔

Marfat.com

عرب

اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو جن عظیم خوبیوں سے نوازا ان میں فہم وفراست، قوت حافظہ، سخاوت و فیاضی، شجاعت، ایفائے عہد اور فصاحت و بلاغت سرفہرست تھیں لیکن یہ خوبیاں صحیح رہنمائی سے محروم تھیں اور حقیر مقاصد کے لیے استعمال ہو کر ضائع ہو رہی تھیں۔

اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کو خدا سمجھتے۔ ہر گھر کا علیحدہ بت ہوتا جس کی وہ گھر میں عبادت کرتے۔ سفر کے دوران کسی جگہ اترتے تو اردگرد بکھرے ہوئے پتھروں میں سے چار پتھر چن کر لاتے ان میں سے جو پتھر خوبصورت ہوتا اس کو اپنا رب بنا لیتے اور دیگر تین پتھروں سے چولہا تیار کر کے کھانا پکاتے۔ کعبہ کا ننگے طواف کرتے۔ بعض قبائل میں سورج، چاند، ستاروں اور آگ کی عبادت کی جاتی۔ بعض قبائل یہودی اور عیسائی مذہب پر تھے لیکن اس دور میں گنتی کے چند نفوس قدسیہ ایسے بھی تھے جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے تھے۔

عرب کے بعض علاقوں میں بیویوں کے تبادلے کا رواج بھی تھا مخصوص وقت کے لیے ایک دوسرے کی بیویاں تبدیل کر لیتے۔ ایک عورت بیک وقت کئی مردوں کے ساتھ شادی کر سکتی تھی۔

اہل عرب بچیوں کو ناپسند کرتے تھے اور بعض قبائل میں تو باپ اپنے ہاتھوں سے اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی باپ اپنی کسی بچی کو زندہ رکھنا چاہتا تو اسے اچھے کپڑے وغیرہ پہننے کی اجازت نہ ہوتی اور جس بچی کو قتل کرنا چاہتا اس کو بڑے ناز ونعم سے پالا جاتا جب وہ چھ سات سال کی عمر کو پہنچتی تو اس کا باپ پہلے جنگل میں چلا جاتا وہاں ایک گہرا کنواں کھودتا۔ واپس آ کر اپنی بیوی کو کہتا کہ بچی کو خوب آراستہ و پیراستہ کرو۔ اس کو خوشبو لگاؤ تاکہ میں اسے اس کے ننہال لے جاؤں۔ اس بہانے سے وہ اسے کنوئیں کے پاس لے آتا جو صحراء کے کسی گوشہ میں اس نے کھود رکھا ہوتا۔ جب وہاں پہنچتا تو بچی کو کہتا اس کنوئیں میں دیکھو کیا ہے؟ جب وہ جھک کر دیکھنے لگتی تو پیچھے سے دھکا

Marfat.com

دے کر وہ اسے کنوئیں میں گرا دیتا اور مٹی ڈال کر کنوئیں کو زمین کے برابر کر دیتا۔ وہ بے چاری چیختی چلاتی رہ جاتی لیکن اس سنگدل باپ پر ذرہ اثر نہ ہوتا۔

نوٹ

یہ تھے اس وقت کی معلوم دنیا کے حالات جن میں اللہ تعالیٰ نے رہبر اعظم، تاجدار ختم نبوت حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو ان گمراہ لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔

سوالات

ا۔ 571 عیسوی میں لوگوں کے عقائد کیا تھے؟

۲۔ ایران کے لوگ کس مذہب کی اتباع کرتے تھے؟

۳۔ بیمار اور مرنے والوں کے ساتھ ایران والے کیا سلوک کرتے تھے؟

۴۔ توحید کیا ہے؟

۵۔ شرک کسے کہتے ہیں؟

۶۔ مرنے والے بادشاہوں کے متعلق مصر والے کیا عقیدہ رکھتے تھے؟

۷۔ مرنے والے بادشاہوں کو مصر والے کیسے دفن کرتے تھے؟

۸۔ شودر کون تھے اور ہندو ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے تھے؟

۹۔ ہندو مذہب میں 'ستی کی رسم' کسے کہتے تھے؟

۱۰۔ اہل عرب کی تین اچھی صفات کا ذکر کریں۔

۱۱۔ اہل عرب کس کی عبادت کرتے تھے؟

۱۲۔ اہل عرب اپنی بچیوں کو زندہ کس طرح دفن کرتے تھے؟

Marfat.com

صاحب سیرت کے بارے میں

☆ حضور ﷺ پر ہر صبح و شام حضور ﷺ کی امت پیش کی جاتی ہے۔ حضور ﷺ اپنے ہر امتی کا چہرہ اور اس کے اعمال کو پہچانتے ہیں۔ اس علم کامل کے باعث حضور ﷺ قیامت کے روز سب کے گواہ ہوں گے۔ (سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ از قرطبی)

☆ تمہارا رسول تم پر گواہی دے گا کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت کے نور سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رتبہ کو، کہ میرے دین میں اس کا کیا درجہ ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کون سا پردہ ہے جس سے اس کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ پس وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں، تمہارے ایمان کے درجوں کو بھی، تمہارے نیک و بد سارے اعمال کو اور تمہارے اخلاق و نفاق کو بھی پہچانتے ہیں۔ (شاہ عبد العزیزؒ از تفسیر فتح العزیز)

☆ پیدائش محمدی ﷺ دیگر انسانوں کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کا سایہ نہیں تھا۔

(امام ربانی مجدد الف ثانیؒ)

☆ اِنَّمَا مَثَّلُوْا صِفَاتِکَ لِلنَّاسِ کَمَا مَثَّلَ النُّجُوْمَ الْمَاءُ (شرف الدین بوصیریؒ)

انہوں نے صفات میں حضور ﷺ کی جلوہ گری کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ اس طرح ہے جس طرح پانی میں ستاروں کا عکس ہے (جو ستاروں کی حقیقت کو ظاہر کرنے سے عاجز ہے)

☆ حضور ﷺ کے حسن و جمال کا آفتاب پوری طرح ہمارے سامنے نمایاں نہیں ہوا اگر وہ پوری طرح ظاہر ہوتا تو کوئی ہستی اس کے دیکھنے کی تاب نہ لا سکتی۔ آنکھیں چندھیا جاتیں دل ہیبت زدہ ہو جاتے اور حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد پورا نہ ہوتا۔ (علامہ قرطبیؒ)

☆ خالق کائنات نے اپنی حکمت بالغہ سے اپنے محبوب کے حسن و جمال کو صرف اتنا ظاہر

Marfat.com

ہونے دیا جس کی لوگ تاب لا سکیں اور چشمہ فیض کے قریب پہنچ کر اپنی پیاس بجھا سکیں۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے حسن و جمال کی ساری اداؤں کا احاطہ کر لے تو یہ ممکن نہیں۔ (ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہؒ)

☆ خیابان ہستی اجڑا پڑا تھا، روشیں ویران تھیں، کفر و شرک کی عفونتوں سے دماغ پھٹ رہا تھا، یاس و قنوت کی ایک ہمہ گیر کیفیت طاری تھی، کہ اچانک فاران کی چوٹیوں سے ایک گھنگھور گھٹا اٹھی، جس کا ہر قطرہ بہار آفریں اور جس کا ہر چھینٹا فردوس بداماں تھا، یہ گھٹا برسی اور خوب دل کھول کر برسی، یہاں تک کہ زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھی، عریاں شاخوں پر برگ و بار آنے لگے، سربگریباں غنچے کھلنے لگے، افسردہ کلیاں مسکرانے لگیں، گلزار عالم میں آثار حیات نمودار ہونے لگے، عقائد باطلہ کے بت پاش پاش ہوئے، قمریوں نے پھر عفت قلب و نظر کا نغمہ چھیڑا اور ہمائے بشریت کو توحید کی مقدس و مطہر رفعتوں سے پھر دعوت پرواز آنے لگی......

دنیا والوں نے اس خیرات و برکات سے بھرپور گھٹا کو ''محمد'' (بہت ہی تعریف کیا گیا) کے دل نواز نام سے پکارا، عالم بالا کے مکینوں نے اسے ''احمد'' (اپنے رب کا سب سے زیادہ ثناخواں) کہا لیکن حقیقت کی دل فریبیوں سے نقاب اس وقت اٹھا جب اس کے خالق و پروردگار نے اسے اپنی کائنات سے یوں روشناس کرایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (انبیاء)

''اور ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا''۔

جن افراد نے حضور ﷺ کے دامن رحمت کو تھاما وہ گمراہ تھے لیکن اس نور مبین سے اکتساب نور کرنے کے بعد ظلمت کدہ عالم میں ہدایت کے چراغ روشن کر گئے، جاہل تھے لیکن دنیا کے جس جس گوشہ میں گئے علم و حکمت کے چمن کھلاتے گئے، گنوار اور اجڈ تھے لیکن پاکیزہ تہذیب و تمدن کے بانی بن گئے، خدا فراموش تھے لیکن خدا شناسی کی قندیلیں روشن کر گئے......

Marfat.com

ہزار ہا صلاۃ وسلام ہوں اس طلعت زیبا پر جس نے بندے کا ٹوٹا ہوا تعلق اپنے رب سے جوڑ دیا اور انسان کو شرف انسانیت سے آشنا کر دیا۔ (ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہؒ)

☆ واحسن منک لم ترقط عینی　　واجمل منک لم تلدالنساء
خلقت مبرءً ا من کل عیب　　کانک قد خلقت کما تشاء

ترجمہ: ''آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ جمیل عورتوں کے ہاں پیدا نہیں ہوا آپ کی تخلیق ہر عیب سے پاک ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے آپ کی تخلیق آپ کی مرضی کے مطابق ہوئی ہے''۔ (حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

☆ تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا　　تیری خلق کو حق نے جمیل کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا　　تیرے خالق حسن و ادا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا　　نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا　　تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم
(اعلیٰ حضرتؒ)

☆ كَيْفَ يَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ وَ قَدْ كُنَّا نُسَمِّيْهِ الْاَمِيْنَ لِاَنَّهُ مَا كَذَبَ قَطُّ لٰكِنْ اِذَا كَانَتْ فِي عَبْدِ مَنَافِ السِّقَايَةُ وَالرِّفَادَةُ وَالْمَشْوَرَةُ ثُمَّ تَكُوْنُ فِيْهِمُ النُّبُوَّةُ فَاَيُّ شَيْءٍ بَقِيَ لَنَا۔ (ابوجہل)

اسلام کے ذلیل ترین دشمن ابوجہل نے کہا۔ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ پر کیسے جھوٹ باندھ سکتے ہیں حالانکہ ہم خود انہیں امین کہا کرتے تھے۔ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا لیکن بات یہ ہے کہ عبد مناف (حضور ﷺ کے خاندان) کے پاس پہلے ہی سقایہ (حاجیوں کو پانی فراہم کرنا) رفادہ (حاجیوں کی میزبانی) اور مشورہ کے اہم اور اعلیٰ مناصب ہیں۔ اگر ان میں نبوت بھی آجائے تو ہمارے لیے کیا باقی رہے گا۔

☆ "My choice of Muhammad to lead the list of the world's most influential persons may surprise some readers, but he was the only man in history who was supremely successful on

Marfat.com

both the religous and secular levels. Today, thirteen centuries after his death, his influence is still powerful and pervasive.

We see that the Arab conquests of the seventh cenyury have continued to play an important role in human history, down to the present day. It is this unparalleled combination of secular and religious influence which I feel entitles Muhammad to be considered the most influential single figure in human history." *(Michael H.Hart)*

☆ "I believe that if a man like him were to assume the dictatorship of the modern world, he would succeed in solving the problems in a way that would bring the much needed peace and happiness. Europe is beginning to be enamoured of the creed of Muhammad. In the next century it may go further in recognising the utility of that creed in solving its problems."

(Gerorge Bernard Shaw)

☆ "If greatness of purpose, smallness of means and astounding results are the three criteria of human genius, who could claim to compare any great man in modern history with Muhammad?" *(Lamartine)*

☆ "I become more than ever convinced that it was not the sword that won a place for Islam in those days. It was the rigid simplicity, the utter self-effacement of the Prophet, the scrupulous regard for pledges, his intense devotion to his friends and followers and his interpidity, his fearlessness, his absolute trust in God and in his own mission. These and not the sword carried everything before them and surmounted every obstacle". *(Gandhi)*

Marfat.com

خاندان

روئے زمین پر سب سے پہلا عبادت خانہ بیت اللہ ہے۔ جو سعودی عرب کے مشہور شہر مکہ مکرمہ میں واقع ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر بیت اللہ کی تعمیر کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بیٹے اسحاق علیہ السلام کو ملک شام میں اور بڑے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں آباد کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے جس قبیلہ کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت بخشی وہ قریش ہے اور قریش میں سب سے زیادہ خوش بخت باپ حضرت عبداللہ ہیں جن کو نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے والد گرامی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قریش میں سب سے زیادہ خوبصورت اور شرم و حیا کے پیکر تھے۔ آپ کی شادی قبیلہ قریش کے ایک سردار وہب بن عبد مناف کی صاحبزادی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے شام گئے۔ واپسی پر مدینہ میں آپ بیمار ہوئے اور اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

آپ ﷺ کے والدین کریمین توحید پرست اور دین ابراہیمی کے پیروکار تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ تک جن جن پشتوں اور رحموں سے آپ کا نور منتقل ہوتا رہا وہ سب توحید پرست اور پاکباز تھے۔ ان میں کوئی بھی مشرک نہ تھا۔

حبیب کبریاء ﷺ ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور آپ یتیم ہو گئے۔ فرشتوں نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی تیرا نبی یتیم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں خود اس کا محافظ ہوں۔ میں اس کا رازق اور پروردگار ہوں۔ تم اس پر درود

Marfat.com

پڑھا کرو اور اس کے نام سے برکت حاصل کیا کرو۔

سوالات

۱۔ سب سے پہلا عبادت خانہ کہاں تھا؟

۲۔ سب سے پہلے کعبہ کس نے تعمیر کیا؟

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کون سا بیٹا مکہ میں آباد ہوا؟

۴۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کون سے بیٹے کی اولاد سے ہیں؟

۵۔ حضرت محمد ﷺ کے خاندان کا نام کیا ہے؟

۶۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے والد گرامی کا نام کیا ہے؟

۷۔ حضرت عبداللہ کب اور کہاں فوت ہوئے؟

۸۔ حضرت آمنہ کون ہیں؟

۹۔ حضرت محمد ﷺ کے والدین کس مذہب کی اتباع کرتے تھے؟

Marfat.com

ولادت باسعادت

ربیع الاول کی بارہ تاریخ (بمطابق 20 اگست 570ء) پیر کا دن اور صبح صادق کی سہانی گھڑی تھی جب مکہ مکرمہ میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک عظیم اور یتیم بچے نے جنم لیا۔ جس کا اسم گرامی حضرت محمد ﷺ ہے۔ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ مختون (ختنہ شدہ) تھے اور ناف بھی کٹی ہوئی تھی۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو سارا گھر نور مصطفی ﷺ سے روشن ہوگیا۔ ہر طرف نور ہی نور پھیلتا گیا حتیٰ کہ اس نور میں مجھے شام کے محلات نظر آنے لگے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں اس رات کعبہ میں تھا۔ میں نے بتوں کو دیکھا کہ سب بت سر کے بل گر پڑے ہیں اور دیوار کعبہ سے یہ آواز آرہی تھی۔

مصطفےٰ پیدا ہوا۔ جو کعبہ کو بتوں سے پاک کرے گا اور ایک خدا کی عبادت کا حکم دے گا۔

میلاد منانا

حضور ﷺ سوموار کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ ایک اعرابی نے پوچھا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ سوموار کو روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔ یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی یہ وہ دن ہے جس میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم)

گویا حضور ﷺ اپنے میلاد کی خوشی میں روزہ رکھتے تھے اور اس طرح اپنے خالق حقیقی کا شکریہ ادا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کائنات کے لیے رحمت اور اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

جب اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہو تو خوشی اور مسرت کا مظاہرہ کیا کرو۔ (یونس: 58)

Marfat.com

غلامانِ مصطفیٰ ہر زمانہ میں اپنے رب کریم کی اس نعمت کبریٰ کا شکریہ ادا کرتے آئے ہیں۔ حضور ﷺ کے میلاد کے دن کوئی روزہ رکھتا ہے کوئی گھر کی تنہائی میں نوافل پڑھتا ہے۔ کوئی بازار میں نکل کر اس کی عظمت کے گیت گاتا ہے۔ کوئی غریبوں میں خیرات تقسیم کرتا ہے۔ کوئی گھروں اور گلی کوچوں کو آراستہ کرتا ہے۔ کوئی محفل میلاد میں شریک ہو کر پیارے نبی ﷺ کی پیاری باتیں سنتا ہے۔ کوئی حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھتا ہے۔ الغرض اہل محبت اپنے اپنے ذوق کے مطابق خدا کی اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں۔

صحیح بخاری میں روایت موجود ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خبر جب ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اپنے مالک کو دی تو ابولہب نے اپنے بھتیجے کی ولادت کی خوشخبری سن کر اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔ اگرچہ ابولہب کی موت کفر پر ہوئی اور اس کی مذمت میں پوری سورت نازل ہوئی لیکن میلاد مصطفیٰ ﷺ پر اظہار مسرت کی برکت سے ہر سوموار کو اسے پانی کا گھونٹ پلایا جاتا ہے اور اس کے عذاب میں بھی اس روز تخفیف بھی کی جاتی ہے۔

جب ایک کافر جو ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس کے بارے میں ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت پر اظہار مسرت کی برکت سے ہر سوموار کو اس کے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے تو تمہارا کیا خیال ہے اس بندے کے بارے میں جو زندگی بھر حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی مناتا رہا اور کلمہ توحید پڑھتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوا۔

اسم مبارک

ولادت کے ساتویں روز حضرت عبدالمطلب نے جانور ذبح کر کے عقیقہ کیا اور اپنے قبیلہ کی پرتکلف دعوت کا اہتمام فرمایا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو انہوں نے کہا اے عبدالمطلب! یہ تو بتائیے کہ آپ نے اپنے اس پوتے کا نام کیا تجویز کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے اس کا نام محمد تجویز کیا ہے تاکہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ اور زمین میں اس کی مخلوق اس مولود مسعود کی حمد و ثنا کرے۔

لفظ محمد ﷺ کی تشریح کرتے ہوئے اہل زباں لکھتے ہیں کہ جو ہستی تمام صفات خیر کی

Marfat.com

جامع ہو اور جس کی بار بار تعریف کی جائے اسے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہتے ہیں۔

سوالات

۱۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

۲۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان کا نام کیا ہے؟

۳۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے وقت حضرت آمنہ نے کیا دیکھا؟

۴۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی رات حضرت عبدالمطلب نے کیا سنا؟

۵۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار کو روزہ کیوں رکھتے تھے؟

۶۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد کس طرح منانا چاہئے؟

۷۔ عقیقہ کسے کہتے ہیں؟

۸۔ ہمارے پیارے نبی کا نام کس نے تجویز کیا؟

۹۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لفظی معنی کیا ہے؟

۱۰۔ ہر سوموار کو ابولہب کی سزا میں کمی کیوں ہوتی ہے؟

Marfat.com

رضاعت

قریش کے ہاں یہ رواج تھا کہ وہ اپنی اولاد کو شہروں سے دور دودھ پلانے والیوں کے ہاں بھیجا کرتے تھے تاکہ صحراء کے پاک وصاف ماحول میں ان کے بچوں کا جسم مضبوط اور زبان فصیح ہو جائے۔ چنانچہ مختلف قبائل کی خواتین خاص خاص موسموں میں مکہ آیا کرتیں تاکہ امیر لوگوں کے بچوں کو لے جائیں ان کو دودھ پلائیں۔ ان کی پرورش کریں اور مدت رضاعت ختم ہو تو ان کے والدین انہیں گراں قدر عطیات اور انعامات دے کر شاد کام کریں۔

حضرت عبدالمطلب ایسی خاتون کی تلاش میں تھے جو ان کے جلیل القدر پوتے کو دودھ پلانے کی ذمہ داری قبول کرے۔ اسی اثناء میں بنی سعد کی چند خواتین بچے لینے کی غرض سے مکہ آئیں۔ ان میں ایک حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو اپنے خاوند حارث رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس مقصد کے لیے مکہ میں آئی تھیں۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اپنا حال خود بیان کرتی ہیں:

یہ سال قحط سالی اور خشک سالی کا سال تھا۔ ہمارے پاس کچھ باقی نہ رہا۔ جس پر گزر اوقات کرسکیں۔ میں ایک لاغر گدھی پر سوار ہو کر اپنے قافلے کے ساتھ نکلی۔ ہمارے ساتھ ایک بوڑھی اونٹنی بھی تھی جس کی کھیری میں دودھ کا ایک قطرہ تک نہ تھا۔ میرا بچہ بھوک کی وجہ سے ساری ساری رات روتا رہتا تھا اور ہمیں ایک پل کے لیے بھی سونا نصیب نہ ہوتا۔ نہ میری چھاتیوں میں اتنا دودھ تھا جس سے وہ سیر ہو سکے اور نہ ہماری اونٹنی کی کھیری میں دودھ تھا جو ہم اس کو پلا سکتے۔ چنانچہ جب ہم روانہ ہوئے تو میری لاغر گدھی کی وجہ سے سارا قافلہ مصیبت میں تھا۔ نہ ہمیں چھوڑ کر وہ آگے جا سکتے تھے اور نہ یہ لاغر گدھی چلنے کا نام لیتی تھی بڑی مشکل سے ہم مکہ پہنچے اور سب نے بچے تلاش کرنے کے لیے گھر گھر چکر لگانے شروع

Marfat.com

کیے۔ بنی سعد کی عورتیں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے لخت جگر کے پاس بھی گئیں لیکن جب انہیں پتہ چلتا کہ یہ یتیم ہے تو واپس لوٹ آتیں یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس کا باپ تو ہے نہیں جو ہماری خدمات پر ہمیں انعام و اکرام سے مالا مال کر دے بیوہ ماں اور بوڑھا دادا ہماری کیا خدمت کریں گے۔ چند دنوں میں ہر عورت کو بچہ مل گیا۔ ایک میں تھی جس کی گود خالی تھی میری غربت اور تنگ دستی کو دیکھ کر کوئی خاندان مجھے اپنا بچہ دینے کے لیے آمادہ نہ ہوا۔ آخر میں نے اپنے خاوند کو کہا کہ میں اس یتیم بچے کو ہی لے آتی ہوں کم از کم خالی گود تو واپس نہیں جاؤں گی میرے شوہر نے کہا ٹھیک ہے جاؤ اور اس یتیم بچہ کو لے آؤ۔

حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں گئی اور حضرت آمنہ مجھے اس کمرہ میں لے گئیں جہاں یہ نور نظر آرام فرما تھا۔ آپ کے معصوم حسن و جمال کو دیکھ کر میں فریفتہ ہوگئی۔ جب آپ نے آنکھیں کھولیں تو میں نے محسوس کیا کہ ان آنکھوں سے انوار نکل رہے ہیں اور آسمان کو چھو رہے ہیں۔ میں نے بے اختیار دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور آپ کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا اور اپنے خاوند کے پاس لے آئی۔

حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب میں اس دولت کو اٹھائے ہوئے واپس اپنے خیمہ میں پہنچی تو میرا خاوند اس بوڑھی اور لاغر اونٹنی کی طرف گیا یہ دیکھ کر اس کی حیرت وخوشی کی حد نہ رہی کہ اس کی اونٹنی کی کھیری دودھ سے بھری ہوئی ہے۔ اس نے اسے دوہا۔ خود بھی جی بھر کر پیا اور میں نے بھی سیر ہو کر دودھ نوش کیا۔ ہم سب رات کو خوب سوئے۔ میٹھی نیند کے مزے لوٹنے کے بعد جب ہم بیدار ہوئے تو میرے خاوند نے کہا۔ بخدا! اے حلیمہ! ہمیں سراپا برکت بچہ نصیب ہوا۔ میں نے کہا میں بھی یہی امید رکھتی ہوں۔

جب عورتوں کو رضاعت کے لیے بچے مل گئے تو ہمارا کارواں اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوا۔ ساری خواتین اپنے نئے بچوں کے ساتھ اپنی اپنی اونٹنیوں پر سوار ہوئیں۔ میرے پاس وہی گدھی تھی جو کمزوری کے باعث چل نہیں سکتی تھی جس نے سارے قافلہ کو آتے ہوئے پریشان کر دیا تھا۔ میں اپنے فرزند دلبند کے ساتھ اس پر سوار ہوئی۔ اب تو اس کی

Marfat.com

حالت ہی بدل گئی تھی یوں تیزی سے قدم اٹھاتی تھی کہ قافلہ کی ساری سواریاں پیچھے رہ گئیں۔ قافلہ والیاں چیخ اٹھیں کہنے لگیں اے حلیمہ (رضی اللہ عنہا)! بھلا یہ تو بتا یہ وہی پہلے والی گدھی ہے جو قدم اٹھانے سے معذور تھی اب اسے کہاں سے پر لگ گئے کہ اڑتی چلی جا رہی ہے۔ میں انہیں کہتی بخدا یہ وہی گدھی ہے خدا تمہارا بھلا کرے تم دیکھتی نہیں اس پر کون سوار ہے۔

آخر ہم اپنی قیام گاہوں پر پہنچ گئے۔ اللہ کی ساری زمین میں یہ علاقہ سب سے زیادہ قحط زیادہ تھا۔ گھاس کا ایک تنکا بھی نظر نہیں آ رہا تھا لیکن میری بکریاں شام کو جب واپس آتیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوئے اور ان کی کھیریاں دودھ سے بھرپور ہوتیں۔ ہم دودھ دوہتے اور خوب سیر ہو کر پیتے دوسرے لوگوں کے ریوڑ بھوکے واپس آتے ان کی کھیریوں میں سے دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ ٹپکتا وہ لوگ اپنے چرواہے کو ڈانٹتے اور کہتے تم ہماری بھیڑ بکریاں وہاں کیوں نہیں چراتے جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔ دن بدن ان انعامات اور برکات میں اضافہ ہوتا جاتا اور ہم خوشی کی زندگی بسر کرنے لگے یہاں تک کہ دو سال کا عرصہ ختم ہو گیا۔ میں نے حضور ﷺ کا دودھ چھڑا دیا۔ اس عرصہ میں آپ کی نشوونما کی کیفیت نرالی تھی۔ دو سال میں آپ قوی و توانا بچوں کی طرح ہو گئے۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب لوگوں نے حضور ﷺ کی برکتوں کا مشاہدہ کیا تو آپ کی محبت میں دیوانہ ہو گئے۔ جب کسی کو کوئی بدنی تکلیف ہوتی تو وہ آتا حضور ﷺ کی برکت ہتھیلی کو پکڑ کر تکلیف کی جگہ پر رکھتا باذن اللہ تعالیٰ فوراً شفایاب ہو جاتا۔ اگر ان کی کوئی بھیڑ بکری بیمار ہو جاتی تو اس پر حضور ﷺ کا دست مبارک پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتی۔ آپ کہتی ہیں کہ راحت و خوشی کے یہ دو سال گویا پل جھپکتے میں بیت گئے۔ اگرچہ ہمارا دل جدائی برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھا مگر مدت رضاعت پوری ہونے کے بعد ہم حضور ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لے آئے۔

رضاعت کی برکت سے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے خاندان کو جو سعادتیں

Marfat.com

نصیب ہوئیں ان کا احاطہ ممکن نہیں۔ جب حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ سے شادی فرمائی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حلیمہ رضی اللہ عنہا کو چالیس بکریاں اور کئی اونٹ عطا فرمائے۔ اعلان نبوت کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہ، ان کا خاوند اور سارا خاندان مسلمان ہوگیا۔ جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو حضور ﷺ اپنی چادر بچھاتے اور اپنی چادر پر اپنی رضاعی ماں کو بٹھاتے۔

سوالات

۱۔ حضرت محمد ﷺ کو لینے کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی اونٹنی اور گدھی میں کیا تبدیلی محسوس کی؟

۲۔ اہل مکہ نے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو بچہ دینے سے کیوں انکار کیا؟

۳۔ بنو سعد والے حضرت محمد ﷺ کے گرویدہ کیوں ہوئے؟

۴۔ حضرت محمد ﷺ اپنی رضاعی ماں کی تعظیم کس طرح کرتے تھے؟

۵۔ حضرت محمد ﷺ کی وجہ سے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو کون سی برکتیں حاصل ہوئیں؟

۶۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی شادی کے موقع پر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو کیا تحفہ دیا؟

Marfat.com

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اور عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا انتقال

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا انتقال

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ شادی کے کچھ عرصہ بعد بغرض تجارت شام گئے جب واپس لوٹے تو ان کا گزر یثرب سے ہوا۔ چند روز کے لیے اپنے والد عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ننہال میں قیام کیا (کیونکہ عبدالمطلب کی والدہ یثرب کے قبیلہ بنی نجار کے سردار کی بیٹی تھیں) اسی اثناء میں آپ بیمار ہوئے اور وہیں یثرب میں انتقال کر گئے اس خبر سے قریش اور بالخصوص حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو جو چوٹ لگی ہوگی اس کے درد کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ سیدہ کے مغموم دل نے کتنا چاہا ہوگا کہ یثرب جا کر اپنے مرحوم خاوند کی قبر کی زیارت کرے لیکن آپ کے پیٹ میں جو امانت تھی اس کی حفاظت نے قبر کی زیارت سے باز رکھا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ پیدا ہوئے اور جب نور نظر کی عمر چھ برس ہوگئی تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سسر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے اجازت چاہی کہ یثرب جا کر اپنے خاوند کی قبر دیکھ سکے۔ آپ نے اجازت دے دی۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اپنے فرزند کو لے کر یثرب روانہ ہوئیں۔ ان کے ساتھ ان کی سیاہ فام کنیز ام ایمن بھی تھیں جو حضور ﷺ کو اپنے والد سے ورثہ میں ملی تھیں۔ تقریباً ایک ماہ مدینہ میں گزارنے کے بعد جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا مکہ روانہ ہوئیں تو راستے میں ابواء کے مقام پر حضرت آمنہ بیمار ہوئیں اور انتقال فرما گئیں۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے حضرت آمنہ کو ابواء کے مقام پر دفن کیا اور حضرت محمد ﷺ کو لے کر مکہ واپس آ گئیں۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا انتقال

والدہ کے بعد آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ساری ذمہ داریاں سنبھال لیں مگر جب آپ کی عمر آٹھ برس کی ہوئی تو دادا جان بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت ابوطالب

دادا جان کے انتقال کے بعد آپ کے چچا حضرت ابو طالب آپ کے سرپرست بنے۔ حضرت ابو طالب کی مالی حالت اچھی نہ تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے خدمت گزاری کا حق ادا کر دیا۔ آپ اپنے بچوں سے بھی زیادہ حضور ﷺ سے پیار کرتے۔ ایک لمحے کے لیے بھی اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے رات کو سوتے تو حضور ﷺ کو اپنے پہلو میں لٹاتے۔ کھانے کا وقت ہوتا تو اس وقت تک دسترخواں نہ چنا جاتا جب تک حضور ﷺ تشریف نہ لاتے۔ اپنے چچا کے دسترخوان پر جب شریک ہوتے تو اس کی برکتیں بھی ظہور پذیر ہوتیں۔ اگر آپ کے بچے کبھی حضور ﷺ کے بغیر کھانا کھاتے تو کھانا پورا نہ ہوتا اور بھوکے اٹھ آتے لیکن جب حضور ﷺ تشریف فرما ہوتے تو سارے خوب سیر ہو کر کھاتے اور کھانا بھی بچ جاتا۔ یہ دیکھ کر ابو طالب کہتے:

اے میرے بیٹے! تو بڑا بابرکت ہے

سوالات

۱۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا انتقال کہاں ہوا؟

۲۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا یثرب کیوں گئیں؟

۳۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت حضرت محمد ﷺ کی عمر کتنی تھی؟

۴۔ حضرت ابوطالب ہمارے پیارے نبی کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے؟

Marfat.com

سفرِ شام

جب آپ کی عمر نو دس سال کی ہوئی تو آپ نے بعض لوگوں کے ریوڑ اجرت پر چرانے شروع کر دیئے تا کہ اپنے محترم چچا کا ہاتھ بٹائیں۔ جب آپ کی عمر بارہ سال کے قریب پہنچی تو تجارت کی غرض سے حضرت ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر شروع کیا۔ جب یہ قافلہ وادیِ بصریٰ میں داخل ہوا تو بحیریٰ نامی ایک عیسائی راہب نے اپنی خانقاہ سے دیکھا کہ ایک نوخیز بچے پر بادل کا ایک ٹکڑا سایہ فگن ہے وہ بچہ جدھر جاتا ہے بادل کا ٹکڑا اس کے ساتھ ساتھ جاتا ہے۔

بحیریٰ نے جب اپنی خانقاہ کے دریچہ سے یہ منظر دیکھا تو اسے خیال آیا کہ جس صادق وامین نبی کے ہم منتظر ہیں اور جس کی علامات ہماری کتب میں مرقوم ہیں کہیں یہ نوجوان وہی تو نہیں اسے قریب سے دیکھنا چاہئے تا کہ ان کی نشانیوں کے بارے میں پورا وثوق ہو جائے۔ چنانچہ وہ اپنی خانقاہ سے نکل کر ان قافلہ والوں کے پاس آیا اور کہا کہ آج آپ کے قافلہ کے تمام افراد کو دعوت دیتا ہوں کہ آج ماحضر میرے ہاں تناول فرمائیں جب قافلے والے کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے سب کو رخصت کر دیا اور خود حضور ﷺ کے قریب آیا اور حضور ﷺ کی نیند، بیداری وغیرہ کی کیفیات کے بارے میں دریافت کرتا رہا۔ حضور ﷺ جو حالت اسے بتاتے اس سے ان صفات کی تصدیق ہوتی جاتی تھی جو نبی آخر الزماں ﷺ کے بارے میں اس کے پاس تھیں۔ آخر میں اس نے پشت مبارک سے کپڑا اٹھایا اور اس نے مہر نبوت کو بعینہ اس صورت میں دیکھا جو اس کے پاس تھی۔ بے ساختہ اس نے جھک کر مہر نبوت کو چوم لیا۔

جب بحیریٰ اس سے فارغ ہوا تو حضرت ابو طالب کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اس بچے سے آپ کا کیا رشتہ ہے آپ نے کہا یہ میرا بیٹا ہے بحیریٰ نے کہا یہ آپ کا بیٹا نہیں اور نہ ہی

Marfat.com

اس کا باپ زندہ موجود ہوسکتا ہے۔تب حضرت ابوطالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے تو بحیریٰ نے کہا آپ اپنے بھتیجے کو لے کر وطن واپس لوٹ جائیں اور یہودیوں سے ہر وقت ہوشیار رہیں اگر انہوں نے دیکھ لیا اور ان کو ان حالات کا علم ہوگیا جن کا مجھے علم ہوا ہے تو وہ انہیں ضرر پہنچانے سے باز نہیں آئیں گے۔آپ کے بھتیجے کی بڑی شان ہوگی یہ سارے جہانوں کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے رسول ہیں انہیں اللہ تعالیٰ رحمت عالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت ابوطالب قافلہ کے ساتھ شام گئے اور جلدی جلدی کاروبار سے فراغت پا کر آپ کو لے کر واپس مکہ لوٹ گئے۔

سوالات

۱۔ حضرت محمد ﷺ دوسرے لوگوں کی بکریاں کیوں چرایا کرتے تھے؟

۲۔ حضرت محمد ﷺ جب شام گئے تو اس وقت آپ ﷺ کی عمر کتنی تھی؟

۳۔ بحیریٰ کون تھا اور اس نے عرب تاجروں کو کھانے کی دعوت کیوں دی؟

۴۔ بحیریٰ نے حضرت محمد ﷺ کے متعلق کیا کہا؟

۵۔ بحیریٰ راہب نے حضرت ابوطالب کو کیا مشورہ دیا؟

Marfat.com

حلف الفضول

جب آپ ﷺ کی عمر بیس سال ہوگئی تو مکہ کے نوجوانوں نے عہد کیا کہ ظالم کو ظلم سے روکا جائے اور مظلوم کی دادرسی کی جائے۔ اس عہد کو حلف الفضول کے نام سے موسوم کیا گیا کیونکہ عہد قدیم میں بنوجرہم نے بھی اس قسم کا ایک معاہدہ کیا تھا اور جن تین آدمیوں نے اس میں نمایاں کردار ادا کیا ان تینوں کا نام فضل تھا۔

رومانیہ کے وزیر خارجہ حضور ﷺ کی سیرت طیبہ پر اپنی کتاب حلف الفضول کے تحت لکھتے ہیں۔ ایک بدو مکہ مکرمہ آیا اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی مکہ کے ایک دولت مند تاجر نے اس کی بیٹی اغوا کر لی۔ مسکین باپ گھر سے دور پریشانی میں سرگرداں تھا۔ جب حضور ﷺ کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ حضور ﷺ نے قریش کے نوجوانوں کو اکٹھا کیا اور بدو کی دادرسی کی ترغیب دی چنانچہ قریش کے نوجوان کعبہ شریف کے پاس جمع ہوئے اور سب نے بایں الفاظ حلف اٹھایا:

ہم قسم اٹھاتے ہیں کہ ہم مظلوم کی مدد کریں گے یہاں تک کہ ظالم سے وہ اپنا حق واپس لے لے۔

جب انہوں نے یہ قسم اٹھائی تو حضور ﷺ ان کے ساتھ تھے پھر انہوں نے حجر اسود کو زمزم کے پانی سے دھویا اور اس دھوون کو پی لیا۔ حلف برداری کی اس تقریب کے بعد سرکار دوعالم ﷺ اپنے نوجوان ساتھیوں کے ہمراہ اس ظالم تاجر کے گھر گئے اور اس کے مکان کا گھیراؤ کر لیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ بدو کی بیٹی عزت و آبرو کے ساتھ واپس کر دے۔ تاجر نے کہا کہ ایک رات مجھے مہلت دو میں صبح وہ لڑکی اس کے باپ کو لوٹا دوں گا۔ لیکن ان نوجوانوں نے اس کی اس تجویز کو ٹھکرا دیا اور مجبور کیا کہ وہ بچی فوراً اس کے باپ کے سپرد کر دے۔ اب وہ مجبور ہو گیا اور بادل نخواستہ بچی کو واپس کرنا پڑا۔

Marfat.com

اس قسم کے واقعات سے حلف الفضول کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اور مظلوموں کو ایک سہارا مل گیا۔ جب بھی کسی پر کوئی شخص زیادتی کرتا تو حلف الفضول کے نوجوان اس کی فریاد رسی کے لیے سامنے آجاتے۔ بعثت کے بعد بھی حضور ﷺ اس معاہدہ پر اظہار مسرت فرمایا کرتے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے اس قسم کے معاہدہ کی دعوت اسلام میں بھی اگر کوئی مجھے دے تو میں اسے قبول کروں گا۔

سوالات

۱۔ حلف الفضول کا مقصد کیا تھا؟

۲۔ اس معاہدہ کا نام حلف الفضول کیوں رکھا گیا؟

Marfat.com

شادی مبارک

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک پاکدامن خاتون اور کامیاب تاجرہ تھیں مکہ کا تجارتی قافلہ جب شام جانے لگا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو بلا کر کہا کہ اس سال میں سامان تجارت آپ کی نگرانی میں بھیجنا چاہتی ہوں۔ چنانچہ حضور ﷺ اپنے چچا ابو طالب سے اجازت لے کر تیار ہو گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو حضور ﷺ کی خدمت کے لیے ساتھ بھیجا۔ اس بار حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو توقع سے زیادہ نفع ہوا۔ میسرہ نے اس طویل سفر میں حضور ﷺ کی دیانت وامانت، کاروباری مہارت اور کرداری بلندی کے آنکھوں دیکھے احوال بیان کیے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے شادی کرنے کے لیے پیغام بھجوایا۔ جس کا ذکر آپ ﷺ نے حضرت ابو طالب سے کیا چنانچہ حضرت ابو طالب نے حضرت خدیجہ کے چچا عمرو بن سعد سے رشتہ طلب کیا کیونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد فوت ہو چکے تھے۔

اس طرح دولہا اور دلہن کے بزرگوں کی منظوری سے منگنی انجام پذیر ہوئی۔ نکاح کے لیے تاریخ مقرر ہوگئی۔ مقررہ تاریخ پر مکہ کے شرفاء اور سردار اکٹھے ہوئے اور حضرت ابو طالب نے حضور ﷺ کے نکاح کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر 25 سال تھی اور سیدہ خدیجہ کی عمر 40 سال تھی اور وہ بیوہ تھیں۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ظالموں نے پکڑ کر فروخت کر دیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خرید کر حضور ﷺ کو بطور تحفہ پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے اسی وقت زید رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا اور بچوں کی طرح ان کے ساتھ پیار و محبت کا برتاؤ فرماتے رہے۔

زید رضی اللہ عنہ کا باپ حارثہ اپنے بیٹے کے فراق میں دیوانہ ہو گیا اس کی تلاش میں

Marfat.com

ملک ملک کی خاک چھان ماری۔ جب مکہ پہنچا تو اپنے بیٹے زید رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا حضور ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی زید رضی اللہ عنہ میرا بیٹا ہے میں اس کا فدیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہوں آپ اس کو آزاد کر دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنے بیٹے کو بلاؤ اور اس کو اختیار دے دو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میں اسے فدیہ لیے بغیر تمہارے ساتھ جانے کی اجازت دے دوں گا لیکن اگر وہ تمہارے ساتھ جانے کے بجائے میرے ساتھ رہنے کو پسند کرے پھر تمہیں بھی اسے مجبور نہیں کرنا چاہیے۔

حارثہ نے کہا آپ نے احسان کی انتہا کر دی مجھے یہ تجویز منظور ہے۔ چنانچہ زید رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور اس سے پوچھا کیا تم ان کو جانتے ہو؟ زید رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں یہ میرا باپ ہے پھر اسے بتایا گیا اب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے اگر تم چاہو تو اپنے باپ کے ساتھ اپنے وطن واپس جا سکتے ہو اور اگر چاہو تو میرے پاس رہ سکتے ہو۔ زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں آپ کو چھوڑ کر کسی کے ساتھ جانے کو تیار نہیں آپ ہی میرے لیے باپ کی جگہ ہیں۔ اخلاق محمدی نے زید رضی اللہ عنہ کو ایسا گرویدہ کیا کہ اپنا ملک، آزادی اور باپ سب کچھ حضور ﷺ کی خدمت میں قربان کر دیا۔

سوالات

١۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کون تھیں؟

٢۔ میسرہ کون تھا؟

٣۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو شادی کے لیے کس چیز نے متاثر کیا؟

٤۔ حضرت محمد ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے وقت کیا عمریں تھیں؟

٥۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کون تھے؟

٦۔ حضرت محمد ﷺ اور زید کے باپ کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ بیان کریں۔

٧۔ زید رضی اللہ عنہ نے کیا فیصلہ کیا؟

Marfat.com

کعبہ کی تعمیر نو

جب آپ کی عمر 35 سال ہوگئی تو قریش نے کعبہ کو از سر نو تعمیر کرنا شروع کیا۔ آنحضرت ﷺ اس کار خیر میں شریک کار رہے اور اپنے کندھوں پر پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے۔ سارے قبائل محبت و پیار کی فضا میں کعبہ کی تعمیر میں مشغول تھے لیکن جب حجر اسود رکھنے کا وقت آیا تو اچانک اندھی عصبیت کے سوئے ہوئے فتنے انگڑائی لینے لگے۔ دیوار کعبہ میں حجر اسود نصب کرنا بہت بڑا اعزاز تھا ہر قبیلہ کی یہ خواہش تھی کہ یہ اعزاز اسے حاصل ہو۔ مسلسل چار پانچ روز تک حالات بڑے کشیدہ رہے ہر لحظہ لڑائی چھڑ جانے کا خطرہ بڑھتا جا رہا تھا۔ کسی وقت بھی کوئی دھماکہ ہو سکتا تھا۔ آخر ایک روز اس نزاع کا تصفیہ کرنے کے لیے سب سردار مسجد حرام میں اکٹھے ہوئے اور اس بات پر اتفاق کیا کہ ہم سب رات یہیں بسر کریں کل سب سے پہلے اس دروازہ سے جو آدمی مسجد میں داخل ہو اس کا فیصلہ اس کے سپرد کر دیا جائے۔

دوسری صبح سب سے پہلے اس دروازہ سے حضور ﷺ مسجد میں داخل ہوئے۔ حضور ﷺ کو دیکھ کر لوگوں کی مسرت کی کوئی حد نہ رہی جب حضور ﷺ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے سارا ماجرا عرض کیا حضور ﷺ نے ان کی عرضداشت کو قبول کرتے ہوئے فرمایا میرے پاس ایک چادر لے آؤ۔ آپ نے اس چادر کو زمین پر بچھایا اور اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو اٹھا کر چادر کے درمیان رکھ دیا۔ ہر خاندان کے ایک ایک سردار کو بلایا اور فرمایا سب مل کر اس چادر کو پکڑ لو اور پتھر کو اٹھا کر لے آؤ۔ سب نے اس چادر کو تھام لیا جب وہ اس مقام پر پہنچے جہاں حجر اسود نصب کرنا تھا تو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر دیوار میں اس کے مقررہ مقام پر رکھ دیا۔ اس طرح اس مقدس کام میں شرکت فخر سب کو حاصل ہو گیا۔ فتنہ و فساد کے بھڑکنے والے شعلے اپنی موت آپ مر گئے اور سب کے دلوں میں

Marfat.com

مسرت وشادمانی کی لہر دوڑ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اطوار وشمائل کو دیکھ کر اہل مکہ آپ کو صادق اور امین کے لقب سے یاد کرتے تھے لیکن اس جھگڑے کا حکیمانہ فیصلہ فرما کر تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کے دل موہ لیے۔

سوالات

۱۔ حجر اسود کیا ہے؟

۲۔ کعبہ کی تعمیر نو کے وقت قبائل مکہ میں جھگڑا کیسے شروع ہوا؟

۳۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل مکہ کے جج کیسے بنے؟

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فیصلہ کیا اور اس کا اثر کیا ہوا؟

۵۔ کعبہ کی تعمیر نو کے وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کتنی تھی؟

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت اور سیرت کی ایک جھلک

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ اپنے ہر نبی اور رسول کو عیوب سے پاک پیدا فرماتا ہے۔ اس کا کوئی رسول لنگڑا، اندھا، کانا اور بدصورت نہیں بلکہ اپنے زمانہ کا خوبصورت ترین انسان ہوتا ہے۔ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراپا ایک صحابی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی نگاہوں میں بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان دکھائی دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد نہ زیادہ لمبا اور نہ زیادہ چھوٹا بلکہ درمیانہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اس طرح چمکتا تھا جس طرح چودھویں رات کا چاند۔ پیشانی مبارک کشادہ تھی۔ ناک مبارک اونچی تھی۔ داڑھی مبارک گھنی تھی۔ دندان مبارک چمکدار تھے۔ سینہ مبارک کشادہ تھا۔ جب کسی کی طرف التفات فرماتے تو پوری توجہ فرماتے۔ جس سے ملاقات فرماتے اسے پہلے خود سلام کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کسی سے مصافحہ فرماتے دن بھر اس کے ہاتھوں سے خوشبو آتی رہتی تھی۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس راستہ سے گزرتے صحابہ کرام کو آپ کی بھینی بھینی خوشبو کی وجہ سے پتہ چل جاتا تھا کہ یہاں سے ان کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوا ہے۔

حسن صورت کے ساتھ ساتھ حسن سیرت کی ایک جھلک بھی ملاحظہ فرمائیں۔ جب کفار نے قرآن پر اعتراض کیا تو آپ نے قرآن کی صداقت کے لیے اپنی سیرت پیش کرتے ہوئے فرمایا میں چالیس سال کا عرصہ دراز تمہارے درمیان گزار چکا ہوں میری کتاب ماضی کا ہر ورق تمہارے سامنے عیاں ہے کیا تم کہیں بھی کردار کی کمزوری دکھا سکتے ہو؟ کتنا بڑا چیلنج ہے؟ اہل نظر نے کیا خوب فرمایا: ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے چالیس سال قرآن بن کے دکھایا اور آخری 23 سال قرآن پڑھ کر سنایا گویا آپ چلتا پھرتا قرآن تھے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جو بات میں رسول اکرم ﷺ کی سنتا تھا وہ لکھ لیا کرتا تھا۔ میرا مقصد یہ تھا کہ میں ان کلمات طیبات کو حفظ کر لیا کروں لیکن قریش نے مجھے اس بات سے روکا کہ تم ہر چیز لکھتے جاتے ہو۔ حضور ﷺ بشر ہیں اور کبھی غضب کی حالت میں اور کبھی رضا کی حالت میں گفتگو فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں نے ان کی بات سن کر لکھنا ترک کر دیا حضور ﷺ کی خدمت میں یہ ماجرا بیان کیا۔ رحمت عالم ﷺ نے اپنی انگشت مبارک سے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کیا اور مجھے فرمایا:

اُكْتُبْ فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ مَايَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ

لکھا کرو۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ان لبوں سے حق کے بغیر کچھ نہیں نکلتا۔

آپ ﷺ نے اپنے اقوال و افعال اور کاروبار میں اس قدر صداقت و امانت کا مظاہرہ کیا کہ قوم نے آپ ﷺ کو صادق و امین کے لقب سے پکارنا شروع کر دیا حتیٰ کہ ابوجہل جیسا ذلیل دشمن بھی اپنے خاص احباب کو کہا کرتا تھا کہ محمد ﷺ کی صداقت و امانت میں شک کی گنجائش نہیں لیکن اگر آپ کو نبی تسلیم کر لیا جائے تو ہماری سرداری کو خطرہ ہے۔

سوالات

ا۔ حضرت محمد ﷺ کی جسمانی صورت کا مختصر خاکہ بیان کریں؟

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو نے حدیث لکھنا کیوں ترک کی اور حضور ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

۳۔ حضرت محمد ﷺ کو صادق اور امین کے القاب کس نے دیئے اور کیوں؟

Marfat.com

بعثت مبارک

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس ہوگئی تو بعثت کے آثار سچی خوابوں سے شروع ہوئے یعنی رات کو نیند کی حالت میں حضور ﷺ جو خواب دیکھتے دوسرے روز اس کا مطلب ظاہر ہو جاتا۔ جب آپ ﷺ مکہ سے باہر وادیوں اور جنگل میں تشریف لے جاتے تو پتھر اور درخت الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہہ کر سلام عرض کرتے۔ بلکہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا ''میں مکہ میں ایک پتھر کو جانتا ہوں جو مجھ پر نزول وحی سے پہلے سلام بھیجا کرتا تھا''۔ پھر حضور ﷺ کے دل میں خلوت گزینی کی محبت پیدا ہوگئی آپ ﷺ اکثر غار حرا میں تشریف لے جاتے اور تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے۔ یہاں تک کہ ماہ رمضان میں جب آپ غار حرا میں مصروف عبادت تھے کہ جبرائیل امین ظاہر ہوئے اور عرض کی اقرا (پڑھیے) آپ ﷺ نے جواب دیا میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ جبرائیل امین نے دوبارہ اور سہ بارہ کہا پڑھیے۔ آپ ﷺ نے وہی جواب دیا میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ چوتھی بار جبرائیل امین نے اقرا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نام ملا کر پوری پانچ آیات پڑھنے کے لیے عرض کیا۔ اگرچہ آپ ﷺ کسی سے علم سیکھ کر پڑھنے والے نہیں تھے مگر اللہ تعالیٰ کی عطا سے بطور معجزہ پڑھنا شروع کر دیا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ﴿۵﴾ (العلق)

آپ ﷺ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔ پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے۔ اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔

شرف نبوت سے مشرف ہونے کے بعد جب آپ ﷺ گھر تشریف لائے حضور

Marfat.com

ﷺ کا دل کانپ رہا تھا۔ ام المومنین حضرت خدیجہ سے فرمایا مجھے چادر اوڑھاؤ۔ پس انہوں نے حضور ﷺ پر چادر ڈال دی تھوڑی دیر کے بعد حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ کو سارا ماجرا سنایا اور فرمایا مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نبوت کے اس بارگراں کو اٹھا نہ سکوں اور اس کی ذمہ داریوں کو پوری طرح سرانجام نہ دے سکوں۔ یہ سن کر حضرت خدیجہ نے عرض کی۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو بے آبرو نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے ہیں۔ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اپنی نیک کمائی سے غریبوں کو حصہ دیتے ہیں۔ مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ حق کی وجہ سے کسی پر مصیبت آجائے تو آپ ﷺ اس کی مدد کرتے ہیں اور جس شخص میں یہ خوبیاں ہوں اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کو بے آبرو نہیں کرتا بلکہ اس کی عزت کا خود نگہبان ہوتا ہے۔

یہاں پر سیرت کے ابتدائی طالب علموں کے لیے چند اصطلاحات کا سادہ مفہوم حکمت سے خالی نہ ہوگا۔

وحی

شریعت میں وحی سے مراد وہ ضروری علم ہے جو اللہ تعالیٰ انبیائے کرام کے دلوں میں پیدا فرماتا ہے چاہے وہ وحی فرشتہ کے واسطہ سے ہو یا بغیر کسی واسطہ کے۔

نبی

اللہ تعالیٰ کے اس نمائندہ کو نبی کہا جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبریں دی ہوں جیسے جنت، دوزخ، فرشتہ وغیرہ۔ انبیاء کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔

رسول

رسول سے مراد وہ برگزیدہ بندہ ہے جسے اللہ تعالیٰ انسانوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے منتخب فرماتا ہے۔ مقدس رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔

حقیقت نبوت

انسانی آنکھ ایک محدود حد تک دیکھ سکتی ہے اس سے ماورا معلومات کے لیے عقل کی

Marfat.com

ضرورت پڑتی ہے۔ پھر عقل بھی ایک مخصوص حد تک سوچ سکتی ہے اس سے بالا ادراک کے لیے نبوت کی ضرورت پڑتی ہے۔ نبوت ایک ایسی روشن آنکھ ہے جس کے انوار کی روشنی میں وہ امور غیبیہ نظر آنے لگتے ہیں جو عقل کی رسائی سے بالاتر ہوں۔

معجزہ

اللہ تعالیٰ جس انسان کو منصب نبوت کے لیے منتخب فرماتا ہے وہ شخص اپنی قوم میں سب سے زیادہ معزز اور محترم ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے لوگوں کی ہدایت کے لیے اپنا نبی منتخب فرمایا ہے تو لوگ اس دعویٰ کی صداقت کے لیے دلیل کا سوال کرتے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ اپنی نبی کو وہ قوت اور طاقت عطا فرماتا ہے۔ جس سے وہ اپنی قوم کے اس قسم کے مطالبات کو پورا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کی اس عطا کردہ طاقت کو معجزہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اس کی مختصر تعریف یہ ہے۔

”معجزہ اس امر کو کہتے ہیں جو عادت کے خلاف وقوع پذیر ہو اور اس کو معجزہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ انسان اس کے کرنے سے عاجز ہوتا ہے“۔

سوالات

۱۔ غار حرا کہاں ہے؟

۲۔ حضرت محمد ﷺ غارِ حرا میں کیوں تشریف لے گئے؟

۳۔ حضرت جبرائیل کون ہیں؟

۴۔ پہلی وحی کیا ہے؟

۵۔ پہلی وحی کے وقت حضرت محمد ﷺ کی عمر کتنی تھی؟

۶۔ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

۷۔ معجزہ کی تعریف کریں؟

Marfat.com

اسلام کی دعوت

عرب والے کفر وشرک میں اس قدر آگے جا چکے تھے کہ سینکڑوں بتوں کو چھوڑ کر ایک خدا کی بات سننا ان کے لیے نا قابل برداشت تھا۔ چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے بعثت کے بعد پہلے سال خاص خاص لوگوں تک اپنی دعوت کو مخفی رکھا اور سلیم الفطرت لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز آپ ﷺ کے جاں نثار صحابی حضرت ارقمؓ کا گھر تھا۔

سب سے پہلے ام المومنین حضرت خدیجہؓ اسلام لائیں آپ کے بعد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر، بچوں میں حضرت علی، آزاد کردہ غلاموں میں زید بن حارثہ اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا۔

جہالت کے اس دور میں اپنے آباء واجداد کا مذہب چھوڑنا اور اسلام قبول کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا جو بھی اسلام قبول کرتا سارا خاندان اس کے خلاف ہو جاتا مصائب و آلام کے پہاڑ توڑ دیے جاتے۔ ظلم وستم کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جاتا مگر جس نے ایک بار دامن مصطفیٰ تھام لیا بس وہ آپ ﷺ کا ہو کے رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے ان نفوس قدسیہ پر جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسلام

بعثت سے پہلے حضور ﷺ اور ابوبکرؓ کے درمیان گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ کئی تجارتی سفر بھی ایک ساتھ کیے حضرت ابوبکرؓ آپ ﷺ کے کمالات اور اخلاق کے عینی شاہد اور دل سے گرویدہ تھے۔ چنانچہ جونہی حضور ﷺ نے آپ کو دعوت دی تو ابوبکر فوراً ایمان لے آئے رحمت عالم ﷺ خود فرمایا کرتے تھے:

میں نے جس کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اس نے غور وفکر کیا سوائے ابوبکرؓ

Marfat.com

کے۔اس نے بلاتر دد اسلام قبول کرلیا۔

آپ کا نام عبدالکعبہ تھا حضور ﷺ نے آپ کا نام بدل کر عبداللہؓ رکھا۔ حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے بڑی بڑی عظیم ہستیاں دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں جن میں حضرت عثمان غنی، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

نبوت کے دوسرے سال کا واقعہ ہے۔ ایک دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شکار سے واپس آرہے تھے کہ ایک لونڈی نے آکر خبر دی:

اے حمزہؓ! آج تیرے بھتیجے (محمد ﷺ) کے ساتھ ابوجہل نے بڑا وحشیانہ سلوک کیا ہے۔ پہلے گالیاں دیں اور پھر مار مار کر لہولہان کر دیا۔

یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی رگ قرابت تڑپی اور غصہ سے آگ بگولہ ہو کر سیدھے ابوجہل کے پاس پہنچے اور اس کے سر پر اس زور سے کمان کھینچ ماری کہ وہ زخمی ہو گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہا:

بھتیجے! تم یہ سن کر خوش ہو گے کہ میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

چچا! میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوا کرتا۔ ہاں تم مسلمان ہو جاؤ تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ حضرت حمزہؓ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اسلام

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے تین روز بعد رحمت عالم ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں دست سوال دراز فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اَیِدِ الْاِسْلَامِ بِعُمَرَ

اے اللہ! عمر کو مشرف باسلام کر کے اسلام کی مدد فرما۔

Marfat.com

ادھر عمر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر گھر سے نکلتا ہے۔ گلی میں ایک مسلمان نے عمرؓ کے تیور دیکھ کر پوچھا عمر کدھر کا ارادہ ہے۔ عمر نے تکبر سے جواب دیا کہ محمد ﷺ کا سر قلم کرنے جا رہا ہوں جس نے میرے شہر کا سکون چھین لیا ہے اور گھر گھر نفرت کی آگ لگا دی ہے۔ مسلمان نے کہا! ادھر بعد میں جانا پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ تیری بہن فاطمہؓ اور تیرے بہنوئی سعیدؓ اس نبی کا کلمہ پڑھ چکے ہیں۔

یہ خبر سن کر عمرؓ کے اوسان خطا ہو گئے آگے بڑھنے کے بجائے اپنے بہنوئی کے گھر کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کر کواڑ کے ساتھ کان لگا کر سننے کی کوشش کی۔ تو کسی کلام کے پڑھے جانے کی آواز سنائی دی تو عمرؓ نے آوز دی ''دروازہ کھولو'' جب اہل خانہ نے عمرؓ کی آواز سنی تو گھبرا گئے۔ قرآن کریم کے اوراق کو سنبھال کر رکھ دیا اور ہمشیرہ نے دروازہ کھولا۔ عمرؓ بہت غضبناک ہو کر بولے مجھے پتہ چل گیا ہے آپ لوگوں نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا ہے اور اس قدر پیٹا کہ ان کی بہن اور بہنوئی لہولہان ہو گئے۔ جب عمر کی دست درازی حد سے تجاوز کر گئی تو بہن نے گرج کر کہا:

اے بھائی! جتنا جی چاہے مار لے۔ جسم کے ٹکڑے ہو سکتے ہیں مگر اسلام نہیں چھوڑ سکتے۔

خون میں لت پت بہن کا یہ جواب سن کر عمر کا دل پسیج گیا۔ کہنے لگا:

بہن! مجھے وہ صحیفہ دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے۔

بہن نے بے دھڑک جواب دیا:

تم مشرک اور ناپاک ہو پہلے غسل کر کے اپنے آپ کو پاک کرو پھر تم اس صحیفہ کو ہاتھ لگا سکتے ہو۔

عمر نے غسل کر کے جب قرآن کی چند آیات پڑھیں تو دل کی دنیا بدل گئی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے بے چین ہو کر بولا:

مجھے رحمت عالم ﷺ کے پاس لے چلو تا کہ اسلام قبول کر کے سکون حاصل کر سکوں۔

حضور ﷺ اس وقت دار ارقم میں اپنے جاں نثاروں کے ساتھ تشریف فرما تھے جب عمر ننگی

Marfat.com

تلوار لے کر دروازہ پر پہنچے تو صحابہ کرام نے دروازہ کھولنے سے جھجک محسوس کی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دروازہ کھول دو۔ اگر عمر اندر داخل ہو کر بارگاہ رسالت کے آداب ملحوظ رکھے گا تو ہم اس کو خوش آمدید کہیں گے وگرنہ اسی تلوار سے اس کا سر اڑا دیا جائے گا۔

دروازہ کھولا گیا عمر داخل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر دعا فرمائی:

اللھم اخرج ما فی صدر عمر من غل و ابدلہ ایمانا

اے اللہ! عمر کے سینے میں اسلام کی جو عداوت ہے اس کو نکال دے اور اس کو ایمان سے تبدیل کر دے۔

دعا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے عمر! اسلام قبول کر لے!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ جواب سنا تو فرط مسرت سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعرہ کے بعد تمام مسلمانوں نے اس زور سے نعرہ تکبیر لگایا کہ سارے مکہ کی گلیاں اور فضائیں اس نعرہ سے گونج اٹھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد عرض کی یا رسول اللہ! اب مناسب نہیں کہ اس دین کو چھپایا جائے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کی معیت میں دار ارقم سے باہر تشریف لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار لیے آگے آگے چل رہے تھے اور بلند آواز سے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کا ورد کر رہے تھے یہاں تک کہ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور کفار قریش سے فرمایا:

خبردار! اگر تم میں سے کسی نے حرکت کی کوشش کی تو میں تلوار سے اس کا سر اڑا دوں گا۔

یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ کا طواف کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے انتالیس مرد مسلمان ہو

Marfat.com

چکے تھے آپ کے مسلمان ہونے سے چالیس کا عدد پورا ہوا۔

کیا اسلام تلوار سے پھیلا؟

جو لوگ اسلام کے پھیلنے میں تلوار کا الزام لگاتے ہیں وہ ان نفوس قدسیہ کے اسلام لانے کو دوبارہ غور سے پڑھیں نہ کہیں دولت کی چمک ہے اور نہ تلوار کا ڈر ہے صرف پیغام کی صداقت اور داعی اسلام ﷺ کی دلکش سیرت ہے جس نے سلیم الفطرت نفوس قدسیہ کو کفر و شرک اور ظلم و ستم کے پہاڑوں سے ٹکرا دیا۔

اسلام کی اعلانیہ دعوت

تین سال کی خفیہ تبلیغ کے بعد آپ ﷺ نے اعلانیہ سب کو دعوت دی اور صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہو کر سب حاضرین کو فرمایا:

اگر میں تمہیں کہوں کہ پہاڑ کی دوسری جانب سے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے کے لیے بڑھتا چلا آ رہا ہے کیا تم میری بات تسلیم کر لو گے؟

سب نے جواب دیا ضرور تسلیم کریں گے کیونکہ ہم نے کبھی آپ کو غلط بیانی کرتے نہیں سنا۔

پھر فرمایا:

لوگو! اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ اور کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

یہ سن کر ابولہب بولا:

تبالک ألهذا جمعتنا (آپ ہلاک ہوں۔ کیا اسی لئے ہمیں جمع کیا؟)

اللہ تعالیٰ کے محبوب نے تو اس گستاخی کا کوئی جواب نہ دیا لیکن آپ ﷺ کے غیور رب تعالیٰ نے اس گستاخ کی مذمت میں ایک پوری سورت نازل فرمائی۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱

(ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ خود بھی تباہ و برباد ہو جائے)

ابولہب کا انجام

جنگ بدر کے بعد ابولہب کو ایک خطرناک پھنسی نکل آئی جسے عرب منحوس اور متعدی

Marfat.com

بیماری سمجھتے تھے۔ جب ابولہب کے خاندان کو پتہ چلا کہ اسے یہ منحوس پھنسی نکل آئی ہے تو سب اسے چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ وہ تنہا اس کی تکلیف اور درد سے کئی روز تک تڑپتا رہا اور بے کسی و کس مپرسی کی موت مر گیا۔ تین دن تک اس کی لاش بے گور و کفن پڑی رہی۔ گستاخ رسول کی جب لاش پھٹ گئی اور اس کی بدبو سے سارے اہل محلّہ کے دماغ پھٹنے لگے تو ایک شخص نے ابولہب کے بیٹوں کے پاس آ کر انہیں ملامت کی:

تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارے باپ کی لاش سے بدبو آ رہی ہے اور تم اسے دفن بھی نہیں کرتے۔

انہوں نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ کہیں یہ بیماری ہمیں بھی نہ لگ جائے۔ بدنامی کے ڈر سے اس کے بیٹے آئے لکڑیوں سے اس کے لاشے کو دھکیل کر ایک گڑھے میں ڈال دیا اور اس گڑھے سے دور کھڑے ہو کر پتھر پھینک کر اس کو بھر دیا۔ فرمان الٰہی کس طرح پورا ہوا۔ ساری دنیا نے گستاخ رسول کا عبرت ناک انجام دیکھا۔ حتیٰ کہ اس کے اپنے بیٹے بھی قریب جانے کو تیار نہ تھے۔

اعلانیہ دعوت سے پورے مکہ میں غیض و غضب کی آگ بھڑک اٹھی۔ جو کافر پہلے کسی حکمت کے تحت خاموش تھے اب میدان میں آ گئے۔ حضور ﷺ اور مسلمانوں کو تنگ کرنے میں انتہا کر دی مگر شدید مخالفت کے باوجود اسلام پھیل رہا تھا چنانچہ سارے قبائل کے سردار اکٹھے ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے

اے محمد ﷺ! آپ نے اپنی قوم کو ایک عظیم مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے ہمارے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتے ہو۔ اس ہنگامہ آرائی سے اگر آپ کا مقصد دولت جمع کرنا ہے تو ہم آپ کے لئے اتنا مال و زر جمع کر دیتے ہیں کہ آپ ساری قوم میں امیر ترین آدمی بن جائیں گے اور اگر آپ قیادت و سیادت کے خواہشمند ہیں تو ہم سب آپ کو بڑی خوشی سے اپنا سردار تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں اور اگر تخت و تاج کی آرزو میں آپ یہ سارے پاپڑ بیل رہے ہیں تو آپ ہمیں بتائیے ہم متفقہ طور پر بصد مسرت آپ کے

Marfat.com

سر پر تاج شاہی سجانے کا اعزاز حاصل کریں گے مگر اس نئے مذہب سے باز آجاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اگر آپ سورج لا کر میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دیں اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ میں اور یہ توقع کریں کہ میں توحید کی دعوت کو چھوڑ دوں تو یہ ناممکن ہے۔

کفار یہاں سے مایوس ہو کر حضرت ابو طالب کے پاس گئے اور کہنے لگے:

اے ابو طالب! آپ کا بھتیجا ہمارے خداؤں کی عیب جوئی کرتا ہے۔ ہمیں بے وقوف اور ہمارے آباء و اجداد کو گمراہ کہتا ہے یا تو اسے روک لیں یا درمیان سے ہٹ جائیں ہم خود اسے روک لیں گے ورنہ ہم تم دونوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیں گے۔

ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کی گفتگو اور دھمکی سے آگاہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا:

میں جس توحید کی دعوت لے کر اٹھا ہوں اس کی خاطر میں جان دے سکتا ہوں مگر اس دعوت سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔

اس پر ابو طالب نے کہا:

بھتیجے! آپ کا جو جی چاہے کہیے میں کسی قیمت پر آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔

اہل مکہ کو جب پتہ چلا کہ ہماری یہ کوشش اور دھمکی بھی بے اثر ہوئی ہے تو حالات اور کشیدہ ہو گئے اور کفار نے متحد ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کی مخالفت کے پروگرام بنانے شروع کر دیئے۔ حج کے موقع پر ہر آنے والے کو بتایا جاتا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب نہ جانا وہ جادوگر ہے جو بھی اس کے قریب ہوتا ہے اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑ جاتا ہے۔ مکہ کی کافر عورتیں گھر کا کوڑا کرکٹ اکٹھا کر کے رکھتیں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گلی سے گزرتے تو آپ پر پھینک دیتیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے دوران سجدہ میں جاتے تو کفار اونٹوں کی بدبودار اوجھریاں لا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پھینک دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑاتے۔ جو خوش نصیب اسلام کی

Marfat.com

دولت سے مالا مال ہوتا سارا خاندان اس کا مخالف ہو جاتا کسی کو دہکتے انگاروں پر لٹایا جاتا کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر چلچلاتی دھوپ میں ڈال دیا جاتا۔ مثال کے طور پر حضرت بلال کو بھوکا پیاسا رکھا جاتا۔ دوپہر کے وقت گرم کنکریوں پر لٹا کر چھاتی پر بھاری بھر کم پتھر رکھ کر کہا جاتا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین چھوڑ دو ورنہ اسی طرح تڑپتے رہو گے یہاں تک کہ تمہارا دم نکل جائے آپ نیم مدہوشی کے عالم میں یہی جواب دیتے:

اللہ ایک ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرا سکتا۔

سوالات

۱۔ ابتدا میں تبلیغ اسلام کا مرکز کون سا گھر تھا؟

۲۔ سب سے پہلے مسلمان ہونے والے پانچ حضرات کے اسمائے گرامی لکھیں۔

۳۔ حضرت ابوبکرؓ کا نام کیا تھا اور ان کے بلا تردد اسلام لانے کی وجہ کیا تھی؟

۴۔ حضرت حمزہؓ کیسے مسلمان ہوئے؟

۵۔ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کریں؟

۶۔ کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا یا سچائی اور اخلاق سے؟

۷۔ ابولہب کون تھا اور اس کا انجام کیا ہوا تھا؟

۸۔ مکہ کے سرداروں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسلام سے باز رکھنے کے لیے کیا کوشش کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا کیا جواب دیا؟

۹۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اسلام سے باز رکھنے کے لیے کیا تکلیفیں پہنچائی گئیں اور آپ نے کیا جواب دیا؟

Marfat.com

ہجرت حبشہ

رحمت عالم ﷺ نے جب دیکھا کہ کفار مکہ کے مظالم بڑھتے جا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے اپنی جاں نثار غلاموں کو اجازت دی کہ وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے جائیں کیونکہ وہاں کا بادشاہ نجاشی بڑا رحمدل اور انصاف پسند ہے نہ خود کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ کسی کو کمزوروں پر ظلم کی اجازت دیتا ہے۔ چنانچہ بعثت کے پانچویں سال مہاجرین کا پہلا قافلہ اپنے پیارے وطن کو چھوڑ کر حبشہ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ قافلہ 12 مردوں اور 4 خواتین پر مشتمل تھا۔ قافلہ سالار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے آپ ﷺ کی لخت جگر حضرت رقیہ زوجہ عثمان رضی اللہ عنہما بھی اس ہجرت میں شامل تھیں اور راہ حق کے یہ مسافر جب حبشہ پہنچے تو نجاشی نے انہیں بڑے احترام سے خوش آمدید کہا اور ٹھہرنے کے لیے پر امن جگہ عطا فرمائی۔ تین ماہ بڑے سکون سے گزرے اتنے میں یہ خبر پھیل گئی کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے ہیں اس لیے اکثریت حبشہ سے واپس مکہ آ گئی مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ یہ محض افواہ تھی یہاں تو مسلمانوں کے حالات پہلے سے بھی زیادہ خراب ہیں چنانچہ حضور ﷺ نے دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی۔ اس دفعہ اس قافلہ میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمان بھی شامل ہوئے اور اس قافلہ کی تعداد 83 ہو گئی۔

جب مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد مکہ کو چھوڑ کر حبشہ چلی گئی تو کفار مکہ کو بہت فکر لاحق ہو گئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہاں مسلمان اپنی طاقت جمع کر کے ہم پر دھاوا بول دیں۔ چنانچہ انہوں نے باہمی مشورہ کر کے دو سفیر نجاشی کے پاس بھیجے تا کہ وہ نجاشی سے ملاقات کریں اور ہر ممکن طریقہ سے اس کو ایسا متاثر کریں کہ وہ ان لوگوں کو حبشہ سے نکال دے اور مکہ آنے پر مجبور کر دے اس سفارت کو مؤثر بنانے کے لیے انہوں نے بڑے نفیس اور قیمتی تحائف بھی دیئے تا کہ بادشاہ اور درباریوں کو دے کر ان کی حمایت حاصل کریں۔ چنانچہ حبشہ پہنچ کر

Marfat.com

قریش کے سفیروں نے نجاشی سے عرض کی:

ہمارے شہر کے چند بے وقوف آپ کے ملک میں آ کر رہائش پذیر ہو گئے ہیں ان احمقوں نے اپنی قوم کا دین ترک کر دیا ہے اور آپ کا دین بھی قبول نہیں کیا بلکہ انہوں نے ایک نیا دین گھڑا ہے۔ ہمیں قریش کے سرداروں نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ انہیں اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دیں اور انہیں فرمائیں کہ وہ اپنے وطن اپنے اہل و عیال کے پاس واپس چلے جائیں۔

چنانچہ نجاشی نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دربار میں طلب کیا اور پوچھا وہ کیسا دین ہے جس کے لیے تم نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا ہے۔

چنانچہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اے بادشاہ! ہم جاہل قوم تھے۔ بتوں کی پوجا کیا کرتے اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایسا رسول بھیجا جس کے نسب اور صداقت و امانت سے ہم اچھی طرح آگاہ ہیں اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی۔

اس کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کی چند آیات تلاوت کیں جن کے سننے سے نجاشی پر رقت طاری ہوگئی اور کہنے لگا یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا یہ ایک ہی سورج کی کرنیں ہیں۔

چنانچہ نجاشی نے ان سفیروں کو کہا آپ یہاں سے چلے جائیں میں ان لوگوں کو آپ کے حوالے کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ جس نبی پر یہ ایمان لائے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور یہ وہی رسول ہیں جن کی آمد کا مژدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیا تھا۔ خدا کی قسم! اگر مجھے حکومت کی مجبوریاں نہ ہوتیں تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرانے کی سعادت حاصل کرتا۔ چنانچہ نجاشی فوت ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ اس کی نماز جنازہ پڑھی اور دعائے مغفرت فرمائی۔

Marfat.com

سوالات

ا۔ ہجرت حبشہ کی ضرورت کیوں پیش آئی دوسری دفعہ کتنے حضرات ہجرت کر گئے؟

۲۔ نجاشی کون تھا اس کے دربار میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا اور اس کے جواب میں نجاشی کے تاثرات کیا تھے؟

Marfat.com

شعب ابی طالب (ابوطالب کی گھاٹی)

کفار مکہ کو یہ خوش فہمی تھی کہ وہ اپنے وحشیانہ جبر وتشدد سے اسلام کی اس تحریک کو موت کی نیند سلا دیں گے لیکن ان کی تمام تر مساعی کے باوجود اس دین کو روز افزوں کامیابیاں نصیب ہو رہی تھیں۔ کفار نے باہمی مشورہ سے فیصلہ کیا کہ جب تک ہم نبی کریم ﷺ کی زندگی کا چراغ گل نہیں کریں گے اس وقت تک ہماری مشکلات اور مصائب کا خاتمہ نہیں ہوسکتا۔ حضرت ابوطالب کو جب کفار قریش کی اس گھناؤنی سازش کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے قبیلہ کے تمام افراد کو اکٹھا کیا اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ حضور ﷺ کی حفاظت میں سر دھڑ کی بازی لگا دیں چنانچہ حضرت ابوطالب اپنے پیارے بھتیجے اور خاندان کے دوسرے افراد کو لے کر شعب ابی طالب میں منتقل ہو گئے۔ دیگر مسلمان بھی شعب ابی طالب میں آنا شروع ہو گئے۔ حضرت ابوطالب آنحضرت ﷺ کے لیے بڑے محتاط تھے یہاں تک کہ حضور ﷺ کی استراحت کے لیے ایک بستر بچھایا جاتا حضور ﷺ اس پر تھوڑی دیر آرام فرماتے جب لوگ سو جاتے تو مشفق چچا حضور ﷺ کو وہاں سے اٹھاتے اور کسی دوسری جگہ جہاں حضور ﷺ کی شب بسری کے لیے بستر بچھایا گیا ہوتا وہاں لے جا کر سلا دیتے اور حضور ﷺ کے پہلے بستر پر اپنے بیٹوں میں سے کسی کو سلا دیتے۔

قریش نے جب دیکھا کہ ابوطالب نے اپنے بھتیجے اور قبیلہ کو ہمراہ لے کر شعب ابی طالب میں سکونت اختیار کر لی ہے تو قریش کے سارے قبائل نے مکمل سوشل بائیکاٹ کا پروگرام بنایا کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست نہیں کریں گے ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت نہیں کریں گے اور نہ ان سے کوئی چیز خریدیں گے (جب تک وہ محمد ﷺ کو قتل کرنے کے لیے ہمارے حوالے نہ کر دیں) اور جب سب ان امور پر متفق ہو گئے تو انہوں ایک صحیفہ میں اسے قلم بند کیا پھر اس کی پابندی کا پختہ وعدہ کیا پھر اسے بڑی حفاظت سے کعبہ

Marfat.com

شریف کے اندر آویزاں کر دیا تاکہ ہر شخص اس کی سختی سے پابندی کرے۔

نبوت کے ساتویں سال سے لے کر دسویں سال تک یعنی تین سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے خاندان سمیت شعب ابی طالب میں سوشل بائیکاٹ کا شکار رہے۔ بسا اوقات درختوں کے پتے اور گھاس کھا کر پیٹ بھرا کرتے۔ ان مصائب و آلام کے باوجود آپ کے عزم میں کوئی لچک پیدا نہ ہوئی۔

ایک دن آپ نے حضرت ابو طالب سے کہا جو معاہدہ قوم نے لکھ کر بحفاظت کعبہ کے اندر لٹکا دیا تھا اس کی ساری دفعات کو دیمک نے چاٹ کر صاف کر دیا ہے لیکن اس عبارت میں جہاں جہاں بھی اللہ کا نام مبارک لکھا گیا تھا وہ جوں کا توں سلامت ہے۔

حضرت ابو طالب کے لیے یہ اطلاع بڑی حیران کن تھی مکہ سے کئی میل دور ایک گھاٹی میں تین سال سے محصور ہستی ایک ایسی چیز کے بارے بتا رہی ہے جو یہاں سے بہت دور کئی غلافوں میں لپٹی ہوئی بڑی حفاظت سے کعبہ کے اندر رکھی ہوئی تھی اور جس کی مسلسل نگرانی کی جا رہی تھی۔ حضرت ابو طالب نے پوچھا کیا تیرے رب نے تمہیں یہ بات بتائی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ بے شک۔ چچا نے کہا پھر تیری بات بالکل سچی ہے تو نے آج تک کبھی غلط بیانی نہیں کی۔

چنانچہ حضرت ابو طالب چند افراد ساتھ لے کر سیدھے حرم شریف گئے اور قریش کو اکٹھا کر کے فرمایا۔ سوشل بائیکاٹ کے صحیفہ کو کعبہ شریف سے باہر لے آؤ ممکن ہے ہمارے اور تمہارے درمیان مصالحت کی کوئی صورت پیدا ہو جائے وہ بڑی تیزی سے اٹھے کعبہ میں گئے وہاں سے اس معاہدہ کو لے کر واپس آئے اور سب اہل مجلس کے سامنے اس کو رکھ دیا۔ حضرت ابو طالب نے فرمایا میں آج ایک بڑا منصفانہ حل لے کر تمہارے پاس آیا ہوں میرے بھتیجے نے مجھے بتایا اور وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا کہ یہ دستاویز جو اس وقت تمہارے ہاتھوں میں ہے اس پر سوائے اللہ کے نام کے کوئی عبارت باقی نہیں سب دیمک نے چاٹ لی ہے اب تم خود اس کو کھولو اگر میرے بھتیجے کی بات سچی نکلی تو ہم کسی قیمت پر اس کو تمہارے

Marfat.com

حوالے نہیں کریں گے اور اگر اس کی یہ بات سچی نہ نکلی تو پھر ہم اس کو آپ کے حوالے کر دیں گے۔ حضرت ابوطالب کی یہ تجویز سن کر کفار بڑے خوش ہوئے اور اس تجویز پر راضی ہو گئے۔ پھر انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اس صحیفہ کو کھولا اور جو صادق و امین رسول ﷺ نے بتایا تھا اس کو حرف بحرف صحیح پایا۔ یہ دیکھ کر ان کے ہوش اڑ گئے اور تعصب کی آگ میں جل کر کہنے لگے یہ تمہارے بھتیجے کے جادو کا کرشمہ ہے۔

حق روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا مگر اندھی عصبیت نے انہیں اجازت نہ دی کہ وہ اسے تسلیم کر لیں۔ لیکن اس بگڑے ہوئے معاشرہ میں چند لوگ ایسے بھی تھے جو اس ظلم و تعدی پر سخت نالاں تھے چنانچہ وہ ایک دن کعبہ میں داخل ہوئے اور اس صحیفہ کو پھاڑ کر اعلان کر دیا کہ ہم اس معاہدہ کو ختم کرتے ہیں۔ اس طرح نبوت کے دسویں سال حضور ﷺ اور دیگر معاونین کو قید تنہائی سے رہائی ملی۔

عام الحزن

شعب ابی طالب سے رہائی کو ابھی پورا مہینہ بھی نہیں گزرا تھا کہ مشفق و مہربان چچا ابوطالب داغ مفارقت دے کر عالم جاوداں کو سدھارے۔ ابھی یہ صدمہ تازہ ہی تھا کہ چند دن بعد آپ کی وفا شعار رفیقہ حیات ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی پیک اجل کو لبیک کہا۔ یہ دونوں صدمے بڑے شدید تھے اس لیے اس سال کو عام الحزن (غم و اندوہ کا سال) کے نام سے موسوم کیا گیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پینسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا اپنی پچیس سالہ ازدواجی زندگی کا ہر لمحہ حضور ﷺ کی راحت و آرام کے لیے وقف کیے رکھا اور اپنی ساری دولت اسلام کے نام پر خرچ کر دی۔ صحابہ کرام میں دو ہستیاں ایسی گزری ہیں جنہوں نے اپنی ساری دولت دعوت اسلامیہ کی ترقی کی راہ میں خرچ کر ڈالی۔ وہ دو ہستیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسلام لانے سے پہلے یہ دونوں بڑے دولت مند تھے اور جب انہوں نے وفات پائی تو ان کے پاس کچھ نہ تھا۔

Marfat.com

سفر طائف

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ملاحظہ فرمایا کہ مکہ والے اسلام کی مخالفت میں سخت ہوتے جارہے ہیں تو آپ ﷺ بعثت کے دسویں سال زید بن حارثہ کو ساتھ لے کر طائف تشریف لے گئے۔ طائف کے سرداروں سے ملاقات کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی مگر وہ بدبخت مخالفت پر اتر آئے۔ شہر کے اوباش اور نوجوان لڑکوں کو نبی کریم ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ انہوں نے حضور ﷺ پر پتھر برسانے شروع کر دیئے جن سے آپ ﷺ کے قدم لہولہان ہوگئے ان ظالموں کو کیا خبر کہ وہ مبارک قدم ہیں جن کے ساتھ مس ہونے والی نعلین اہل عشق کی آنکھوں کا سرمہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا کا معمول یہ تھا کہ جب حضور ﷺ نعلین اتارتے تو وہ آپ ﷺ کی نعلین اٹھا کر اپنی آستینوں میں رکھ لیتے اور جب حضور ﷺ کو ضرورت ہوتی تو آپ نعلین پہنانے کی سعادت حاصل کرتے۔

حضور ﷺ طائف شہر سے نکل کر ایک باغ کے قریب انگور کی بیل کے سائے میں بیٹھ گئے۔ باغ کے ملازم عداس نے زخمی مسافروں پر ترس کھاتے ہوئے انگوروں کا ایک گچھہ پیش کیا۔ حضور ﷺ نے بسم اللہ پڑھی اور انگوروں کے دانے توڑ کر کھانے لگے عداس نے حضور ﷺ کے چہرہ نور کو غور سے دیکھا پھر بولا یہاں تو کھانے سے پہلے بسم اللہ کا رواج نہیں۔ حضور ﷺ نے اس سے پوچھا تم کس ملک کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟ اس نے عرض کی میں نصرانی ہوں اور نینویٰ کا باشند ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ نینویٰ جو مرد صالح یونس بن متی کا شہر ہے۔ عداس بولا۔ آپ یونس بن متی علیہ السلام کو کیسے جانتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ میرے بھائی ہیں وہ نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ عداس اٹھ کر کھڑا ہوا جھک کر پہلے سر مبارک کو بوسہ دیا پھر ہاتھوں کو چوما پھر مقدس زخمی قدموں کو بوسہ دینے لگا۔

تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد آپ ﷺ واپس مکہ روانہ ہوگئے اتنے میں پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوا۔ سلام عرض کر کے کہنے لگا مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تا کہ آپ ﷺ کے

Marfat.com

ارشاد کی تعمیل کروں۔ اگر آپ فرمائیں تو میں دونوں پہاڑوں کو آپس میں ملا دوں اور یہ شہر اور سارے باشندے فنا ہو جائیں رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا:

میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو لا الٰہ الا اللہ پر ایمان لائیں گے۔

حضور ﷺ کی اس رحمت و شفقت کو دیکھ کر پہاڑوں کا فرشتہ پکار اٹھا۔

جس طرح آپ ﷺ کے رب نے آپ کا نام رکھا ہے بیشک آپ رؤف اور رحیم ہیں۔

حضور ﷺ کی رحمت کے صدقے اہل طائف کی نسلوں کو اسلام کی دولت ملی اگر حضور ﷺ اپنے اوپر کیے گئے مظالم کا بدلہ لیتے تو آج طائف کا نام و نشان نہ ہوتا۔

معجزہ شق القمر

ایک دفعہ چاندنی رات میں مکہ کے مشرک اکٹھے ہو کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

اگر آپ سچے نبی ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر دکھائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اگر میں ایسا کر دوں تو کیا ایمان لے آؤ گے؟

وہ بولے ضرور۔ اس رات چاند کی چودھویں تاریخ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ نے اشارہ فرمایا چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ حضور ﷺ اس وقت مشرکین کے نام لے لے کر فرما رہے تھے۔ اے فلاں اے فلاں اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو چاند دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔ کفار نے جب اس عظیم معجزہ کو دیکھا تو کہنے لگے آپ نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے۔ چند دنوں تک باہر سے قافلے آنے والے ہیں ہم ان سے پوچھیں گے اس جادو کی حقیقت خود بخود کھل جائے گی۔ جب وہ قافلے آئے اور ان سے پوچھا گیا کہ کیا فلاں رات کو چاند کو شق ہوتے تم نے دیکھا ہے سب نے اس کی تصدیق کی لیکن اس کے باوجود کفار مکہ کو ایمان لانے کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔

Marfat.com

سوالات

۱۔ شعب ابی طالب سے کیا مراد ہے اور حضور ﷺ وہاں کیوں مقیم ہوئے؟

۲۔ حضور ﷺ شعب ابی طالب میں کتنے سال رہے اور آپ ﷺ کے ساتھ اور کون لوگ تھے؟

۳۔ سوشل بائیکاٹ کا صحیفہ کہاں رکھا گیا؟

۴۔ سوشل بائیکاٹ کے صحیفہ کے متعلق حضور ﷺ نے کیا پیشین گوئی فرمائی اور وہ کیسے سچی ثابت ہوئی؟

۵۔ عام الحزن سے کیا مراد ہے؟ اور اس کو عام الحزن کیوں کہتے ہیں؟

۶۔ حضور ﷺ طائف کیوں تشریف لے گئے؟ اور طائف والوں نے آپ ﷺ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

۷۔ طائف سے واپسی پر حضور ﷺ اور پہاڑوں کے فرشتہ کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟

۸۔ معجزہ شق القمر کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۹۔ حضور ﷺ نے انگور کھانے سے پہلے کیا پڑھا؟

Marfat.com

معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سفر ہجرت سے ایک سال پہلے 27 رجب کو رات کے قلیل حصہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیکر نور آخر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالت بیداری میں جسم و روح سمیت عالم بالا کی سیر کرائی۔ اس سفر مبارک کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے پہلا حصہ حرم مکہ سے بیت المقدس تک جسے اسراء کہتے ہیں دوسرا حصہ بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ اور ماوراتک جسے معراج کہا جاتا ہے۔ اس کا مختصر تذکرہ ہدیہ ناظرین ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات خانہ کعبہ کے پاس حطیم میں آرام فرما رہے تھے کہ جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے اور خواب سے بیدار کیا اور ارادہ خداوندی سے آگاہی بخشی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے چاہ زمزم کے قریب لائے گئے سینہ مبارک کو چاک کیا گیا قلب اطہر میں حکمتوں کے خزانے انڈیل دیئے گئے پھر سینہ مبارک درست کر دیا گیا۔ حرم سے باہر تشریف لائے تو سواری کے لیے ایک جانور پیش کیا گیا جو براق کے نام سے موسوم تھا۔ اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ جہاں نگاہ پڑتی تھی وہاں قدم رکھتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہو کر بیت المقدس آئے جہاں جملہ انبیائے سابقین علیہم السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی۔

بعد ازاں مرکب ہمایوں بلندیوں کی طرف پر کشا ہوا۔ مختلف طبقات آسمانی پر مختلف انبیاء سے ملاقاتیں ہوئیں۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے جہاں جبرائیل امین رک گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا آگے بڑھے۔ ادھر مستور ازل نے چہرہ سے پردہ اٹھایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے وہ پیغام عطا ہوئے جن کی لطافت و نزاکت بار الفاظ کی متحمل نہیں ہو سکتی قرآن کریم نے اس طرح اشارہ کیا ہے:

اللہ تعالیٰ نے جو چاہا اپنے محبوب بندے کی طرف وحی فرمایا۔

اس مقام قرب کے مخصوص انعامات میں سے ایک پچاس نمازوں کا تحفہ ہے جو حضرت

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کی عرضداشت پر حضور ﷺ نے تخفیف کی التجا کی چنانچہ نماز کی تعداد پانچ کر دی گئی اور ثواب پچاس کا ہی رہا۔ معراج سے پہلے دو نمازوں کا حکم تھا فجر اور عصر۔

صبح معراج حضور ﷺ خانہ کعبہ کے دروازے کے قریب تشریف لائے اور مکہ کے حاضر باشندوں کو معراج کی تفصیلات بتائیں۔ کفار حیران رہ گئے اور کہنے لگے آج تک جو باتیں آپ ﷺ کرتے تھے وہ عام فہم تھیں لیکن جو بات آپ ﷺ نے آج کہی ہے اس نے تو ہمیں لرزا کر رکھ دیا ہے ہم کیسے باور کر لیں جو مسافت ہم تیز رفتار اونٹنی سے دو ماہ میں طے کرتے ہیں اس طویل مسافت کو آپ نے رات کے قلیل عرصہ میں طے کر لیا ہے۔

مشرکین نے اب طرح طرح کے سوالات پوچھنے شروع کر دیئے تاکہ اس طرح وہ حضور ﷺ کو جھٹلانے میں کامیاب ہو جائیں۔ انہیں علم تھا کہ حضور ﷺ اس سے پہلے بیت المقدس تشریف نہیں لے گئے۔ انہوں نے مسجد اقصیٰ کے دروازوں، کھڑکیوں اور چھت کے شہتیروں کے بارے میں سوالات کی بھرمار کر دی اللہ تعالیٰ کے حکم سے درمیانی پردے اٹھا دیئے گئے سرکار دو عالم ﷺ نے دیکھ دیکھ کر ان کے سوالوں کے جواب ارشاد فرما دیئے۔

سوالات

۱۔ معراج النبی ﷺ سے کیا مراد ہے اور یہ کیسے ہوا؟

۲۔ مشرکین کے اعتراضات کیا تھے اور حضور ﷺ نے کیا جواب دیا؟

۳۔ براق کیا ہے؟

۴۔ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کون سا تحفہ عنایت فرمایا؟

Marfat.com

یثرب میں اسلام کا آغاز

اہل مکہ کے بخت خفتہ کو بیدار کرنے کے لیے آپ ﷺ نے تیرہ سال کا طویل عرصہ رات دن ان تھک کوشش فرمائی لیکن گنتی کے چند خوش نصیبوں کے علاوہ کسی کو اسلام لانے کی توفیق نہ ہوئی۔ ایام حج میں عرب کے اکثر قبائل مکہ مکرمہ حاضری کا شرف حاصل کرتے تھے۔ نبی رحمت ﷺ ان مواقع پر ہر قبیلہ کی خیمہ گاہوں میں جا جا کر انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے رہے لیکن ان عقل کے اندھوں کو نور حق نظر نہ آیا۔

نبوت کا گیارہواں سال ہے موسم حج قریب آ گیا ہے۔ جزیرہ عرب کے دور دراز علاقوں سے لوگ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ پہنچ رہے ہیں حضور ﷺ حسب دستور ہر قبیلہ کی قیام گاہ پر تشریف لے جاتے اور ان کو اسلام لانے کی دعوت دیتے ہیں۔ ایک دن حضور ﷺ عقبہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں یثرب کے ایک گروہ سے ملاقات ہو جاتی ہے جب آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا یہ قبیلہ خزرج کے چھ افراد تھے جو اسلام کی دولت سے مالا مال ہو کر یثرب واپس پہنچے اور اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔

بیعت عقبہ اولیٰ

آئندہ سال یعنی بعثت کے بارہویں سال حج کے دنوں میں یثرب سے بارہ آدمی عازم مکہ ہوئے اور عقبہ کے مقام پر حضور ﷺ سے ملاقات نصیب ہوئی سب نے حضور ﷺ کے دست ہدایت بخش پر بیعت کی اس بیعت کو بیعت عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ یثرب روانہ کیا تاکہ تبلیغ اسلام کی رفتار کو تیز کیا جائے۔

حضرت مصعب بن عمیر نے اتنے مؤثر اور دلنشین انداز میں تبلیغ اسلام کی کہ ایک سال

Marfat.com

کے عرصہ میں سینکڑوں افراد نے اسلام قبول کرلیا۔ اہل یثرب نے جب سنا کہ ان کے ہادی ومرشد اور ان کے دینی بھائی مکہ میں مصائب وآلام کا شکار ہیں تو انہوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ ہمارا جو وفد موسم حج میں مکہ جائے گا وہ حضور ﷺ کی خدمت میں پرزور التماس کرے گا کہ حضور ﷺ ان کی بستی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمائیں۔

بیعت عقبہ ثانیہ

بعثت کے تیرہویں سال حج کے موسم میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی قیادت میں یثرب سے جو قافلہ مکہ روانہ ہوا اس میں ستر افراد ایسے تھے جو اسلام قبول کر چکے تھے۔ مسلمانوں کی اس جماعت نے حضور ﷺ سے عقبہ کی وادی میں خفیہ ملاقات کی اور یثرب آنے کی دعوت پیش کی۔ اہل یثرب نے اس بات پر بیعت کی کہ ہم اسلام پر عمل کریں گے اور آپ ﷺ کے دفاع میں اپنی جانیں تک قربان کردیں گے چنانچہ مسلمانوں کا یہ قافلہ واپس یثرب پہنچا تو اسلام کی تحریک میں ایک نیا جوش پیدا ہوگیا ہر طرف اسلام کا بول بالا ہونے لگا نوجوان طبقہ کی اکثریت نے اسلام قبول کرلیا۔

یثرب کی طرف ہجرت

اہل مکہ کو جب یثرب والوں کے مسلمان ہونے کا علم ہوا تو یہ خبر ان پر بجلی بن کر گری اور مسلمانوں پر انہوں نے جبر وتشدد کی مہم ازسرنو بڑی تیزی سے شروع کردی تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا جو ہجرت کا ارادہ رکھتا ہے وہ یثرب چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ مخلص بندے وطن، اہل وطن، اپنے مکانات، اپنی حویلیاں، اپنی عمر بھر کی کمائی ہوئی دولت کے انباروں کو نظر انداز کر کے سوئے یثرب ہجرت کر کے جانے لگے۔

مسلمانوں کی اس اجتماعی ہجرت سے کفار مکہ کو یہ خیال ستانے لگا کہ اگر نبی کریم ﷺ بھی یہاں سے ترک وطن کر کے یثرب چلے گئے تو عین ممکن ہے کہ کچھ عرصہ بعد وہ مکہ پر حملہ کر کے ہمارا کچومر نکال دیں اس سے پیشتر کہ حالات قابو سے باہر ہو جائیں کوئی فیصلہ کن قدم اٹھانا چاہئے چنانچہ دارالندوہ میں قریش کے سرداروں کا ایک خفیہ اجلاس ہوا۔ شیطان

Marfat.com

بھی ریشمی جبہ زیب تن کیے ہوئے انسانی شکل میں وہاں آ موجود ہوا۔ اور کہنے لگا میں نجد کا سردار ہوں اور اس لیے حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لیے بہتر مشورہ دے سکوں۔ چنانچہ انہوں نے نجدی رئیس کو اندر آنے کی اجازت دے دی جب اصل موضوع پر گفتگو شروع ہوئی تو ایک سردار کہنے لگا انہیں زنجیروں میں جکڑ کر ایک مکان میں بند کر دیا جائے حتیٰ کہ ان کی زندگی کی شمع گل ہو جائے۔ نجدی سردار کہنے لگا جب اس کے عقیدتمندوں کو اطلاع ملی تو وہ جان کی بازی لگا کر انہیں نکال کر لے جائیں گے اس لیے یہ رائے قطعاً قابل غور نہیں۔

مزید تجاویز بھی آئیں آخر ابو جہل کہنے لگا ہم ہر قبیلہ سے ایک نوجوان چنیں جو بہادر ہو اپنے قبیلہ کا سردار ہو پھر ان میں سے ہر ایک کو تیز تلوار دیں پھر وہ سب مل کر یکبارگی شخص واحد کی طرح ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیں۔ بنو ہاشم سارے قبیلوں سے بیک وقت قصاص نہیں لے سکیں گے آخر کار وہ دیت لینے پر رضا مند ہو جائیں گے اور ہم سب مل کر بڑی آسانی سے ان کی دیت ادا کر دیں گے۔ سب حاضرین نے اس تجویز پر اتفاق کر لیا۔

چنانچہ مقررہ رات کو قریشی قبائل کے سات نوجوان جن میں ابو جہل بھی شامل تھا۔ تیز تلواریں لے کر اس مکان کے اردگرد کھڑے ہو گئے جس میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ رہائش پذیر تھے وہ ظالم اس لمحہ کا انتظار کرنے لگے جب اللہ تعالیٰ کے حبیب کاشانہ نبوت سے باہر قدم رکھیں اور وہ یکبارگی حملہ کر کے آپ کا کام تمام کر دیں۔ مگر حیرت کی انتہا ہو گئی کہ ایک طرف اہل مکہ حضور ﷺ کے خون کے پیاسے ہیں اور دوسری طرف ان کی امانتیں حضور ﷺ کے پاس ہیں۔ تاریخ انسانیت میں ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی نے اپنے دشمن کو امین بنایا ہو اور چشم عالم نے یہ نظارہ بھی صرف در مصطفےٰ ﷺ پہ دیکھا کہ دشمن جان لینے آ رہے ہیں مگر آپ ﷺ ان کی امانتوں کے تحفظ کو یقینی بنا رہے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا آج مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے آج آپ میرے بستر پر میری سبز چادر اوڑھ کر سو جائیں اور فکر نہ کرنا تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا

Marfat.com

اور یہ امانتیں ان کے مالکوں تک پہنچا دینا تا کہ قیامت تک آنے والے اپنوں اور بیگانوں پر واضح ہو جائے کہ ہمارے پیارے نبی صادق و امین ﷺ کے لقب سے اسی لیے ملقب ہوئے تھے کہ وہ نازک ترین لمحات میں بھی اپنی شان امانت کا حق یوں ادا کرتے ہیں۔

اہل مکہ کی امانتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے حضور ﷺ کاشانہ نبوت سے باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ کے خون کے منتظر نوجوان پر سورۃ یٰسین کی درج ذیل آیت پڑھ کر پھونک ماری:

وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۹﴾

ہم نے بنادی ہے ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار ہے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے بس وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ (سورۃ یاسین: 9)

چنانچہ وہ سارے نوجوان نیند سے اونگھنے لگے اور حضور ﷺ ان کے درمیان سے گزر کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور ان کو ساتھ لے کر غارِ ثور کی طرف روانہ ہو گئے۔

رات کی تاریکی اور دشوار گزار پہاڑیوں کا راستہ تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کبھی آپ ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے اور کبھی آپ ﷺ کے دائیں بائیں غور سے دیکھتے کہ کہیں کوئی دشمن نہ آرہا ہو۔ جب غار کے دروازہ پر پہنچے تو صدیق اکبرؓ نے عرض کی آپ باہر تشریف رکھیں پہلے میں داخل ہوں گا اگر وہاں کوئی موذی چیز ہوئی تو پہلے وہ مجھے اذیت پہنچائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے تاریک رات پھر غار کا اندھیرا۔ کچھ بھائی نہیں دے رہا تھا پہلے جھاڑ و دیا پھر غار کے چپہ چپہ کو ہاتھوں سے ٹٹولا۔ جہاں کوئی سوراخ معلوم ہوا اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر اسے بند کیا۔ چادر ختم ہو گئی لیکن ایک سوراخ پھر بھی باقی رہ گیا۔ اس سوراخ پر ایڑی رکھ کر بیٹھ گئے عرض کی حضور تشریف لائیں۔ حبیب خدا نے اپنا سر مبارک حضرت صدیق اکبرؓ کی گود میں رکھا اور سو گئے۔ اس سوراخ میں سانپ تھا اس نے ایک بار نہیں کئی بار ڈسا لیکن کیا مجال کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے ذرا

Marfat.com

سی جنبش کی ہو۔ حضور ﷺ کے آرام میں خلل انداز ہونا آپ کو کسی قیمت پر گوارا نہ تھا۔

ادھر مکہ میں صبح کا اجالا ہوا تو حضور ﷺ کے بجائے بستر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے۔ یہ دیکھ کر رات بھر محاصرہ کرنے والوں کے اوسان خطا ہو گئے جنگل کی آگ کی طرح یہ خبر مکہ کے گھر گھر پہنچ گئی۔ اعلان کر دیا گیا جو حضور ﷺ کو زندہ پکڑ کر لائے یا شہید کر دے اسے ایک سو سرخ اونٹ کا انعام دیا جائے گا۔ مشرکین کی ٹولیاں حضور ﷺ کی تلاش میں ہر طرف پھیل گئیں۔ کفار کا ایک گروہ اس غار کے دروازہ پر پہنچ گیا جس کے اندر حضور ﷺ اور صدیق اکبرؓ موجود تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانی یوں ظاہر کی کہ مکڑی نے غار کے منہ پر اتنا گھنا جالا تن دیا کہ دیکھنے والے کو معلوم ہوتا تھا کہ اسے تنے ہوئے کئی سال بیت چکے ہیں نیز دو جنگلی کبوتروں نے اس کے دروازے پر گھونسلا بنا لیا وہاں انڈے بھی دے دیئے اور ان انڈوں کو سینے کے لیے ایک کبوتری ان پر ڈیرا جما کر بیٹھ گئی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب کفار کو دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اگر انہوں نے جھک کر دیکھا تو ہمیں پا لیں گے آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! ان دو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔ فکر مت کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

کفار کی جماعت میں سے ایک بولا اس غار میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں کبوتری اپنے انڈوں پر بیٹھی ہے اور اس کے دروازے پر جالا ہے یہ تو محمد ﷺ کی پیدائش سے بھی پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ تین دن غار میں قیام کرنے کے بعد حضور ﷺ یثرب روانہ ہوئے۔ راستہ میں کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے بارے میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رجل یھدینی الطریق

یہ مجھے راستہ بتانے والا ہے

Marfat.com

سراقہ

سراقہ بھی ان لوگوں میں سے ایک تھا جو 100 اونٹوں کے لالچ میں حضور ﷺ کی تلاش میں نکلا ہوا تھا۔ سراقہ کا گزر اس طرف سے ہوا جہاں سے حضور ﷺ جا رہے تھے اس نے خوشی میں گھوڑا دوڑایا جب وہ حضور ﷺ کے قریب پہنچا تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا۔ اس نے دوبارہ گھوڑا دوڑایا تو سنگلاخ زمین میں اس کے گھوڑے کی ٹانگیں گھٹنوں تک دھنس گئیں اور وہ قلابازی کھاتا ہوا نیچے آگرا۔ تب وہ ڈرا اور سمجھا کہ ماجرا کچھ اور ہے چنانچہ فریاد کرتے ہوئے عرض کی مجھے معاف کر دو میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔ جب سراقہ واپس لوٹنے لگا تو حضور ﷺ نے اسے فرمایا یا سراقہ! اس وقت تیری کیا شان ہوگی جب کسریٰ کے کنگن تجھے پہنائے جائیں گے۔

سراقہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا۔ عہد فاروقی میں جب کسریٰ ایران کا تاج اور سونے کے کنگن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیے گئے تو آپ نے سراقہ کو کسریٰ ایران کے کنگن پہنا کر حضور ﷺ کا وعدہ پورا کر دیا۔

قبا میں تشریف آوری

اہل مدینہ کو جب حضور اکرم ﷺ کی مکہ سے روانگی کی اطلاع ملی تو اپنے آقا ﷺ کے استقبال کے لیے روزانہ مدینہ سے باہر ایک پتھریلے میدان میں جمع ہوتے اور سورج ڈھلنے تک انتظار کرتے آخر وہ گھڑی آپہنچی جب حضور ﷺ دور سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ تو مدینہ کی فضا نعروں سے گونج اٹھی ہر طرف سے مسلمان دیدار اور استقبال کے لیے بھاگے چلے آرہے تھے ایک دوسرے کو مبارکبادیں دے رہے تھے طرح طرح سے خوشیوں کا اظہار کر رہے تھے۔ غار ثور سے چل کر بارہ دن کے بعد آپ ﷺ قبا پہنچے ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی سوموار کا دن تھا حضور ﷺ اس وقت پہنچے جب سورج ڈھلنے کے بالکل قریب تھا اور دھوپ بڑی شدت سے چمک رہی تھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی چادر تان کر حضور ﷺ پر سایہ کیے ہوئے تھے تاکہ ہر ایک کو معلوم ہو جائے کہ آقا کون ہیں

Marfat.com

اور غلام کون ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت

رحمت عالم ﷺ اپنے بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مکہ چھوڑ آئے تھے تاکہ جن لوگوں کی امانتیں حضور ﷺ کے پاس تھیں انہیں ان کے مالکوں تک پہنچا دیں۔ اس حکم کی تعمیل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تین دن لگ گئے آپ کھلی وادی میں کھڑے ہو کر اعلان فرماتے لوگو! جس کسی نے اپنی کوئی امانت حبیب خدا ﷺ کے پاس رکھی ہوئی تھی وہ آئے اور اپنی امانت لے جائے۔

تین دنوں کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مدینہ روانہ ہو گئے۔ آپ نے یہ سفر پیدل طے کیا یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک پھول گئے اور ان سے خون بہنے لگا جب آپ قبا پہنچے تو حضور ﷺ نے ان کے زخموں پر لعاب دہن لگایا اس کی یہ برکت ہوئی کہ اس کے بعد پھر شہادت تک آپ کے پاؤں کو کبھی تکلیف نہ ہوئی۔

قبا میں قیام

مدینہ طیبہ کے قریب ایک چھوٹی سی بستی ہے جس کا نام قبا ہے حضور ﷺ نے یہاں دس پندرہ روز قیام فرمایا اور ہجرت کے بعد سب سے پہلی مسجد یہیں تعمیر ہوئی جس کا نام مسجد قبا ہے۔ اس کی تعمیر میں حضور ﷺ نے بنفس نفیس خود حصہ لیا حضور ﷺ خود بھاری بھرکم پتھر اٹھا کر لا رہے تھے اور ان سے گرنے والی مٹی جسم اطہر پر پڑ رہی تھی کوئی صحابی حاضر ہوتا اور عرض کرتا آپ تکلیف نہ فرمائیں یہ پتھر مجھے عطا کریں تو آپ ﷺ فرماتے اسے رہنے دو تم اس جیسا کوئی اور پتھر اٹھا کر لے آؤ۔ جب مسجد مکمل ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا مسجد قبا میں نماز کا ثواب عمرہ کے ثواب کے برابر ہے۔

قبا سے روانگی

حضور ﷺ نے جتنے دن یہاں قیام فرمایا مدینہ کے مسلمان صبح شام آپ ﷺ کی

Marfat.com

زیارت کے لیے آتے رہتے اور اس انتظار میں بے چین تھے کہ کب حضور ﷺ شہر میں تشریف لائیں گے آخر جمعۃ المبارک کی صبح تو آپ ﷺ قبا سے مسلمانوں کے جلوس میں روانہ ہوئے ادھر مدینہ شہر میں استقبال کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں سب نے بہترین لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ ہتھیار اپنے جسم پر سجائے ہوئے ہیں۔ حبشہ کے سیاہ فام اپنے ہتھیاروں سے جنگی کرتب دکھا رہے ہیں۔ آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہیں اور مسلمان خوشی سے نعرے لگا رہے ہیں۔

اللہ اکبر جاء رسول اللہ۔ اللہ اکبر جاء محمد (ﷺ)

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے رسول آ گئے۔ اللہ سب سے بڑا ہے محمد ﷺ آ گئے۔

اللہ کی توحید اور اس کے محبوب ﷺ کی رسالت کے نعروں سے سرزمین یثرب گونج اٹھی۔ جاں نثاروں کا بے پناہ ہجوم ہے۔ گلیوں میں تل دھرنے کی جگہ نہیں۔ اردگرد کے مکان اور ان کی چھتیں شوق دیدار میں بے قابو ہونے والوں سے بھری ہوئی ہیں۔ معصوم بچیاں دف بجا کر اپنے محبوب مہمان کو ان اشعار سے خوش آمدید کہہ رہی ہیں:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا جئت بالأمر المطاع

وداع کے ٹیلوں پر چودہویں کے چاند نے ہم پر طلوع فرمایا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو پکارنے والا اس کو پکارتا رہے گا ہم پر لازم ہے کہ ہم اس نعمت کا شکر ادا کرتے رہیں۔ اے ہمارے پاس نبی بن کر تشریف لانے والے! آپ ﷺ اس طرح تشریف لے آئے ہیں کہ آپ کے ہر حکم کی اطاعت کی جائے گی۔

اس جلوس کو حرکت میں آئے کافی وقت گزر گیا ہے لیکن بمشکل چند فرلانگ کا فاصلہ طے ہوا جب یہ جلوس بنی سالم کے محلّہ میں پہنچا تو سورج ڈھل گیا تھا اور نماز جمعہ ادا کرنے کا وقت ہو گیا تھا وہیں ایک کھلے میدان میں نماز جمعہ ادا کرنے کا حکم صادر ہوا چند لمحوں میں صحابہ کرام

Marfat.com

نے اپنی صفیں درست کرلیں اور بصد ادب نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے بیٹھ گئے یہ پہلی نماز جمعہ تھی جو اہل یثرب کے آزاد ماحول میں حضور ﷺ کی قیادت میں ادا کی اور یہ جمعہ کا پہلا خطبہ تھا جو یثرب کے آزاد ماحول میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد تقویٰ اور آخرت کو بہتر بنانے کی ترغیب دی۔ نماز جمعہ سے فراغت کے بعد آپ ﷺ پھر اونٹنی پر سوار ہوئے جس محلہ سے گزرتے وہاں کے سردار حاضر ہوتے کہ آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف رکھیں اور ہمیں میزبانی کا شرف عطا کریں۔

آپ ﷺ نے اونٹنی کی مہار اس کی گردن پر ڈال دی اور فرمایا:

میری اونٹنی کا راستہ خالی کر دو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے حکم مل چکا ہے یہ حکم الٰہی کے مطابق ٹھہرے گی۔

خلوا سبیلها فانها مامورة

جب یہ قافلہ بنی نجار کے محلہ میں پہنچا تو کھلے میدان میں اونٹنی بیٹھ گئی۔ یہاں سب سے قریب حضرت ابوایوب انصاریؓ کا گھر تھا وہ آئے اور نبی کریم ﷺ کا سامان اٹھا کر اپنے گھر لے گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی رہائش کے لیے جو گھر پسند فرمایا وہ سرداروں کے محلات نہیں تھے بلکہ ایک درویش صفت غلام کا معمولی سا مکان تھا۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم کھانا تیار کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا کرتے۔ جب حضور ﷺ کا پس خوردہ ہمارے پاس پہنچتا تو ہم حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں کے نشانات تلاش کرتے اور جہاں ہمیں وہ نشان معلوم ہوتے ہم حصول برکت کے لیے وہاں سے کھاتے۔

سوالات

۱۔ بیعت عقبہ اولیٰ میں یثرب کے مسلمانوں نے کون سی چیزیں نہ کرنے کا وعدہ کیا؟

۲۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں یثرب سے کتنے مسلمانوں نے شرکت کی؟

Marfat.com

۳۔ یثرب میں اسلام کو پھیلتا دیکھ کر مکہ کے بت پرست کیوں پریشان ہو گئے؟

۴۔ مکہ کے سرداروں نے دارالندوہ کے اجلاس میں کیا فیصلہ کیا؟

۵۔ ہجرت کے وقت حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیا ارشاد فرمایا؟

۶۔ غار ثور میں پہنچنے پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟

۷۔ مکہ کے بت پرستوں کو جب آپ کی ہجرت کا علم ہوا تو انہوں نے کیسا انعام مقرر کیا؟

۸۔ سراقہ کون تھا اور اس کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟

۹۔ اس منظر کو بیان کریں جب حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قبا پہنچے؟

۱۰۔ حضور ﷺ نے قبا میں کتنے دن قیام فرمایا؟

۱۱۔ ہجرت کے بعد سب سے پہلی مسجد کہاں تعمیر ہوئی اور اس کا نام کیا تھا؟

۱۲۔ مدینہ میں حضور ﷺ کی آمد کا منظر بیان کریں؟

۱۳۔ یثرب میں سب سے پہلی نماز جمعہ کہاں ادا کی گئی؟

۱۴۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کون تھے اور وہ حضور ﷺ کے بچے ہوئے کھانے میں کیا تلاش کرتے تھے؟

Marfat.com

مسجد نبوی کی تعمیر

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب جہاں حضور ﷺ کی اونٹنی پہلے دن بیٹھی تھی حضور ﷺ نے وہ جگہ مسجد کے لیے پسند فرمائی۔ یہ جگہ سہل اور سہیل دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی حضور ﷺ نے ان دونوں یتیم بچوں کو بلایا اور یہ جگہ خریدنے کے لیے گفتگو فرمائی۔ ان دونوں نے عرض کی ہم اس قطعہ زمین کو حضور ﷺ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کرتے ہیں مگر حضور ﷺ نے بلا معاوضہ قبول کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ اس کی قیمت سونے کے دس دینار طے ہوئی یہ دس دینار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کیے۔

اس جگہ کو خریدنے کے بعد یہاں مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ بنفس نفیس اس کی تعمیر میں اپنے صحابہ کے ساتھ شریک کار رہے۔

ایک دفعہ حضور ﷺ مسجد نبوی کے لیے پتھر اٹھا کر لا رہے تھے کہ ایک صحابی آگے بڑھ کر عرض کرتا ہے یہ بھاری پتھر مجھے دے دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ کوئی اور پتھر اٹھا لاؤ تم مجھ سے زیادہ اللہ کی رحمت کے محتاج نہیں ہو۔

دوران تعمیر صحابہ کرام ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں، ایک اینٹ اپنے حصہ کی اور دوسری اینٹ نبی کریم ﷺ کے لیے۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو ازراہ شفقت ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

اے عمار لوگوں کو ایک اجر ملے گا اور تمہیں دو اجر ملیں گے اور تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

مسجد کی تعمیر کے بعد اپنی ازواج کے لیے حجروں کی تعمیر شروع کی گئی یہ سب ایک ساتھ تعمیر نہیں ہوئے بلکہ حسب ضرورت تعمیر ہوتے رہے جب ازواج مطہرات حضور ﷺ کے بعد انتقال فرما گئیں تو ان کے مکانات مسجد کے ساتھ ملا دیے گئے۔

Marfat.com

سوالات

۱۔ جس جگہ مسجد نبوی تعمیر کی گئی اس جگہ کا مالک کون تھا؟

۲۔ مسجد نبوی کی جگہ کی قیمت کس نے ادا کی؟

۳۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کردار بیان کریں؟

Marfat.com

مؤاخاۃ (اسلامی بھائی چارہ)

مدینہ میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا وہ کسی ایک قبیلہ کے افراد نہیں تھے ان کا تعلق مختلف قبائل سے تھا۔ ایسے قبائل جو صدیوں سے ایک دوسرے کے خلاف جنگیں لڑتے چلے آ رہے تھے۔ مکہ سے ہجرت کر کے آنے والوں میں بھی اختلافات کے جراثیم موجود تھے آپ نے ان کے اتحاد کو پختہ کرنے کے لیے اور مہاجرین کی آبرومندانہ آبادکاری کے لیے مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارہ کا نظام قائم کیا۔ ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بناتے گئے تاکہ وہ ایک دوسرے کے تعاون سے زندگی بسر کریں۔ انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کے لیے ایثار و قربانی کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ دنیا کی کوئی قوم ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

ایک روز انصار نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گزارش کی یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے نخلستانوں کو ہمارے درمیان اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان برابر بانٹ دیجئے۔ حضور ﷺ نے یہ گزارش قبول نہ فرمائی بلکہ جواب دیا وہ پھل میں تمہارے ساتھ حصہ دار ہوں گے ملکیت میں نہیں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو حضور ﷺ نے ان کا اور سعد بن الربیع انصاری رضی اللہ عنہ کا بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلامی بھائی عبدالرحمن بن عوف کو کہا کہ تم میرے بھائی ہو۔ میں اہل مدینہ سے زیادہ مالدار ہوں۔ آپ میری ہر چیز کا نصف کر دیں ایک نصف خود لیں اور دوسرا نصف مجھے دے دیں نیز میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جو آپ کو پسند ہو بتائیے تاکہ میں اس کو طلاق دے دوں۔ عدت گزرنے کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اپنے انصاری بھائی کے اس جذبہ ایثار سے بڑے متاثر ہوئے انہیں دعائیں دیتے ہوئے بولے۔ اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ تیرے مال اور اہل و عیال میں

Marfat.com

بڑی برکتیں دے مجھے تم بازار کا راستہ دکھا دو چنانچہ آپ نے تجارت کا کاروبار شروع کیا اور کچھ عرصہ کے بعد ان کی تجارت اس قدر کامیاب ہوئی کہ سینکڑوں اونٹ تجارت کے مال سے لدے ہوئے منڈیوں میں جاتے تھے۔

مدینہ طیبہ کا یہ معاشرہ جس کو حضور ﷺ نے اپنی حکیمانہ حکمت عملی سے وجود بخشا۔ دو عناصر پر مشتمل تھا ایک طرف انصار تھے جو سراپا خلوص و ایثار تھے اپنی منقولہ اور غیر منقولہ جائیدادوں کا نصف صدق دل سے پیش کر رہے تھے دوسری طرف غیور مہاجر تھے جو اپنے مہربان میزبانوں پر بوجھ بننا پسند نہیں کرتے تھے خود اپنی ہمت مردانہ اور محنت شاقہ سے اپنے لیے رزق حلال تلاش کرنا چاہتے تھے۔ یہ دونوں طبقے اپنی اپنی جگہ عدیم المثال تھے اور یہ سب نگاہ مصطفوی ﷺ کا فیض تھا جس نے انہیں شیر و شکر کر دیا تھا۔

سوالات

۱۔ مدینہ میں مسلمانوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنے کے لیے حضور ﷺ نے کیا اقدامات فرمائے؟

۲۔ انصار کن کو کہتے ہیں؟

۳۔ مہاجرین کون تھے؟

۴۔ انصار کے ایثار اور خلوص کی دو مثالیں بیان کریں؟

Marfat.com

دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور

مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کے علاوہ یہودیوں کی ایک طاقتور جمعیت موجود تھی وہ معاشی لحاظ سے بھی خوشحال تھے اور صاحب کتاب ہونے کے باعث علمی طور پر بھی اہل مدینہ پر فوقیت رکھتے تھے یہاں کے معاشرہ میں اس وقت تک اتحاد پیدا نہیں ہوسکتا تھا جب تک ان یہودیوں کو بھی اپنے ساتھ نہ ملایا جائے۔ نیز اسلام کے اولین دشمن اہل مکہ ابھی تک مسلمانوں کی بیخ کنی کے درپے تھے اور کسی وقت بھی وہ مدینہ پر حملہ آور ہو سکتے تھے ان تمام اندرونی اور بیرونی مشکلات پر قابو پانے کے لیے ایک وسیع البنیاد منشور کی ضرورت تھی۔ اس لیے رحمت عالم ﷺ نے ایسی دستاویز تیار کی جس میں مہاجرین و انصار کے علاوہ یہاں کے یہودیوں کو بھی شامل کیا گیا۔ اس دستاویز کے ذریعہ مدینہ طیبہ کے تمام باشندوں کے لیے بلا امتیاز مذہب وقومیت اندرونی و بیرونی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک اتحاد عمل میں لایا گیا جسے دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور کہا جاسکتا ہے۔ اس کی چند دفعات کا خلاصہ ہدیہ ناظرین ہے۔

تمام مسلمان متحد ہوکر ہر اس شخص کی مخالفت کریں گے جو سرکشی کرے اور ظلم وتعدی کی راہ اختیار کرے ایسے شخص کی مخالفت میں مسلمانوں کے ہاتھ ایک ساتھ اٹھیں گے اگرچہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا کیوں نہ ہو۔

یہودیوں میں سے جو بھی ہمارا اتباع کرے گا تو اسے مدد اور مساوات حاصل ہوگی اور ان یہودیوں پر نہ تو ظلم کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے خلاف کسی دشمن کی مدد کی جائے گی۔

جو شخص کسی مومن کا ناحق خون کرے گا اسے مقتول کے عوض بطور قصاص قتل کیا جائے گا مگر اس مقتول کا ولی اس کے عوض خون بہا لینے پر رضامند ہوجائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

جب مسلمانوں میں کسی قسم کا تنازعہ ہو تو اسے اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ سے

Marfat.com

سامنے پیش کیا جائے گا۔

☆ یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک فریق متصور ہوں گے۔ یہودی اپنے دین پر رہنے کے مجاز ہوں گے اور مؤمن اپنے دین پر کاربند رہیں گے البتہ جس نے ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کیا تو وہ محض اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو مصیبت میں ڈالے گا۔

☆ اس صحیفہ والوں کے خلاف جو بھی جنگ کرے گا تو تمام فریق (یہودی اور مسلمان) ایک دوسرے کی مدد کریں گے نیز خلوص کے ساتھ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں گے اور ان کا شیوہ وفاداری ہوگا نہ کہ عہد شکنی اور ہر مظلوم کی بہرحال حمایت و مدد کی جائے گی۔

☆ پناہ گزین، پناہ دہندہ کی مانند ہے نہ کوئی اس کو ضرر پہنچائے گا اور نہ ہی وہ عہد شکنی کرکے گناہگار بنے گا۔

☆ مدینہ پر جو بھی حملہ آور ہو تو اس کے مقابلہ میں یہ سب (یہودی اور مسلمان) ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

☆ جب تک کسی دشمن سے جنگ جاری رہے ہر فریق (مسلمان اور یہودی) اپنے جنگی اخراجات خود برداشت کرے گا۔

سوالات

۱۔ مدینہ میں رہنے والے لوگوں کو متحد کرنے کیلئے حضور ﷺ نے کیا اقدامات فرمائے؟

۲۔ مدینہ والوں کیلئے حضور ﷺ نے جو دستور تجویز کیا اس کی چار دفعات کو بیان کریں؟

Marfat.com

غزوات

غزوہ

جس لشکر میں سرکار دو عالم ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے ہوں اسے غزوہ کہتے ہیں۔

سریہ

وہ فوجی دستہ جس میں سرکار دو عالم ﷺ نے خود شرکت نہ فرمائی ہو بلکہ اپنے کسی صحابی کو اس دستہ کا امیر مقرر کر کے روانہ فرمایا ہو۔ اسے سریہ کہتے ہیں۔

جہاد کی اجازت

تبلیغ اسلام کے آغاز سے تیرہ چودہ سال تک کفار مکہ مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھاتے رہے اور اس حد تک ستایا گیا کہ مسلمان اپنا سب کچھ چھوڑ کر مکہ سے چار سو پچاس کلومیٹر دور مدینہ میں غریب الوطنی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئے۔ کفار نے وہاں بھی انہیں آرام کا سانس نہ لینے دیا تو اللہ تعالیٰ نے مظلوم مسلمانوں کو جہاد یعنی طاقت کا جواب طاقت سے دینے کی اجازت دے دی مگر خاص شرائط کے ساتھ یعنی جہاد کی اجازت لوٹ مار، تجارتی منفعت یا خاندانی عداوت کے لیے نہیں بلکہ صرف حق کی سر بلندی کے لیے اور صرف ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارے ساتھ جنگ کریں یا تم پر حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں اور اس شرط کے ساتھ کہ کسی پر زیادتی نہ ہو یعنی عورتوں، معصوم بچوں، بوڑھوں، کسانوں، مزدوروں، مذہبی رہنماؤں پر ہاتھ نہیں اٹھانا بلکہ سرسبز کھیتوں اور درختوں کو بھی برباد نہ کیا جائے۔ کیا آج کی ترقی یافتہ دنیا میں کوئی قوم ایسی موجود ہے جس کے جنگی قوانین میں عدل و انصاف کا یوں لحاظ رکھا گیا ہو؟ آج تو جنگ شروع ہوتے ہی پر امن شہریوں اور آباد بستیوں کو بموں سے اڑا دیا جاتا ہے، عورتوں، معصوم بچوں، بوڑھوں، بیماروں کسی سے بھی درگزر نہیں کیا جاتا۔ ہسپتالوں درسگاہوں اور عبادت خانوں کا احترام تک نہیں کیا جاتا۔

Marfat.com

سوالات

۱۔ غزوہ اور سریہ میں کیا فرق ہے؟

۲۔ حضور ﷺ نے مکہ میں کتنا عرصہ تبلیغ فرمائی؟

۳۔ جہاد سے کیا مراد ہے؟

۴۔ جہاد کے لیے اللہ تعالیٰ نے کون سی شرائط عائد کی ہیں؟

۵۔ وہ کون سی چیزیں ہیں جو مسلمان جہاد میں نہیں کر سکتے؟

۶۔ آج کے دور میں لوگ جنگوں میں کیا کرتے ہیں؟

Marfat.com

غزوۂ بدر

اہل مکہ نے مہاجر مسلمانوں کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیدادوں پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا اور مدینہ کے یہودیوں کو دھمکیاں دینا شروع کر دیں کہ مسلمانوں کو مدینہ سے نکال دو۔ مسلمانوں پر اپنی قوت و طاقت کی دھاک بٹھانے کے لیے چھاپہ مار دستے بھیجے جنہوں نے مدینہ کی ایک چراگاہ پر حملہ کیا۔ چرواہے کو قتل کر کے اونٹ بکریاں ہانک کر لے گئے تو کفار کے حوصلے بلند ہو گئے اب انہوں نے باقاعدہ مدینہ پر چڑھائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ابوسفیان کی قیادت میں ایک فقید المثال تجارتی قافلہ شام بھیجا تاکہ اس کی آمدنی سے وہ متوقع حملہ کے اخراجات پورے کر سکیں۔ جب یہ قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو دعوت دی کہ اس قافلہ کے تعاقب کے لیے نکلیں چنانچہ حضور ﷺ اپنے تین سو تیرہ جاں نثاروں کے ہمراہ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے مسلمان لشکر کے پاس سواری کے لیے ایک گھوڑا اور ستر اونٹ تھے باقی مجاہدین پا پیادہ تھے۔ حضور ﷺ نے تین چار صحابہ کے لیے ایک ایک اونٹ مقرر کر دیا جس پر وہ باری باری سوار ہوا کرتے تھے۔

حضور ﷺ جب اپنی باری کی مسافت طے کر چکے اور اترنے لگے تاکہ دوسرا ساتھی سوار ہو تو دونوں جاں نثار صحابیوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہماری باری میں بھی حضور ﷺ ہی سوار رہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں نہ مجھ سے طاقتور ہو اور نہ یہ بات ہے کہ مجھے اجر کی ضرورت نہ ہو صرف تمہیں اجر کی ضرورت ہو۔

جب ابوسفیان کو اطلاع ملی کہ حضور ﷺ اس کے قافلے کے تعاقب کے لیے مدینہ سے چل پڑے ہیں تو اس نے مکہ پیغام بھیجا کہ ہماری مدد کو جلد پہنچو۔ اس خبر نے مکہ کے کفار کو بے چین کر دیا اور ہر شخص مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے تیار ہو گیا۔ چنانچہ ایک ہزار افراد پر مشتمل کفار مکہ کا لشکر ابوجہل کی قیادت میں روانہ ہوا۔ جس کے ساتھ 100 گھوڑے، 600 اونٹ، رقص کرنے والی کنیزیں اور سامان جنگ وافر مقدار میں تھا۔ اہم

Marfat.com

ابوسفیان کا قافلہ مسلمانوں کی آمد سے پہلے گزر گیا تھا اس نے پیغام بھیجا کہ میرا قافلہ بحفاظت گزر آیا ہے اب لشکر کشی کی ضرورت نہیں لیکن ابوجہل نے کہا ہم ہرگز واپس نہیں جائیں گے بلکہ بدر پہنچ کر مسلمانوں کو سبق سکھائیں گے۔

ادھر راستہ میں حضور ﷺ کو اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا قافلہ تو بچ کر نکل گیا ہے مگر قریش مکہ ایک لشکر جرار کے ساتھ بڑھتے چلے آرہے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے نئی صورت حال کے پیش نظر صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا۔ صحابہ کرام نے عرض کی:

یارسول اللہ! آپ تشریف لے جائیں جدھر آپ کا ارادہ ہے ہم حضور ﷺ کے ساتھ ہیں اگر آپ ﷺ سمندر میں چھلانگ لگانے یا دشمن سے ٹکرا جانے کا اشارفرمائیں تو ہماری جانیں قربان ہونے کے لیے بےقرار ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہم سے وہ کارنامے دکھائے گا جس سے آپ ﷺ کی چشم مبارک ٹھنڈی ہوجائے گی پس اللہ تعالیٰ کی برکت پر آپ تشریف لے چلیں ہم آپ ﷺ کو وہ جواب نہ دیں گے جو جواب بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا۔ جائیے آپ اور آپ کا خدا ان سے جنگ کرے ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ ہم یہ کہیں گے تشریف لے چلئے آپ اور آپ ﷺ کا پروردگار ہم آپ کے ساتھ جنگ کریں گے۔

حضور ﷺ ان کے مجاہدانہ جذبات سن کر خوش ہوئے اور انہیں خوشخبری دی کہ میں کفار کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں جہاں وہ کل گرے پڑے ہوں گے چنانچہ حضور ﷺ اپنے جاں نثاروں کے ساتھ بدر کی طرف روانہ ہوگئے اور کفار سے پہلے بدر کے میدان میں پہنچ گئے۔

بدر کا میدان مدینہ منورہ سے تقریباً 80 میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ سترہ رمضان المبارک جمعہ کا دن ہے ایک طرف ایک ہزار کفار کا لشکر جس کے پاس جنگ کے ہتھیار وافر مقدار میں ہیں اور دوسری طرف گنتی کی چند تلواروں اور نیزوں کے ساتھ 313 مسلمان ہیں۔ حضور پرنور ﷺ کے دست مبارک میں ایک تیر تھا جس سے صفیں درست کرار ہے

Marfat.com

تھے۔ جو آگے پیچھے ہوتا اس کو اس تیر کے اشارہ سے صف شکنی سے منع فرما رہے تھے حضور ﷺ ایک صف کے آگے سے گزر رہے تھے دیکھا کہ سواد رضی اللہ عنہ صف سے آگے نکلے کھڑے ہیں (ہوسکتا ہے دست بوسی کے ارادہ سے آگے بڑھے ہوئے ہوں) حضور ﷺ نے تیر سے ان کے شکم پر ہلکی سی چوٹ لگائی اور فرمایا:

استو یا سواد اے سواد! سیدھے ہو جاؤ

وہ سیدھے تو ہو گئے لیکن معاً گویا ہوئے یارسول اللہ! مجھے اس چوٹ سے درد ہوا ہے لہٰذا مجھے اس چوٹ کا بدلہ لینے دیجئے۔ علمبردار عدل وانصاف نے اس مطالبہ کو بے ادبی یا گستاخی پر محمول نہیں کیا۔ میدان جنگ میں ایک سپاہی کا اپنے سالار اعلیٰ سے اس قسم کا مطالبہ سن کر اسے کورٹ مارشل کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ کسی ادنیٰ سی برہمی کا اظہار کئے بغیر ذرہ کے بند کھولے، اپنی قمیص اٹھا دی اور اپنی شکم اقدس کو اس کے سامنے پیش کر دیا۔

اور فرمایا اے سواد! آؤ بدلہ لے لو۔ وہ لپک کر آگے بڑھے حضور ﷺ کو گلے لگا یا اور بطن مبارک کو چوم لیا حضور ﷺ نے پوچھا سواد تم نے ایسا کیوں کیا عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! جو مرحلہ ہمیں پیش ہے وہ حضور ﷺ ملاحظہ فرما رہے ہیں میری یہ آرزو تھی کہ اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت میری جلد حضور ﷺ کی جلد مبارک سے مس ہو جائے۔ حضور ﷺ نے سواد کی اس خواہش پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور اسے دعائے خیر سے سرفراز فرمایا۔

جنگ کا آغاز

جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہو گئے تو کفار سے عتبہ، شیبہ اور ولید نے صفوں سے نکل کر مسلمانوں کو للکارا چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ کو مقابلے کے لیے بھیجا۔ حضرت حمزہ نے شیبہ کو اور حضرت علی نے ولید کو اپنی تلواروں سے ٹکڑے کر دیا۔ عتبہ بھی قتل ہو گیا۔ مگر حضرت عبیدہ زخموں کی تاب نہ لا سکے اور حضور ﷺ کے قدموں پر سر رکھ کر اس دنیا سے کوچ کر گئے حضور ﷺ نے انہیں شہادت کی خوشخبری دی۔

Marfat.com

اس کے بعد دونوں لشکر ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے۔ حضور ﷺ تھوڑی دیر کے لیے اپنے ہیڈ کوارٹرز (عریش) میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے بڑے عجز و نیاز سے بارگاہ خداوندی میں ہاتھ پھیلا دیئے۔ اے اللہ! اپنا سچا وعدہ پورا فرما۔ اگر یہ کافر آج مسلمانوں پر غالب آ گئے تو شرک غالب آ جائے گا اور پھر تیرا دین قائم نہیں ہو سکے گا۔

اپنے رب تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگنے کے بعد نبی پاک ﷺ میدان جنگ میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے مٹھی بھر کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں اور تلوار لے کر کفار سے نبرد آزما ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لیے ہزاروں فرشتے نازل فرمائے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں بعض اوقات ہم کسی کافر پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھتے تو ہم دیکھتے کہ ہماری تلوار کے پہنچنے سے پہلے اس کا سر کٹ کر دور جا گرتا۔ ظاہر ہے یہ غیبی مدد کا اثر تھا۔ حضور ﷺ کی شمولیت سے چشم زدن میں جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ مشرکین نے شکست کھا کر بھاگنا شروع کر دیا اس جنگ میں ابوجہل سمیت ستر کافر قتل ہوئے۔ اور ستر جنگی قیدی بنا لیے گئے اور شہید ہونے والے مسلمانوں کی تعداد صرف چودہ تھی۔ اس جنگ میں حضرت معاذ کا بازو کٹ گیا وہ اپنا کٹا ہوا بازو لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے رحمت عالم ﷺ نے اپنے لعاب دہن اس پر لگایا تو کٹا ہوا بازو کندھے کے ساتھ پھر جڑ گیا۔ اس جنگ میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں ایک لکڑی دی جو عکاشہ کے ہاتھ میں سفید لوہے کی تلوار بن گئی اور بعد کی جنگوں میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ اسی تلوار سے لڑائی کرتے تھے۔ اسی جنگ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگا جس سے سارا ڈھیلا ان کے رخسار پر بہنے لگا حضور ﷺ نے قتادہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اپنے دست مبارک سے اس بہتے ہوئے ڈھیلے کو واپس آنکھ میں لوٹا دیا اور اس پر اپنا دست مبارک پھیر دیا یہ آنکھ اس طرح ٹھیک ہو گئی کہ انہیں یہ معلوم ہی نہ ہوتا کہ ان میں سے کون سی آنکھ پھوٹی تھی۔

جنگ سے ایک روز پہلے سرکار دو عالم ﷺ نے میدان جنگ کا معائنہ فرمایا۔ حضور

Marfat.com

ﷺ جب گزرتے تو فرماتے اس جگہ کل فلاں کی لاش ہوگی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس نے ہمارے نبی کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کفار کی لاشیں ان جگہوں سے ذرا آگے پیچھے نہ تھیں جہاں حضور ﷺ نے ان کے بارے میں نشاندہی فرمائی تھی۔

اگرچہ یہ اسلام کے بدترین دشمن تھے اس کے باوجود حضور ﷺ نے یہ برداشت نہ کیا کہ ان کی لاشیں باہر پڑی رہیں جنگلی درندے اور پرندے کھاتے رہیں بلکہ ان سب لاشوں کو ایک کنوئیں میں ڈال کر اسے مٹی سے ڈھانپ دیا۔ تین روز حضور ﷺ نے وہاں قیام کیا اس کے بعد جب مدینہ روانہ ہونے لگے تو حضور ﷺ اس کنویں پر آئے جس میں کفار کی لاشیں ڈالی گئی تھیں آپ ﷺ نے منڈیر کے پاس کھڑے ہو کر آواز دی:

اے کفار قریش اگر تم میری اطاعت کرتے تو آج تمہارا یہ حشر نہ ہوتا تم بہت برے رشتہ دار تھے تم نے میری تکذیب کر کے گھر سے نکالا لوگوں نے میری تصدیق کر کے پناہ دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! انہیں مرے ہوئے تین دن گزر گئے ہیں آپ ﷺ آج انہیں ندا دے رہے ہیں بے روح جسم کیسے سن سکتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جو میں کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے وہ اب سن رہے ہیں جو میں کہہ رہا ہوں لیکن وہ جواب دینے کی قوت سے محروم ہیں بلکہ انہیں اب یقین ہو گیا ہے کہ میں جو کچھ انہیں کہا کرتا تھا وہ حق تھا۔

اسیران جنگ بدر

جنگ کے بعد حضور ﷺ نے ان ستر جنگی قیدیوں کے بارے میں مجلس مشاورت منعقد کی۔ کئی تجاویز پیش ہوئیں کہ ان ظالموں کو قتل کر دیا جائے وغیرہ۔ نبی رحمت عالم ﷺ نے جو تجویز پسند فرمائی وہ یہ تھی کہ حسب استعداد فدیہ لے کر آزاد کر دیا جائے اور جو فدیہ ادا نہیں کر سکتے وہ مدینہ کے دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے تو وہ آزاد ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے آزادی کے لیے 400 درہم فدیہ طلب کیا گیا تو کہنے لگے میرے پاس اتنا مال نہیں کہ میں اس قدر فدیہ ادا کر سکوں حضور ﷺ نے فرمایا چچا جان

Marfat.com

وہ مال کدھر گیا جو آپ نے میری چچی ام الفضل کے ساتھ مل کر زمین میں دفن کر دیا تھا اور مری چچی کو کہا تھا کہ اگر میں میدان جنگ میں مارا جاؤں تو یہ مال میرے بچوں کے حوالے کر دینا حضور ﷺ کا یہ ارشاد سن کر حضرت عباس کی آنکھیں کھل گئیں وہ کہنے لگے آج میں نے جان لیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں کیونکہ اس بات کا علم بجز میرے اور ام الفضل کے اور کسی کو نہ تھا۔

سوالات

۱۔ ابوسفیان کون تھا اور وہ شام کیوں گیا؟

۲۔ ابوسفیان نے اہل مکہ کو کیا پیغامات بھجوائے؟

۳۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں اور کفار کی تعداد کتنی تھی؟

۴۔ حضرت سوادرضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کریں؟

۵۔ غزوہ بدر میں کتنے کافر مارے گئے؟

۶۔ کافر قیدیوں کے ساتھ مسلمانوں نے کیا سلوک کیا؟

۷۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کیسے مسلمان ہوئے؟

Marfat.com

غزوۂ احد

غزوۂ بدر میں شکست کے بعد اہل مکہ کی نیندیں حرام ہوگئیں بدلہ لینے کی کوششیں شروع کردیں۔ دوسرے قبائل کے بہادر نوجوانوں کو ساتھ ملایا اور تیسری ہجری میں تین ہزار افراد پر مشتمل لشکر لے کر مدینہ روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے۔

مدینہ کے یہودیوں اور منافقوں نے جب سنا کہ کفار قریش مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے لشکر جرار لے کر آرہے ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ کفار کا یہ لشکر مدینہ کے ساتھ جبل احد کی سمت خیمہ زن ہوا۔

حضور ﷺ ایک ہزار افراد کے ساتھ مدینہ سے نکلے مگر راستہ میں تین سو منافقین علیحدہ ہوکر واپس آگئے اس طرح سات سو جاں نثاروں کے ساتھ کفار کے سامنے سینہ سپر ہوگئے آپ ﷺ کے پیچھے ایک پہاڑی ٹیلہ تھا جہاں سے دشمن کے حملہ کا خطرہ تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیر کی قیادت میں پچاس تیر اندازوں کو اس ٹیلہ پر متعین فرمایا اور ان کو تاکیدی حکم فرمایا کہ اگر فتح یاب ہوں تب بھی تم اپنے مورچے پر ڈٹے رہنا تاکہ تمہاری طرف سے دشمن ہم پر حملہ نہ کرنے پائے اور اگر تم دیکھو کہ دشمن ہمیں تہ تیغ کررہا ہے تب بھی ہماری مدد کے لیے مت آنا جب تک میں تمہاری طرف اپنا خصوصی پیغام نہ بھیجوں۔ کان کھول کر سن لو جب تک تم اپنی جگہ پر ڈٹے رہو گے ہم غالب رہیں گے۔

جنگ شروع ہوئی دونوں لشکر اپنی اپنی بہادری کے جوہر دکھانے لگے اسلام کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا کفار نے جھنڈا سرنگوں کرنے کے لیے حضرت مصعب کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا آپ نے دوسرے ہاتھ میں جھنڈا تھام لیا دشمن نے جب بایاں ہاتھ کاٹ دیا تو آپ نے اپنے کٹے ہوئے بازوؤں سے جھنڈے کو تھام لیا حتیٰ کہ آپ شہید ہوگئے ان کی شہادت کے بعد حضور ﷺ نے اسلام کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔

Marfat.com

مسلمان اس قدر بے جگری سے لڑے کہ کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدان سے بھاگنا شروع ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کے مال و اسباب کو جمع کرنا شروع کر دیا تو ٹیلے پر متعین تیر اندازوں نے خیال کیا کہ فتح ہو چکی ہے اب یہاں کھڑے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہمیں میدان میں جا کر مجاہد ساتھیوں کے ساتھ مال غنیمت اکٹھا کرنا چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے کہنے کے باوجود چالیس افراد اپنا مورچہ چھوڑ کر میدان میں اتر آئے۔ ان کی جلد بازی نے اسلام کی فتح کو شکست میں بدل دیا دشمنوں نے ان باقی ماندہ دس تیر اندازوں کو شہید کر کے لشکر اسلام پر پیچھے سے ایسا حملہ کیا کہ مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ کفار کی کوشش تھی کہ کسی طریقہ سے حضور ﷺ کو شہید کیا جائے مگر حضور ﷺ صحابہ کے ساتھ مل کر دشمنوں پر تیر چلا رہے تھے اس گھمسان میں حضور ﷺ کی پیشانی زخمی ہوئی سامنے والے دندان شہید ہوئے اسی دوران کسی شیطان نے اعلان کر دیا کہ حضور ﷺ شہید ہو گئے ہیں یہ سن کر مسلمان مزید حواس باختہ ہو گئے اور کئی کمزور دل مسلمان میدان جنگ سے بھاگ کر مدینہ جا پہنچے لیکن بعض شیر دل حوصلہ بڑھا رہے تھے۔ اٹھو جس دین کی سربلندی کے لیے ہمارے آقا ﷺ نے جان دی اس کے پرچم کو اونچا لہرانے کے لیے ہم بھی اپنے سر قربان کر دیں حضور ﷺ کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ اتنے میں اعلان ہوا کہ حضور ﷺ تو وہ سامنے موجود ہیں جب مسلمانوں نے یہ اعلان سنا تو پروانوں کی طرح اکٹھے ہو گئے۔ ادھر ادھر بھاگنے والے سب واپس میدان جنگ میں آ گئے اس جنگ میں ستر مسلمان شہید ہو گئے جب جنگ بند ہوئی دونوں لشکر الگ الگ ہو گئے کفار نے مسلمان شہیدوں کی لاشوں کا مثلہ کیا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نکال کر چبایا گیا مگر رحمت عالم ﷺ نے لاشوں کا مثلہ کرنے سے منع کر دیا۔ جب کفار کا لشکر واپس چلا گیا تو حضور ﷺ نے شہداء کو دفن کیا اور مدینہ روانہ ہو گئے۔ حضور ﷺ شہداء احد کی قبروں پر آیا کرتے تھے اور فرمایا جو لوگ قیامت تک ان کی زیارت کے لیے آئیں گے یا انہیں سلام عرض کریں گے یہ انہیں اس کا جواب دیتے رہیں گے۔

Marfat.com

غزوہ احد میں مسلمانوں کی شکست نے مدینہ کے یہود اور منافقین کے حوصلے بلند کر دیئے انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیے ہوئے معاہدہ کو توڑنا شروع کر دیا بلکہ حضور ﷺ کو شہید کرنے کی سازش کی اس پر حضور ﷺ نے چوتھی ہجری میں یہود کی طرف پیغام بھیجا کہ تم میرے شہر سے نکل جاؤ تمہیں صرف دس دن کی مہلت ہے اس کے بعد تم میں سے اگر کوئی آدمی یہاں نظر آیا تو اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔

جب یہود نے یہ پیغام ماننے سے انکار کیا تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو ساتھ لے کر ان کا محاصرہ کر لیا چنانچہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر یہود مدینہ سے ہجرت کر گئے۔

سوالات

۱۔ غزوہ احد میں مسلمانوں اور کافروں کی تعداد کتنی تھی؟

۲۔ حضور ﷺ نے پچاس تیر اندازوں کو کیا ارشاد فرمایا؟

۳۔ غزوہ احد میں حضرت مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کی کارکردگی بیان کرو؟

۴۔ کفار نے جب بھاگنا شروع کیا تو چالیس تیر اندازوں نے کیا کیا؟

۵۔ کفار نے کیا افواہ پھیلائی اور مسلمانوں کا ردعمل کیا تھا؟

۶۔ کفار اور مسلمانوں نے اپنے اپنے مخالفین کی میتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

Marfat.com

غزوۂ خندق

پانچویں ہجری میں قریش مکہ اور عرب کے مشرک قبائل نے جب یہ محسوس کر لیا کہ وہ علیحدہ علیحدہ فرزندان اسلام کو شکست نہیں دے سکتے تو انہوں نے جزیرہ عرب کی ساری اسلام دشمن قوتوں کو متحد کیا اور دس ہزار کا لشکر جرار لے کر مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔

جب آنحضرت ﷺ کو ان حالات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو مشورہ کے لیے طلب فرمایا۔ حالات بڑے نازک تھے ایک چھوٹی سی بستی پر اتنے بڑے لشکر جرار کی یلغار کیسے روکی جائے؟ جبکہ اس بستی میں بھی مارہائے آستین کی کمی نہ تھی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے ملک فارس میں جب دشمن یوں حملہ کرنے کی نیت سے دھاوا بول دیتا تو ہم اپنے شہر کے اردگرد خندق کھود کر اس کی پیش قدمی روک دیتے تھے ارشاد ہو تو مدینہ طیبہ کے اردگرد خندق کھودی جائے۔ نبی کریم ﷺ نے اس تجویز کو بہت پسند فرمایا اور شہر کی اس جانب جدھر سے چڑھائی کا خدشہ تھا خندق کھودنے کے لیے نشانات لگا دیئے گئے ہر دس آدمی کو چالیس گز خندق (جو پانچ گز چوڑی اور پانچ گز گہری ہو) کھودنے کا فریضہ سونپا گیا۔ خندق کھودنے کے کام میں سب مسلمان شریک تھے کوئی بھی مستثنیٰ نہ تھا۔ حبیب خدا ﷺ اپنے دست مبارک میں کدال لیے اپنے غلاموں کے دوش بدوش خندق کھودنے میں مصروف تھے اور مٹی اٹھا اٹھا کر باہر پھینک رہے تھے شکم مبارک کے بال مٹی سے اٹ گئے تھے اور جلد مبارک دکھائی نہیں دیتی تھی اور اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرماتے:

ان العیش عیش الآخرۃ　　فاغفر الانصار والمھاجرۃ

یعنی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے میرے پروردگار! انصار اور مہاجرین کو بخش دے

Marfat.com

اپنے حق میں یہ دعا سن کر صحابہ کرام پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ کیف و سرور سے بے خود ہوکر یہ شعر گانے لگے:

نحن الذین بایعوا محمدا　　　علی الجھاد ما بقینا ابدا

یعنی منزل عشق و محبت کے وہ مسافر ہیں جنہوں نے اپنے ہادی و مرشد کے دست مبارک پر اس بات کے لیے بیعت کی ہے کہ جب تک ہم زندہ رہیں گے کلمہ حق کو بلند کرنے کے لیے مصروف جہاد رہیں گے۔

حضرت عمرو بن عوف کہتے ہیں: میں، حضرت سلمان، حضرت حذیفہ، حضرت نعمان اور چھ انصاری اپنے حصہ کی چالیس گز خندق کھود رہے تھے کہ اتفاق سے ایک چٹان آ گئی۔ ہم نے سارا زور لگایا، بڑے جتن کئے لیکن وہ نہ ٹوٹی چنانچہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی۔ کہ ہمارے بازو شل ہو گئے ہیں۔ ہماری کدالیں کند ہوگئی ہیں لیکن وہ چٹان ٹوٹنے کا نام نہیں لیتی۔ یہ سن کر حضور ﷺ خود وہاں تشریف لائے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گینتی پکڑی اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر ضرب لگائی اس سے اتنی روشنی پیدا ہوئی جیسے کسی نے گھپ اندھیرے میں اچانک چراغ جلا دیا ہو اور اس چٹان کا تیسرا حصہ ٹوٹ کر الگ جا گرا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اللّٰہ اکبرُ اُعطِیتُ مَفَاتِیحَ الشّامِ واللّٰہ اِنّی لَاَبصُرُ القُصُورَ الحُمرَ السّاعۃ

(اللہ سب سے بڑا ہے۔ مجھے ملک شام کی کنجیاں دی گئیں۔ بخدا میں اس وقت وہاں کے سرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں)

تیسری مرتبہ ضرب لگائی تو باقی ماندہ چٹان بھی ریزہ ریزہ ہوگئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اللّٰہ اکبرُ اُعطِیتُ مفاتیح فارس وانّی واللّٰہ لاَبصُرُ قصر مدائن الابیض الآن

(اللہ سب سے بڑا ہے۔ مجھے ملک ایران کی کنجیاں دی گئیں۔ بخدا میں اس وقت مدائن کے قصر ابیض کو دیکھ رہا ہوں)

اللّٰہ اکبرُ اُعطِیتُ مفاتیح الیمن واللّٰہ لاَبصُرُ ابواب الصّنعاء السّاعۃ

Marfat.com

(اللہ سب سے بڑا ہے۔ مجھے ملک یمن کی کنجیاں عطا کردی گئیں۔ بخدا اس وقت میں صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں)

ظاہری حالات کی نزاکت کسی سے مخفی نہ تھی سارا عرب امڈ کر آ رہا ہے مدینہ کے اندر بھی یہودیوں کا وجود خطرناک تھا۔ ان حالات میں جبکہ اپنی سلامتی بھی بظاہر مشکوک ہو۔ اتنی عظیم مملکتوں کی فتح کی بشارت یہ صرف اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہی دے سکتا ہے جس کی نگاہ نبوت کے سامنے مستقبل کے واقعات بھی آشکار اور عیاں ہوں۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے خلیفہ برحق حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہ مملکتیں مسلمانوں نے فتح کیں اور اس طرح حضور ﷺ کی بشارات پوری ہوئیں۔

خندق کی کھدائی میں تین دن گزر گئے صحابہ کرام کو ایک لقمہ تک میسر نہیں آیا۔ اپنی کمر کو سیدھا رکھنے کے لیے انہوں نے اپنے پیٹ پر ایک ایک پتھر باندھ رکھا ہے۔ فاقہ کشی کی تکلیف جب ناقابل برداشت ہونے لگتی ہے تو اس کا شکوہ اپنے کریم آقا ﷺ سے کرتے ہیں حضور ﷺ اپنے شکم مبارک سے قمیص اٹھاتے ہیں۔ صحابہ کرام کو عجیب منظر دکھائی دیتا ہے۔ سب نے ایک ایک پتھر پیٹ پر باندھ رکھا ہے لیکن اس سلطان دو عالم ﷺ نے اپنے شکم مقدس پر دو پتھر باندھ رکھے ہیں سب شکوے دور اور سب کلفتیں کافور ہو جاتی ہیں۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ جب یہ منظر دیکھتے ہیں تو تاب صبر نہیں رہتی۔ سرکار دو عالم ﷺ سے اذن طلب کر کے اپنے گھر آتے ہیں اور اپنی اہلیہ کو بتاتے ہیں کہ میں نے آج نبی کریم ﷺ کو انتہائی فاقہ کے عالم میں دیکھا ہے، تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ اس نیک بخت نے کہا میرے پاس چند سیر جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ بھی موجود ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اس نے وہ برتن نکالا جس میں جو رکھے تھے، اور جو پیسے، آٹا گوندھا۔ میں نے بکری کے اس بچے کو ذبح کیا، گوشت ہنڈیا میں پکانے کے لیے رکھا۔ شام کا وقت قریب آ گیا۔ ہمارا معمول یہ تھا کہ دن بھر خندق کھودتے شام کو گھروں میں واپس چلے آتے۔ سرکار دو عالم ﷺ بھی شام کو واپس تشریف لے جاتے۔ میں جب

Marfat.com

واپس جانے لگا تو میری بیوی نے کہا کہ مجھے حضور ﷺ اور صحابہ کے سامنے شرمندہ نہ کرنا یعنی زیادہ آدمیوں کو ساتھ لے کر نہ آ جانا۔ میں نے اس کو مطمئن کیا اور حضور انور ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا اور بڑی رازداری سے عرض کی یا رسول اللہ! بڑی قلیل مقدار میں کھانا پکایا ہے حضور ﷺ تشریف لے چلیں، ایک یا دو آدمی اپنے ساتھ بھی لے جائیے۔ حضور ﷺ نے اپنی انگشت ہائے مبارک میری انگلیوں میں ڈال کر فرمایا۔ کتنا کھانا پکایا۔ میں نے عرض کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

كَثِيرٌ طَيِّبٌ   یہ تو بہت زیادہ ہے اور بہت پاکیزہ ہے۔

دیکھو میرے آنے سے پہلے ہنڈیا چولہے سے نہ اتارنا اور نہ روٹیاں پکانا۔ پھر حضور ﷺ نے بلند آواز سے اعلان فرمایا اے خندق والو! جابرؓ نے تمہارے لئے کھانا پکایا ہے۔ آؤ سب چلو۔

رسول مکرم ﷺ آگے آگے تھے اور لوگ پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ میں شرم کے مارے پانی پانی ہو رہا تھا۔ میری حالت کو بس اللہ کی ذات جانتی تھی میں نے دل میں کہا خلق خدا آ گئی ہے۔ بخدا بڑی رسوائی ہو گی، چند سیر جو اور ایک چھوٹا سا بکری کا بچہ ہے۔ میں جب گھر پہنچا تو میں نے بیوی سے کہا۔ اے نیک بخت! سرور عالم ﷺ تو مہاجرین و انصار تشریف لے آئے ہیں، ان کے علاوہ اور لوگ بھی ہیں۔ اس نے پوچھا کیا حضور ﷺ نے تم سے دریافت فرمایا تھا میں نے کہا ہاں! دوسری روایت میں ہے کہ بیوی نے کہا کیا ان لوگوں کو تم نے دعوت دی ہے یا حضور ﷺ نے۔ میں نے کہا نہیں تو حضور ﷺ نے دعوت دی ہے۔ اس نے کہا اب فکر کی ضرورت نہیں۔ سب کو آنے دو اللہ و رسولہ اعلم اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ جو کچھ ہمارے پاس تھا ہم نے اس کی اطلاع دے دی۔ اس کے اس کہنے سے میری ساری تشویش جاتی رہی۔ پھر سرور انبیاء ﷺ تشریف لے آئے۔ حکم دیا دس دس آدمیوں کو بلاتے جاؤ۔ میں نے گوندھا ہوا آٹا پیش کیا۔ حضور ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر جہاں ہماری ہنڈیا رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے۔ اس میں بھی لعاب دہن مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر

Marfat.com

حکم دیا روٹیاں پکاتے جاؤ۔ ہنڈیا سے سالن ڈالتے جاؤ اور ہنڈیا کو ڈھانپے رکھو۔ کھانا کھلانے کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن ہماری حیرت کی حد نہ رہی کہ اتنے آدمی کھا گئے نہ آٹا کم ہوا اور نہ ہنڈیا میں سالن کم ہوا۔ ایک ہزار آدمی نے کھانا کھایا، ہنڈیا لبالب بھری رہی اور آٹے میں ذرا کمی نہ ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب خود بھی کھاؤ اور اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی تحفہ کے طور پر تقسیم کرو کیونکہ سب لوگ قحط سالی کا شکار ہیں۔ ہم دیر تک بانٹتے رہے اور سرورِ عالم تشریف فرما رہے۔ جب حضور ﷺ تشریف لے گئے تو ہر چیز ختم ہو گئی۔

الغرض نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی شبانہ روز کوشش سے چھ دن کی قلیل مدت میں خندق کی کھدائی کا کام مکمل ہو گیا تو حضور ﷺ نے اسلامی لشکر جس کی تعداد تین ہزار تھی مناسب مقامات پر متعین فرما دیا۔ مسلمان جب اپنی تیاریاں مکمل کر چکے تو مشرکین عرب کا لشکر جرار بھی مدینہ طیبہ کی حدود میں داخل ہو گیا۔ جنگ کے بارے میں مشرکین کا پروگرام یہ تھا کہ وہ امڈتے ہوئے سیلاب کی طرح مدینہ کی چھوٹی سی بستی پر چڑھ دوڑیں گے اور چند ساعتوں میں مسلمانوں کا قیمہ کر کے رکھ دیں گے لیکن جب انہوں نے اتنی گہری اور چوڑی خندق کو اپنے راستے میں حائل پایا تو ان کے اوسان خطا ہو گئے انہوں نے تو اس قسم کی رکاوٹ کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ مجبوراً خندق کی دوسری طرف انہوں نے اپنے خیمے نصب کر لیے اور مسلمانوں کو اپنے محاصرہ میں لے لیا اور حملہ کے لیے مناسب وقت کا انتظار کرنے لگے۔

ایک روز عرب کا مشہور شہسوار عمرو بن عبدود اپنے کئی جنگجو ساتھیوں کے ساتھ خندق کا چکر کاٹنے لگا ایک جگہ خندق نسبتاً تنگ تھی۔ اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی گھوڑا بجلی کی سرعت کے ساتھ کود کر خندق کے دوسرے کنارے پر جا پہنچا۔ اور بلند آواز سے للکارا ''ہے کوئی میرے ساتھ مقابلہ کرنے والا'' کافر کی یہ للکار سن کر شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی تلوار دوامیں لہراتے ہوئے آگے بڑھے۔ دونوں اپنی شجاعت کے جوہر دکھا رہے ہیں۔ اتنی گرد اٹھی کہ دونوں اس میں چھپ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ اپنی اشکبار آنکھوں سے

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کامیابی کے لیے مصروف دعا ہو گئے۔ چند لمحوں کے بعد جب غبار چھٹا تو دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا شیر کافر کی چھاتی پر چڑھا بیٹھا ہے اور تلوار سے اس کا سر تن سے جدا کر رہا ہے۔ اس واقعہ کے بعد ایک مہینہ کے قریب کفار محاصرہ کئے رہے لیکن کسی کو پیش قدمی کی جرأت نہ ہوئی۔

مدینہ میں آباد یہودی قبیلہ بنی قریظہ نے عہد شکنی کر کے اندر سے حملہ کرنے کا فیصلہ کیا تو حضور ﷺ نے پانچ سو مجاہدین کو مدینہ طیبہ کی حفاظت کے لیے بھیج دیا۔ وہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں چکر لگاتے تھے اور بلند آواز سے نعرہ تکبیر کہتے تھے جس سے سارا مدینہ گونج جاتا تھا۔ اس بروقت اقدام سے یہودی گھبرا گئے کہ مسلمان غافل نہیں ہیں اور اگر انہوں نے کوئی ایسی احمقانہ حرکت کی تو انہیں اس کی ایسی سزا ملے گی کہ آئندہ نسلیں بھی اسے یاد رکھیں گی۔

محاصرہ کے دوران مشرکین نے خندق کو عبور کرنے کی بار بار کوشش کی لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ دونوں طرف سے ایک دوسرے پر سنگ باری اور تیر اندازی کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک دن کفار کے لشکر نے اجتماعی طور پر اس جگہ حملہ کیا جہاں حضور ﷺ کا خیمہ نصب تھا۔ تمام مسلمان حضور ﷺ کے خیمہ کے پاس اکٹھے ہو گئے سارا دن جنگ جاری رہی یہاں تک کہ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کرنے کی بھی فرصت نہ ملی۔ رسول اکرم ﷺ جب رات کو خیمہ میں واپس تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا پھر انہوں نے اقامت کہی اور سب نے اپنے آقا ﷺ کی اقتدا میں ظہر کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں اقامت کے ساتھ ادا کی گئیں۔ اگرچہ صبح سے نصف شب تک مصروف جہاد رہنے کے باعث جسم تھکاوٹ سے چور چور تھے لیکن جب اپنے کریم و رحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے کے لیے حاضر ہوئے تو گویا تھکن کا نام و نشان نہ تھا اور بالکل تازہ دم تھے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بہادری

حضور سرور دو عالم ﷺ کی پھوپھی صاحبہ حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ

Marfat.com

کے ایک یہودی کو مشکوک حالت میں ان قلعوں کے گرد گھومتے دیکھا جہاں مسلم خواتین اور بچے ٹھہرے ہوئے تھے جب وہ یہودی آپ کے قلعے کے پاس سے گزر رہا تھا تو حضرت صفیہ نے ایک شہتیر اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا جس سے اس کی جان نکل گئی۔ آپ نے اس کا سر کاٹ کر یہود کی بستیوں کی طرف پھینک دیا۔ جس کو دیکھ کر یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ مسلم خواتین کے محافظ موجود ہیں اگر نیت بد سے کسی نے ادھر جانے کا قصد کیا تو اس کا انجام بڑا عبرتناک ہو گا۔

کفار کے محاصرہ نے جب طول پکڑا تو کئی قسم کی افواہوں نے جنم لیا۔ مخالفین اسلام آپس میں ایک دوسرے سے بدگمان ہونے لگے۔ سامان رسد بھی آہستہ آہستہ ختم ہو رہا تھا اور سخت سردی نے ان کے حوصلے پست کر دیئے تھے۔ ایک رات کو سخت آندھی آئی ان کے خیموں کی طنابیں ٹوٹ گئیں۔ ہانڈیاں الٹ گئیں۔ گھوڑے رسے تڑوا کر بھاگ نکلے۔ سارے لشکر میں سراسیمگی پھیل گئی۔ وہ سمجھے کہ یہ تند و تیز آندھی انہیں تباہ کر کے رکھ دے گی ابوسفیان جو اس ساری شرارت کا سرغنہ تھا اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور کہا میں تو جا رہا ہوں تم بھی کوچ کرو۔ چنانچہ قریش نے جب اپنے کمانڈر انچیف کو یوں بزدلی کا مظاہرہ کرتے اور فرار ہوتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بھی بھاگ جانے میں عافیت سمجھی۔ ایک ماہ کے طویل محاصرہ میں تین چار دشمنان اسلام قتل ہوئے اور چھ سات مسلمان شہید ہوئے۔ کفار نے عمرو بن عبدود اور نفل کی لاشوں کی واپسی کے لیے دس دس ہزار درہم معاوضہ پیش کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم مردوں کو بیچ کر ان کی رقم نہیں کھایا کرتے اور ان کی لاشوں کو بلا معاوضہ واپس کر دیا۔

غزوۂ بنو قریظہ

غزوہ خندق سے فارغ ہونے کے بعد لشکر اسلام نے بنو قریظہ کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا کیونکہ انہوں نے دوران جنگ عہد شکنی کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی بھرپور کوشش کی۔ 25 دن تک محاصرہ جاری رہا۔ اس دوران پتھروں اور تیروں کا تبادلہ بھی ہوا۔ آخر کار

Marfat.com

یہودی قلعہ بنو قریظہ نے عاجز آ کر شکست تسلیم کر لی اور ان کی سزا کے لیے جانبین نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم مقرر کیا۔ ان کے فیصلہ کے مطابق بنو قریظہ کے نو جوانوں کو قتل کر دیا گیا اور ان کے بچوں اور عورتوں کو غلام بنا لیا گیا۔ کیونکہ بنو قریظہ نے عین اس وقت عہد شکنی کی جب سارا عرب دس ہزار کا لشکر جرار لے کر چھوٹی سی بستی مدینہ پر حملہ آور تھا اور مسلمان اپنی زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ایسے اسباب پیدا نہ فرماتا جنہوں نے دشمنان اسلام کے حوصلے پست کر دیئے تو آپ خود اندازہ کریں باہر سے کفار حملہ کرتے اور اندر سے بنو قریظہ ٹوٹ پڑتے تو مسلمانوں کا نام و نشان تک مٹا کے رکھ دیتے۔

سوالات

۱۔ غزوہ خندق میں مسلمانوں اور دشمنان اسلام کی تعداد کیا تھی؟

۲۔ خندق کھودنے کا مشورہ کس نے دیا اور کتنے دنوں میں کھدائی مکمل ہوئی؟

۳۔ کوئی ایسا واقعہ بیان کریں جو کھدائی کے دوران پیش آیا؟

۴۔ مدینہ کے کون سے قبیلہ نے عہد شکنی کی اور ان کا انجام کیا ہوا؟

۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت کا تفصیلی تذکرہ کریں؟

Marfat.com

صلح نامہ حدیبیہ

مدینہ طیبہ میں مہاجرین وانصار کو بیت اللہ شریف کی زیارت کا شوق ہر وقت بے چین رکھتا تھا۔ چنانچہ یکم ذی قعدہ 6ھ کو حضور ﷺ 1400 صحابہ کرام کو لے کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے چونکہ آپ کا ارادہ صرف عمرہ کی ادائیگی تھا اس لیے ہتھیاروں کی بجائے قربانی کے جانور ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ یہ قافلہ جب مدینہ طیبہ سے پانچ چھ میل دور ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچا تو سب مسلمانوں نے عمرہ کا احرام باندھا۔ قریش کو جب نبی کریم ﷺ کی روانگی کی اطلاع ملی تو ان کے دلوں میں وسوسوں اور اندیشوں کے طوفان امڈ آئے۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ عمرہ محض بہانہ ہے اصل مقصد مکہ پر قبضہ کرنا ہے۔ انہوں نے طے کرلیا کہ وہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو شہر میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

مسلمانوں نے حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ اہل مکہ نے عروہ بن مسعود ثقفی کو کہا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جا کر گفتگو کرے اور انہیں واپس چلے جانے پر آمادہ کرے۔ عروہ نے حضور ﷺ سے تبادلہ خیال کیا اسے یقین ہوگیا کہ حضور ﷺ کا مقصد نہ اہل مکہ سے جنگ کرنا ہے اور نہ مکہ پر قبضہ کرنا ہے بلکہ حضور ﷺ اپنے مخلص ساتھیوں کے ساتھ بیت اللہ کا عمرہ کرنے کے لیے یہاں آئے ہیں۔ چنانچہ اس نے اہل مکہ کو اپنے مشاہدات کے نتیجہ سے آگاہ کیا اور انہیں یہ مشورہ دیا کہ وہ مسلمانوں کی مزاحمت کا ارادہ ترک کردیں۔ وہ چند دن یہاں ٹھہر کر واپس مدینہ چلے جائیں گے۔

اس نے انہیں یہ بھی بتایا کہ وہ قیصر و کسریٰ اور کئی دوسرے بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہے لیکن جاں نثاری اور عقیدت کے جو جذبات اس نے غلامان محمد ﷺ کے دلوں میں موجزن دیکھے ہیں ان کی نظیر اسے کہیں بھی نظر نہیں آئی۔ وہ اگر تھوکتے ہیں تو لعاب دہن کو تبرک سمجھ کر ہاتھوں پر لے لیتے ہیں اور وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی کا ایک قطرہ زمین پر نہیں گرنے دیتے بلکہ آگے بڑھ کر اسے اپنے چہروں اور سینوں پر مل لیتے ہیں۔ اگر

Marfat.com

کوئی کام کرنے کا اشارہ کرتے ہیں تو حکم بجالانے میں سب ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لیے بے تاب ہو جاتے ہیں لہذا مسلمانوں کا مقابلہ تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ مگر اہل مکہ اپنی ضد پر اڑے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کی طرف بھیجا تاکہ صحیح صورت حال سے انہیں آگاہ کیا جائے کہ ہم جنگ کرنے کی غرض سے نہیں آئے۔ ہم نے احرام باندھا ہوا ہے۔ قربانی کے جانور ہمارے ساتھ ہیں اور اسلحہ ہمارے پاس نہیں۔ مگر اہل مکہ نے کہا ہم نے قسم کھائی ہے کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ آپ لوگ اس وقت چلے جائیں البتہ آئندہ سال کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔

اہل مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کہا کہ کسی دوسرے مسلمان کو تو نہ ہم مکہ میں داخل ہونے کی اجازت دیں گے اور نہ وہ کعبہ کا طواف کر سکیں گے البتہ آپ ہمارے مہمان ہیں آپ طواف کر سکتے ہیں آپ نے فرمایا میں اس وقت تک کعبہ کا طواف نہیں کروں گا جب تک میرا پیارا محبوب ﷺ اور اللہ تعالیٰ کا رسول طواف نہیں کرے گا۔

جب اہل مکہ نے بات چیت کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ میں روک لیا تو اس اثناء میں یہ افواہ پھیل گئی کہ اہل مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جب تک عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ نہیں لے لیں گے یہاں سے نہیں ہٹیں گے۔ صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ جان کی بازی لگا دینے کے لیے بیعت کریں۔ چنانچہ غلامان مصطفیٰ ﷺ پروانوں کی طرح دوڑتے آتے اور بیعت کرتے۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بیعت کرنے والوں کو اپنی رضا کی خوشخبری قرآن میں سنائی۔

جب سب صحابہ کرام بیعت کر چکے تو آخر میں سرور عالم ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ اے اللہ! یہ ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے کیونکہ وہ تیرے اور تیرے رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل میں گیا ہوا ہے اور حضرت

Marfat.com

عثمان کی طرف سے یہ بیعت حضور ﷺ نے اس لیے فرمائی کہ حضور ﷺ کو علم تھا کہ آپ کے قتل کی خبر صحیح نہیں ہے اور یہ بیعت لینے میں حکمت یہ تھی کہ کفار مکہ مسلمانوں کے عزم مصمم کے بارے میں سن کر مرعوب ہو جائیں اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے خیال کو اپنے دل سے نکال دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس بیعت کی اطلاع جب اہل مکہ کو ملی تو ان کے اوسان خطا ہو گئے اور ان کی ہٹ دھرمی کافور ہو گئی اور سہیل بن عمرو کو صلح کے لیے روانہ کیا۔

طویل گفت و شنید کے بعد جب صلح کی شرائط پر اتفاق رائے ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھنا شروع کیا کہ یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے۔ رسول اللہ کا لفظ سن کر سہیل تڑپ اٹھا سارا جھگڑا تو یہی ہے اگر آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو آپ کی مخالفت کیوں کرتے۔ آپ لکھیں ''محمد بن عبداللہ'' چنانچہ حضور ﷺ نے حکم دیا: اے علی! میں محمد بن عبداللہ ہوں۔ آپ یہی الفاظ لکھ دیں اور محمد رسول اللہ مٹا دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھ سے یہ نہ ہو سکے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے دکھاؤ تم نے کہاں لکھا ہے۔ حضور ﷺ نے خود یہ الفاظ مٹا دیے۔ صلح نامہ حدیبیہ کا ترجمہ درج ذیل ہے:

اے اللہ تیرے نام سے۔ یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو نے صلح کی ہے۔ انہوں نے اس بات پر صلح کی ہے کہ دس سال تک فریقین میں جنگ نہیں ہوگی، لوگ امن سے رہیں گے اور کوئی کسی دوسرے پر دست درازی نہیں کرے گا، کوئی چوری اور خیانت کا ارتکاب نہیں کرے گا، ہم ایک دوسرے کے راز افشا نہیں کریں گے اور جس قبیلہ کی مرضی ہو وہ محمد (ﷺ) کے ساتھ معاہدہ کرے اور جس کی مرضی ہو وہ قریش کے ساتھ معاہدہ کرے، مکہ والوں میں سے جو شخص اپنے ولی کے اذن کے بغیر محمد (ﷺ) کے پاس آئے گا تو آپ اسے واپس کر دیں گے اور اگر حضور ﷺ کے اصحاب سے کوئی آدمی قریش کے پاس آئے گا تو وہ واپس نہیں کریں گے اور محمد (رسول اللہ) اس سال اپنے صحابہ سمیت واپس چلے جائیں گے اور آئندہ سال اپنے صحابہ سمیت عمرہ ادا کرنے کے لیے

Marfat.com

آئیں گے اور مکہ میں تین روز قیام کریں گے اور تلوار کے بغیر ان کے پاس اور کوئی ہتھیار نہ ہوگا اور تلواریں بھی نیاموں میں بند ہوں گی۔

اس معاہدہ کے بعد حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے احرام کھول دیئے، قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا، آپ نے سر مبارک کا حلق کرایا، گیسوہائے مبارک پاس ہی ایک درخت تھا اس پر ڈال دیئے گئے، لوگ آتے تھے یہ موئے مبارک لے جاتے تھے جس کے پاس زیادہ ہوتے وہ دوسروں کو بھی دے دیتا۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے بھی کافی موئے مبارک لے لئے، ان کا یہ معمول تھا کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا تو آپ ان گیسوؤں کو دھوتیں اور یہ دھوون اس بیمار کو پلاتیں وہ بیمار اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور دھوون کی برکت سے شفایاب ہو جاتا۔

اس معاہدہ کی بعض شرائط مسلمانوں کو پسند نہ تھیں مگر تھوڑے عرصہ کے بعد جب اس کے اثرات ظاہر ہونے لگے تو مسلمانوں کا اضطراب ختم ہوگیا کیونکہ کفار مکہ نے ان شرائط کو مان کر مسلمانوں کی آزاد حیثیت کو گویا تسلیم کرلیا تھا۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان حالت جنگ کی کیفیت ختم ہوئی اور آنے جانے پر پابندیاں اٹھ گئیں۔ تبلیغ اسلام کی رفتار بڑھ گئی۔ کئی قبائل نے اسلام قبول کرلیا۔

اس سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہیوں کی تعداد 1400 کے قریب تھی اور دو سال بعد جب فتح مکہ کے لیے آپ روانہ ہوئے تو دس ہزار کا لشکر جرار تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں کوئی فتح، فتح حدیبیہ سے بڑی نہیں لیکن لوگوں کی عقلیں اس راز کو سمجھنے سے قاصر تھیں۔ جو محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے رب تعالیٰ کے درمیان تھا۔ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضور ﷺ کے موئے مبارک اپنی آنکھوں پر رکھتا تھا اس وقت مجھے حضرت سہیل کا وہ انکار یاد آ گیا جو حدیبیہ کے دن 'محمد رسول اللہ' لکھنے سے کیا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی جس نے اس کو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی۔

حضور انور ﷺ نے حدیبیہ میں بیس دن قیام فرمایا۔ آپ ﷺ کے ساتھ 1400

Marfat.com

کے قریب صحابہ کرام، ان کی سواریاں اور قربانی کے جانور تھے، شدید گرمی کا موسم تھا اور حدیبیہ کے تمام کنویں خشک تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام گھبرا کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ کے سامنے ایک چھوٹے سے برتن میں تھوڑا سا پانی تھا جس سے حضور ﷺ وضو فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام نے عرض کی۔ اس وقت پورے لشکر میں سوائے اس تھوڑے سے پانی کے جو آپ کے سامنے وضو کے لیے موجود ہے اور کہیں پانی کا نام ونشان تک نہیں۔ شدت پیاس سے مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ کی انگلیوں سے یوں پانی ابلنے لگا جس طرح چشموں سے پانی ابلتا ہے سب لوگوں نے پانی پیا اور وضو بھی کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس روز ہماری تعداد 1400 کے قریب تھی اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو بھی حضور ﷺ کی انگلیوں سے نکلنے والا پانی کافی تھا۔

حضور ﷺ ایک خشک کنویں کی منڈھیر پر تشریف لے گئے پانی منگوایا اس سے کلی فرمائی اور دعا مانگی پھر وہ پانی اس کنویں میں ڈال دیا کچھ دیر کے بعد وہ کنواں لبالب پانی سے بھر گیا خود سیر ہو کر پیا، سواریوں کو پلایا۔ یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ مسلمانوں نے یہاں سے کوچ کیا آخری وقت تک وہ کنواں بھرا رہا۔

شجرہ بیعت

وہ درخت جس کے نیچے بیٹھ کر رحمت عالم ﷺ نے یہ بیعت لی اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی حکمت کے تحت اس کو غائب کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوبارہ گزر جب اس جگہ سے ہوا تو آپ نے صحابہ کرام سمیت وہ درخت تلاش کرنے کی کوشش کی۔ جب لوگوں کو اس درخت کی جگہ میں اختلاف بڑھا تو آپ نے فرمایا۔ چلو آگے چلو! وہ درخت غائب کر دیا گیا ہے مگر بعد میں جب آپ کو پتہ چلا کہ کچھ لوگ کسی دوسرے درخت کو شجرہ بیعت سمجھنے لگے تھے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو کاٹنے کا حکم دے دیا۔

Marfat.com

سوالات

۱۔ عروہ بن مسعود ثقفی نے اہل مکہ کو کیا مشورہ دیا؟

۲۔ کن شرائط پر صلح نامہ حدیبیہ طے پایا؟

۳۔ بیعت رضوان کا پس منظر کیا تھا؟

۴۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے طواف کعبہ کرنے سے کیوں معذرت کی؟

۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شجرہ بیعت کو کیوں کٹوا دیا؟

Marfat.com

شاہان عالم کو دعوت اسلام

ہجرت کے ساتویں سال آپ ﷺ نے مختلف بادشاہوں کو اپنے خطوط بھجوائے جن میں بڑے سادہ اور دل نشین انداز میں انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی۔ ان خطوط کو سربمہر کرنے کے لیے آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا اس میں محمد رسول اللہ (ﷺ) کے کلمات طیبات بایں صورت کندہ کرائے۔

اللہ

رسول

محمد

سب سے اوپر 'اللہ' جل جلالہ کا اسم مبارک، درمیان میں 'رسول' اور نیچے نام نامی 'محمد' ﷺ

رحمت عالم کا یہ بھی معجزہ تھا کہ آپ نے جس قاصد کو جس ملک کے حکمران کی طرف روانہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کو اس ملک کی زبان کا ماہر بنا دیا تاکہ بے تکلفی سے وہ اظہار مدعا کر سکے۔

حبشہ کا بادشاہ نجاشی

نجاشی نے حضور ﷺ کا مکتوب بڑے ادب و احترام سے وصول کیا اور اپنی آنکھوں پر رکھا اور پڑھ کر کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ (ﷺ) ہی وہ نبی امی ہیں جن کا اہل کتاب انتظار کر رہے ہیں میں آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لایا ہوں۔ ان کی وفات 9 ہجری میں ہوئی اور حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

سلطنت رومہ کا بادشاہ ہرقل

ہرقل نے جب حضور ﷺ کا گرامی نامہ پڑھا تو جلال نبوت سے اس قدر مرعوب ہو گیا کہ اس کی پیشانی سے پسینے کے قطرے ٹپکنے لگے وہ حضور ﷺ کے قاصد کو تنہائی میں لے گیا اور انہیں کہا کہ بخدا میں جانتا ہوں کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔

Marfat.com

ہماری کتابوں میں ان کی ساری صفات مذکور ہیں لیکن مجھے ڈر ہے اگر میں ان پر ایمان لانے کا اعلان کروں گا تو رومی مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ ہرقل نے نبی کریم ﷺ کے گرامی نامہ کو سونے کی ایک نلکی میں بڑے اہتمام سے محفوظ کر دیا اور قیصر کے وارث سارے رومی بادشاہ اس گرامی نامہ کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے رہے اور ہمیشہ بڑے معزز مقام پر رکھا کرتے تھے۔

مصر کا بادشاہ مقوقس

مقوقس نے حضور ﷺ کا گرامی نامہ بڑے ادب سے وصول کیا۔ ہاتھی دانت کی ایک خوبصورت ڈبیا میں اس کو محفوظ کر لیا۔ اور جواباً عریضہ تحریر کیا کہ مجھے اس بات کا علم تھا کہ ایک نبی کی آمد ہوگی لیکن میرا خیال تھا کہ وہ ملک شام سے ظاہر ہوگا لیکن اب وہ عرب سے مبعوث ہوئے ہیں۔ میری قوم اس دین کو قبول نہیں کرے گی۔ اگر میں اسلام قبول کرلوں تو مجھے یہاں کے تاج وتخت سے دستبردار ہونا پڑے گا جسے میں پسند نہیں کرتا۔

ایران کا بادشاہ پرویز

پرویز نے جب حضور ﷺ کا خط پڑھا تو فرط غضب سے آپے سے باہر ہو گیا اور ہرزہ سرائی کرتے ہوئے خط کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضور ﷺ کو جب اس کی گستاخی کے بارے میں عرض کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے میرے گرامی نامہ کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ملک کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ چند دن بعد پرویز کے بیٹے نے رات کے وقت باپ کے پیٹ میں چھرا گھونپ کر قتل کر دیا اور بیٹا خود تخت ایران کا مالک بن گیا۔

سوالات

۱۔ مہر نبوت کے الفاظ کیا تھے اور کس ترتیب سے لکھے ہوئے تھے؟

۲۔ حضرت نجاشی کے اسلام لانے کا تذکرہ کریں؟

۳۔ ہرقل اور مقوقس نے اسلام لانے سے معذرت کیوں کی؟

۴۔ پرویز نے حضور ﷺ کے گرامی نامہ کی توہین کی تو اس کا کیا حشر ہوا؟

Marfat.com

غزوۂ خیبر

حدیبیہ سے واپسی پر حضور ﷺ کو اطلاع ملی کہ خیبر کے یہودی دیگر مشرک قبائل کے ساتھ مل کر مدینہ طیبہ پر چڑھائی کا پروگرام بنا رہے ہیں چنانچہ حضور ﷺ 1600 صحابہ کرام کو لے کر محرم ۷ ھ کو خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ اگرچہ مدینہ طیبہ سے خیبر کی مسافت 156 کلومیٹر تھی مگر لشکر اسلام نے یہ طویل سفر تین دنوں میں طے کر لیا۔ خیبر کے یہودیوں نے مختلف آبادیوں میں کئی قلعے بنا رکھے تھے جب انہوں نے لشکر اسلام کو خیبر میں داخل ہوتے دیکھا تو سب یہودی اپنے اپنے قلعوں میں داخل ہو کر مورچہ بند ہو گئے۔

حضور ﷺ نے مجاہدین اسلام کے چھوٹے چھوٹے دستے ترتیب دیئے اور ہر دستہ کو ایک ایک قلعہ کے لیے مخصوص کر دیا۔ مقصد یہ تھا کہ ہر قلعہ کے مکین اپنے دفاع میں مصروف رہیں اور اپنی بکھری ہوئی طاقت کو متحد کر کے لشکر اسلام کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ لشکر اسلام کا بڑا حصہ اپنی طاقت ایک قلعہ پر مرکوز کر کے حملہ آور ہوتا۔ اس کو فتح کرنے کے بعد یہی لشکر دوسرے قلعے پر حملہ کرتا اور دیگر مختصر دستے دوسرے قلعوں کے مکینوں کو اپنا بچاؤ کرنے میں مصروف رکھتے۔

سب سے پہلے لشکر اسلام نے قلعہ ناعم کا محاصرہ کیا۔ اس روز نبی کریم ﷺ گھوڑے پر سوار تھے اور سر مبارک پر خود سجایا ہوا تھا، دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں، ہاتھوں میں نیزہ اور ڈھال تھی، یہودی لشکر اسلام پر تیر برساتے رہے اور مسلمان انہی تیروں کو چن چن کر یہودیوں کی طرف لوٹاتے رہے۔ کئی روز کی شدید جنگ کے باوجود یہ قلعہ فتح نہ ہوا۔ آخر ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا کل یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس قلعہ کو فتح فرمائے گا۔

حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی سب مجاہدین نے سن لیا۔ ان کی یہ رات پیچ و تاب

Marfat.com

کھاتے گزری ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ سعادت اس کو نصیب ہو۔ جب صبح ہوئی تو سارے مجاہدین بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ سب یہ جاننے کے لیے از حد بے قرار تھے کہ وہ کون خوش نصیب ہے جس کو آج پرچم عطا کیا جائے گا۔ اس روز جب حضور ﷺ نماز جمعہ ادا فرما چکے تو جھنڈا منگوایا اور کھڑے ہو کر اعلان فرمایا۔ علی کہاں ہے؟ عرض کی گئی ان کی دونوں آنکھیں دکھتی ہیں اس لیے وہ خیمے میں ہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں بلا بھیجا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لیے میں گیا۔ حضرت علی کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی میں حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ رحمت عالم نے پوچھا۔ علی! تمہیں کیا ہوا؟ عرض کی یا رسول اللہ! آنکھیں دکھنے لگی ہیں اور مجھے اپنے سامنے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک آجاؤ۔ سیدنا علی فرماتے ہیں میں نزدیک ہوا۔ حضور ﷺ نے میرا سر اپنی گود مبارک میں رکھا پھر اپنا لعاب دہن ہاتھوں میں لگا کر میری آنکھوں پر ملا تو میں اسی وقت صحت یاب ہو گیا گویا مجھے کبھی آشوب چشم کی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔ اس لعاب دہن کی برکت سے ساری عمر آپ کی آنکھوں کو کبھی تکلیف نہ ہوئی پھر حضور ﷺ نے انہیں پرچم عطا فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ کے سامنے جا کر اپنا جھنڈا گاڑ دیا۔

یہودیوں کی طرف سے مرحب (جو تنہا ایک ہزار آدمی کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا تھا) اپنی تلوار ہوا میں لہراتا ہوا میدان میں نکلا۔ اس نے یہ رجز پڑھتے ہوئے مسلمانوں کو دعوت مبارزت دی:

قد علمت خیبر انی مرحب　　　　شاکی السلاح بطل مجرب

(خیبر کے در و دیوار جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں، ہتھیاروں سے مسلح ہوں، بہادر ہوں اور تجربہ کار ہوں)

شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ میں یہ رجز پڑھتے ہوئے میدان میں اترے:

انا الذی سمتنی امی حیدرا　　　　کلیث غابات کریہ المنظر

Marfat.com

(میں وہ ہوں جس کا نام اس کی ماں نے حیدر رکھا ہے۔ جنگل کے شیروں کی طرح میں بڑا خوفناک ہوں)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذوالفقار حیدری کا وار مرحب کے سر پر کیا۔ آپ کی تلوار اس کے فولادی خود کو کاٹتی ہوئی اس کے دانتوں تک اتر گئی۔ پھر آپ نے اس کے سر کو کاٹ کرتن سے جدا کر دیا۔ مرحب کے مرنے کے بعد یہودیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور معمولی کی لڑائیوں کے بعد سارے قلعے آہستہ آہستہ فتح ہو گئے۔ غزوہ خیبر میں پندرہ مسلمان شہید ہوئے اور یہودیوں کے ترانوے (93) مرد قتل ہوئے۔

رجوع آفتاب

فتح خیبر کے بعد جب لشکر اسلام واپس آرہا تھا تو ایک روز حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری تھی۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی نماز عصر ادا نہیں کی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ سرور عالم ﷺ نے چشم مبارک کھولی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ اے علی! کیا تم نے نماز عصر ادا کی ہے؟ آپ نے عرض کی نہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی

''اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں مصروف تھا۔ پس ڈوبے ہوئے سورج کو لوٹا دے تاکہ وہ نماز ادا کر سکے''۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خود سورج کو ڈوبتے ہوئے دیکھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ غروب ہونے کے بعد وہ طلوع ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے آپ نے وضو کیا۔ عصر کی نماز ادا کی پھر سورج غروب ہوا۔

غزوہ ذات الرقاع

بنی انمار اور بنی سعد نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کیں جب حضور ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ چار پانچ سو مجاہدین کو لے کران کے علاقہ میں پہنچے تو وہ

Marfat.com

لوگ بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اور اس طرح اپنی شکست تسلیم کر لی۔ اس سفر میں حضور ﷺ پندرہ دن تک مدینہ منورہ سے باہر رہے۔ اس سفر میں اتنے معجزات رونما ہوئے کہ اس غزوہ کا نام 'غزوۃ الاعاجیب' مشہور ہو گیا۔ ان میں سے چند معجزات کا ذکر تقویت ایمان کا باعث ہوگا۔

ا۔ ایک روز قیلولہ کرنے کے لیے حضور ﷺ اور مجاہدین اسلام اپنی سواریوں سے نیچے اترے۔ جہاں کسی کو گھنا سایہ نظر آیا وہاں ستانے کے لیے لیٹ گیا۔ رحمت عالم ﷺ بھی ایک درخت کے سایہ میں استراحت فرما ہوئے اور اپنی تلوار درخت کی ایک شاخ سے آویزاں کر دی۔ بہت جلد سب لوگ خواب راحت کے مزے لوٹنے لگے۔ اچانک حضور ﷺ کی آواز بلند ہوئی۔ صحابہ کرام دوڑ کر پہنچے تو دیکھا کہ حضور ﷺ کے قریب ایک بدو بیٹھا ہوا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا میں سو رہا تھا یہ بدو آیا اور میری تلوار نیام سے نکال لی۔ میں جاگا تو یہ برہنہ تلوار لہرا رہا تھا یہ کہنے لگا۔ بتاؤ! تمہیں میری تلوار سے کون بچائے گا؟ میں نے جواب دیا 'میرا اللہ مجھے بچائے گا' اس جواب سے وہ ایسا مرعوب ہوا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ رحمت عالم ﷺ نے تلوار اٹھائی اور پوچھا۔ اب بتا تجھے میرے وار سے کون بچائے گا؟ اس نے معافی کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے اسے معاف کر دیا اور چلے جانے کی اجازت دے دی۔ جب وہ اپنی قوم کے پاس پہنچا تو بے ساختہ کہنے لگا۔ میں آج اس شخص کے پاس سے آیا ہوں جو تمام لوگوں میں سے بہترین ہے۔

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ ذات الرقاع سے واپسی پر ہم نے دیکھا ایک اونٹ تیزی سے آ رہا ہے اور بڑبڑا رہا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا تمہیں پتہ چلا کہ اونٹ نے کیا کہا؟ اس نے مجھ سے مدد مانگی ہے کہ میں اس کے مالک سے اس کی سفارش کروں۔ اونٹ نے کہا کہ میں نے سالہا سال اس کی زمین میں ہل چلایا ہے۔ اب یہ مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جابر جاؤ اور اس کے مالک کو بلا لاؤ۔ میں

Marfat.com

نے عرض کی کہ میں تو اس کے مالک کو نہیں پہچانتا فرمایا یہ اونٹ خود تمہاری رہنمائی کرے گا۔ اونٹ میرے آگے آگے چل پڑا مجھے وہاں لے گیا جہاں اس کا مالک بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اسے بلا کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی سفارش فرمائی۔

۳۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل واقعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ ذات الرقاع میں سفر کر رہے تھے کہ ہم ایک سبز وادی میں اترے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ میں نے لوٹے میں پانی بھرا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ دور جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر ادھر دیکھا کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے پردہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کریں۔ وادی کے کنارے پر دو درخت تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی ایک ٹہنی کو پکڑ کر فرمایا اے درخت! اللہ تعالیٰ کے اذن سے میری اطاعت کر وہ درخت فوراً فرمانبردار اونٹ کی طرح پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے درخت کے پاس پہنچے تو اس کی ایک ٹہنی کو پکڑ کر اسے بھی وہی حکم دیا چنانچہ وہ بھی فرمانبردار اونٹ کی طرح پیچھے پیچھے چل پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اس مسافت کے نصف میں پہنچے تو دونوں درختوں کی ٹہنیوں کو آپس میں جوڑ دیا چنانچہ وہ دونوں ٹہنیاں آپس میں جڑ گئیں۔ ان کی اوٹ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس واپس تشریف لائے تو وہ دونوں درخت ایک دوسرے سے جدا ہو کر اپنی پہلی جگہوں پر پہنچ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے پاس پہنچے تو مجھ سے دریافت فرمایا۔ اے جابر! تم نے میرے مرتبہ کو دیکھا؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ!

۴۔ اسی طرح کی ایک روایت بزاز نے بھی بیان کی ہے کہ: ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے کوئی ایسی علامت دکھائیں جو اس بات کی ؟دت دے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔ وہ سامنے درخت دیکھ رہے ہو۔ وہاں جاؤ درخت سے کہو کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں یاد فرما

Marfat.com

رہے ہیں۔ وہ اعرابی اس درخت کے پاس گیا اور یہ پیغام اسے سنایا۔ وہ سنتے ہی دائیں بائیں جھکا، اپنی جڑیں کھینچیں اور زمین کو چیرتا ہوا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ السلام علیک یارسول اللہ! اس اعرابی کو یہ معجزہ دیکھ کر حضور ﷺ کی رسالت کا یقین ہو گیا اس نے عرض کی۔ اب اس درخت کو حکم دیجئے کہ اپنی پہلی جگہ پر چلا جائے۔ چنانچہ وہ درخت لوٹ گیا اور اس کی جڑیں زمین میں گڑ گئیں۔

یہ معجزہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں آپ کو سجدہ کروں حضور ﷺ نے فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ پھر اس اعرابی نے عرض کی۔ یارسول اللہ! اگر سجدہ کی اجازت نہیں دیتے تو مجھے اجازت دیں تاکہ میں حضور ﷺ کے دونوں بابرکت ہاتھوں اور قدمین شریفین کو بوسہ دوں۔ حضور ﷺ نے اسے دست بوسی اور قدم بوسی کی اجازت عطا فرمائی۔

حضرت امام بوصیری نے کیا خوب فرمایا:

جاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً تَمْشِي اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمِ

(حضور ﷺ کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے قدموں کے بغیر اپنی پنڈلیوں کے سہارے چلتے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے)

۵۔ ایک روز حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے جابر! لوگوں میں اعلان کرو کہ سب وضو کر لیں لیکن کسی کے پاس ایک قطرہ پانی کا نہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فلاں انصاری کے پاس جاؤ ممکن ہے اس کی مشک میں کچھ پانی ہو۔ چنانچہ چند قطرے وہاں سے پانی کے ملے میں نے وہ حاضر خدمت کیے۔ پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بڑا پیالہ لے آؤ۔ چنانچہ میں ایک بڑا پیالہ لے آیا اور حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں پھیلا دیا پھر مجھے حکم دیا کہ پانی کے چند قطرے میرے ہاتھ پر انڈیل دو اور بسم اللہ شریف پڑھو۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی انگشت ہائے مبارک سے پانی کے

Marfat.com

فوارے بہنے لگے یہاں تک کہ سارے لشکر نے سیر ہو کر پانی پیا۔ جب سیر ہو چکے تو حضور ﷺ نے اس پیالے سے اپنا دست مبارک نکالا۔ وہ پیالہ اب بھی لبالب بھرا ہوا تھا۔

عمرۃ القضاء

گزشتہ سال ذیقعد 6 ھ میں رحمت عالم ﷺ اپنے چودہ سو صحابہ کی معیت میں عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تھے مگر اہل مکہ نے عمرہ کرنے کی اجازت نہ دی یہاں تک کہ فریقین میں حدیبیہ کا معاہدہ طے پایا۔ چنانچہ اس عمرہ کی قضا کے لیے ایک سال بعد ذی قعد کے مہینہ میں حضور ﷺ نے عمرہ ادا کرنے کی لیے تیاری فرمائی۔ گزشتہ سال جو لوگ ہمراہ تھے ان کو تیاری کا حکم ملا۔ ان کے علاوہ بھی کئی حضرات اپنے آقا ﷺ کی معیت میں عمرہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ چنانچہ کل تعداد دو ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے ساتھ مسجد نبوی کے دروازہ سے ہی عمرہ کا احرام باندھا اور بآواز بلند تلبیہ کہنا شروع کر دیا۔ ذی الحجہ کی چار تاریخ کو صبح سویرے یہ نورانی قافلہ حرم مکہ میں پہنچ گیا۔ قریش کے سردار مکہ چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گئے تاکہ ان کی آنکھیں سرور عالم ﷺ کو نہ دیکھیں۔ از راہ حسد وعناد انہیں یہ بھی گوارا نہ تھا کہ وہ حضور ﷺ کا رخ انور دیکھیں۔

یثرب کے بخار نے مجاہدین اسلام کو لاغر و کمزور کر دیا تھا مگر حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کریں یعنی کندھے اٹھا کر، سینے پھیلا کر، تیز تیز قدم اٹھا کر چلو تاکہ دشمنوں پر تمہارا رعب بیٹھے اور ہیبت جم جائے۔ مسلمانوں کی یہ چال ڈھال دیکھ کر کفار مکہ کی وہ غلط فہمی دور ہو گئی کہ یثرب کی آب و ہوا نے مسلمانوں کو کمزور و ناتواں بنا دیا ہے۔ معاہدہ کے مطابق مسلمانوں نے تین دن مکہ میں قیام فرمایا اور چوتھے روز مکہ سے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔

سوالات

۱۔ قلعہ ناعم کیسے فتح ہوا؟
۲۔ رجوع آفتاب کا پس منظر کیا تھا؟
۳۔ اونٹ کی شکایت کا واقعہ بیان کریں؟
۴۔ قیلولہ کے دوران بدو کا حملہ بیان کریں؟

Marfat.com

جنگ موتہ

اسلام کا روح پرور پیغام جب جزیرہ عرب کی سرحدوں سے باہر پھیلنے لگا تو قیصر روم نے اسلام کو مٹانے کے لیے لشکر تیار کرنا شروع کر دیا۔ شام کے علاقہ میں قیصر روم کے مقرر کردہ گورنر نے حکم جاری کر رکھا تھا کہ جو شامی اسلام قبول کرے اسے قتل کر دیا جائے نیز قیصر کے ایک رئیس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک قاصد (حضرت حارث بن عمیر) کو موتہ کے مقام پر قتل کر دیا۔ کسی قاصد کو قتل کرنا کسی ملک میں بھی جائز نہ تھا۔ اس نے بغیر کسی اشتعال کے ایک سفیر کو قتل کیا تھا یہ ایک ناقابل معافی جرم تھا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے شہید صحابی کا انتقام لینے کے لیے تین ہزار مجاہدین تیار کئے اور انہیں فرمایا:

''اس لشکر کا سپہ سالار زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہوگا۔ اگر یہ شہید ہو جائیں تو پھر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس لشکر کی کمان سنبھالیں گے۔ اگر وہ بھی جام شہادت نوش کرلیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ مجاہدین کی قیادت کریں گے اور اگر یہ بھی راہ حق میں قتل کر دیئے جائیں تو پھر مسلمان جس کو منتخب کریں وہ ان کا امیر ہوگا''۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کا پرچم اپنے دست مبارک سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور مجاہدین کو وصیت کی کہ سب پہلے حضرت حارث شہید کے مزار پر حاضری دیں اور وہاں جتنے لوگ ہیں ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں اگر وہ اس دعوت کو قبول کرلیں تو بہت بہتر ورنہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے ان سے جنگ کریں۔ اگر نوبت جنگ کی آجائے تو درج ذیل آداب جنگ کا خاص خیال رکھیں:

☆ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کے منکروں کے ساتھ جنگ کرو۔

☆ کسی کے ساتھ دھوکہ اور بد دیانتی نہ کرو۔

☆ کسی بچے اور عورت کو مت قتل کرو۔

Marfat.com

☆ کسی بوڑھے اور خانقاہ نشین کو تہ تیغ مت کرو۔

☆ کسی درخت اور مکان کو نقصان نہ پہنچاؤ۔

مجاہدین اسلام کو جب اطلاع ملی کہ ہرقل نے دولاکھ کا لشکر جرار تیار کر رکھا ہے جب کہ اسلامی فوج کی تعداد صرف تین ہزار تھی۔ صحابہ کرام نے صلاح مشورے شروع کئے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس صورت حال سے آگاہ کیا جائے اور ان کے ارشاد کا انتظار کیا جائے مگر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے خطاب نے سوچ و بچار کے دھارے بدل دیئے۔ آپ نے فرمایا:

> اے قوم! جس شہادت سے تم گھبرا رہے ہو اسی کی طلب میں تو تم گھروں سے نکلے ہو۔ ہم لوگوں کے ساتھ عدد، طاقت اور کثرت کے بل بوتے پر جنگ نہیں کیا کرتے۔ ہم تو اس دین کے بل بوتے پر جنگ کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں مشرف فرمایا ہے۔ اے اللہ کے بندو! چلو دو نیکیوں میں سے ایک نیکی تمہیں نصیب ہو جائے گی فتح یا شہادت۔ ؎

اس ایمان افروز خطاب کے بعد سب مجاہدین رومی لشکر کے مقابلہ میں صف آرا ہو گئے۔ دونوں لشکر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے داد شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ حضرت زید کے بعد اسلام کا پرچم حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تھاما ایک کافر نے تلوار سے آپ کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا لیکن آپ نے جھنڈے کو فوراً بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا دشمن نے آپ کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا تو آپ نے اسلام کا پرچم دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے سینہ کے ساتھ دبوچ لیا۔ خون نکلنے

؎ (گزشتہ چند صفحات برادر طریقت جناب حافظ محمد ارشد جمیل صاحب (لندن) کے مکان پر بارہ فروری 1999ء، بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز مغرب ضبط تحریر میں لائے گئے اور خوش قسمتی سے جگر گوشہ ضیاء الامت حضرت صاحبزادہ محمد فاروق بہاؤالحق شاہ صاحب بھی وہاں تشریف فرما تھے)

Marfat.com

سے آپ کی کمزوری کی انتہا ہوگئی تو دشمن نے تلوار سے آپ کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر جھنڈا اٹھا لیا اور داد شجاعت دیتے ہوئے اپنی پیاری جان اسلام کی خاطر قربان کر دی۔ شمع جمال محمدی کے ان تینوں پروانوں کو ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا۔ تا قیامت کروڑوں رحمتیں اور ان گنت برکتیں نازل ہوتی رہیں اس خطہ پاک پر جہاں اسلام کے یہ شیر آرام فرما ہیں۔ الٰہی! ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

حضور سرور دو عالم ﷺ کے نامزد تینوں سپہ سالار ایک ایک کر کے اپنی جانیں راہ حق میں قربان کر چکے تو مجاہدین نے پرچم اسلام کے لیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا نام منتخب کیا آپ نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے پرچم اسلام کو اٹھا لیا۔ اس روز حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں نو تلواریں یکے بعد دیگرے ٹوٹیں۔

نیز حضرت خالد بن ولید نے لشکر اسلام کی ترتیب بدل دی جس سے دشمن نے سمجھا کہ مسلمانوں کو تازہ کمک پہنچ گئی ہے لہٰذا رومیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگنے لگے۔ چنانچہ مسلمانوں نے بے شمار رومی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بہت سا مال غنیمت اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اس جنگ میں صرف بارہ مسلمان شہید ہوئے اور بقیہ مجاہدین بخیر و عافیت واپس مدینہ پہنچ گئے۔

مدینہ طیبہ سے بہت دور کفر و اسلام کے لشکروں میں گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اسلام کا مختصر لشکر رومیوں کے ان گنت سپاہیوں پر قیامت برپا کر رہا تھا ادھر مسجد نبوی میں حضور ﷺ نے اہم خطاب کے لیے منادی کرائی۔ اپنے پیارے آقا ﷺ کے ارشادات سننے کے لیے مدینہ کے لوگ پروانہ وار مسجد نبوی کی طرف چل پڑے۔ چند لمحوں میں مسجد نبوی بھر گئی۔ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ مبارک آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی ٹپکنے لگے اور فرمایا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے میدان جنگ آشکار فرما دیا۔ لشکر

Marfat.com

اسلام کے پہلے علمبردار حضرت زید نے جام شہادت نوش کیا پھر حضرت جعفر اور ان کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ شہید ہوئے۔ آخر میں اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (حضرت خالد بن ولید) نے پرچم اسلام اٹھایا یہاں تک کہ ان کی قیادت میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

ایک روز سرور عالم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ" حاضرین نے عرض کی۔ حضور ﷺ نے کس کو سلام کا جواب دیا ہے۔ فرمایا ابھی ابھی جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ میرے پاس سے گزرے اور انہوں نے مجھے سلام کہا اس کے جواب میں میں نے بھی انہیں سلام کہا۔

ایک اور موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں رات کو جنت میں گیا وہاں میں نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کی معیت میں پرواز کرتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کٹے ہوئے دو بازوؤں کے بدلے انہیں دو پر عطا فرمائے ہیں۔

سوالات

۱۔ جنگ موتہ میں مسلمانوں اور دشمنان اسلام کی تعداد کتنی تھی؟

۲۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ کا ایمان افروز خطاب اور اس کا پس منظر بیان کریں؟

۳۔ حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں میدان جنگ کے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟

۴۔ حضور ﷺ نے آداب جنگ کے متعلق کیا ہدایات جاری فرمائیں؟

Marfat.com

فتح مکہ

صلح نامہ حدیبیہ کی رو سے ہر قبیلہ اپنی دوستی میں آزاد تھا چنانچہ بنوکنانہ نے قریش کے ساتھ اور بنوخزاعہ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ دوستی کا معاہدہ طے کرلیا۔ قریش نے بنو کنانہ کے ساتھ مل کر عہد شکنی کی اور رات کی تاریکی میں مسلمانوں کے حلیف بنوخزاعہ پر اچانک حملہ کر دیا۔ وہ اپنی جانیں بچانے کے لیے حدود حرم میں داخل ہوئے مگر حملہ آوروں نے حدود حرم کا بھی پاس نہ کیا اور ان کو بے دریغ قتل کرتے رہے۔

بنوخزاعہ کے وفد نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر قریش کی عہد شکنی اور ظلم و تعدی کی داستان سنائی تو حضور ﷺ نے ضمرہ نامی اپنے ایک صحابی کو اہل مکہ کی طرف روانہ کیا تاکہ ان کے سامنے یہ تجاویز پیش کریں۔

۱۔ بنوخزاعہ کے مقتولوں کی دیت ادا کریں۔

۲۔ بنوبکر سے اپنی دوستی کا معاہدہ ختم کریں۔

۳۔ صلح حدیبیہ کو اعلانیہ طور پر کالعدم قرار دیدیں۔

حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ نے مکہ پہنچ کر قریش کے سامنے یہ تین تجاویز پیش کیں تو قریش نے کہا پہلی دو تجاویز ہمارے لیے قابل قبول نہیں البتہ تیسری تجویز ہمیں منظور ہے۔ ہم اعلانیہ صلح حدیبیہ کو ختم کرتے ہیں۔ جب حضور ﷺ کو اس صورت حال کا علم ہوا تو آپ دس ہزار کا لشکر جرار لے کر دس رمضان المبارک 8ھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مکہ کے قریب پہنچ کر رات بسر کرنے کے لیے لشکر اسلام نے مرالظہران میں قیام کیا اور ہر شخص کو اپنے اپنے پڑاؤ کے سامنے آگ جلانے کا حکم ملا چنانچہ دس ہزار چولہوں سے ساری وادی جگمگ جگمگ کرنے لگی۔ ابوسفیان اور حکیم بن حزام کا گزر اس طرف سے ہوا تو بے شمار خیمے دیکھ کر گھبرا گئے۔

مجاہدین اسلام نے ان کو پکڑ کر بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اگرچہ ان کے دل اسلام کی طرف مائل نہ تھے مگر

Marfat.com

حالات نے انہیں اسلام قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔ اسلام لانے کے بعد حضرت ابوسفیان نے اہل مکہ کے لیے امان کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گیا اس کے لیے امان ہے جو حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو گا اسے بھی امان ہے۔ جو مسجد میں داخل ہو جائے گا اس کو بھی امان ہے۔ جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیا اس کو بھی امان ہے۔

حضرت ابوسفیان لشکر اسلام سے پہلے مکہ چلے آئے اور اعلان کیا ''اے اہل مکہ! اسلام قبول کر لو بچ جاؤ گے۔ یہ حضور ﷺ آ گئے ہیں۔ ان کے ساتھ اتنا بڑا لشکر ہے جس کے مقابلہ کی تم تاب نہیں لا سکتے اور ساتھ ہی حضور ﷺ کی عطا کردہ امان کا اعلان کر دیا کہ گھر میں داخل ہو کر اپنا دروازہ بند کر دو آپ پر کوئی دست درازی نہیں ہو گی''۔

حضور ﷺ نے دس ہزار لشکر اسلام کو مختلف قائدین کی قیادت میں تقسیم کر دیا اور مختلف اطراف سے مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ تاکید بھی فرمائی کہ وہ اپنی تلواریں بے نیام نہ کریں جب تک کفار ان پر حملہ کرنے میں پہل نہ کریں۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولید کے علاوہ جتنے سپہ سالار مکہ میں اسلامی مجاہدوں کے ساتھ داخل ہوئے کسی نے ان پر حملہ کرنے کی جسارت نہ کی۔ البتہ حضرت خالد بن ولید جس طرف سے مکہ میں داخل ہوئے وہاں قریش نے آپ کے گروہ پر تلواروں سے حملہ کر دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جوابی کارروائی کرنے کی اپنے مجاہدین کو اجازت دے دی۔ چشم زدن میں کفار کے پندرہ آدمیوں کی لاشیں خاک وخون میں لوٹنے لگیں۔ اس جھڑپ میں مسلمانوں کے صرف دو آدمی شہید ہوئے۔

رمضان شریف کی بیس تاریخ اور پیر کا دن تھا۔ سرور عالم ﷺ اپنے دس ہزار مجاہدین کے ساتھ بیت اللہ شریف کے قریب پہنچ کر نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں۔ فرزندان اسلام نے اس کے جواب میں نعرہ تکبیر اس جوش وخروش سے بلند کیا کہ مکہ کے در ودیوار اور کوچہ وبازار لرز گئے۔ امام الانبیاء ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ شریف کا طواف شروع کیا۔ اس

Marfat.com

وقت کعبہ شریف کے ارد گرد اوپر تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ ہادی برحق ﷺ اپنی چھڑی سے ان بتوں کی طرف اشارہ فرما رہے تھے جس بت کی طرف اشارہ ہوتا وہ منہ کے بل زمین پر اوندھا گر پڑتا۔ بیت اللہ شریف کے دروازے کے پاس ان کا ایک بہت بڑا بت ہبل نصب تھا۔ حضور ﷺ جب طواف کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچے تو اس صنم اکبر کو توڑنے کا حکم صادر فرمایا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس وقت حضرت ابوسفیان سے کہا۔ اے ابوسفیان! ذرا دیکھو اپنے اس جھوٹے خدا کا انجام۔ احد کے روز تم اسی کی مدد پر نازاں تھے اور اس کی بڑائی کے نعرے لگا رہے تھے۔

ابوسفیان بولے: آج ان باتوں کو رہنے دو۔ میں نے دیکھ لیا کہ اگر محمد ﷺ کے خدا کے بغیر کوئی اور خدا بھی ہوتا تو حالات وہ نہ ہوتے جو آج ہیں۔

بیت اللہ شریف کے طواف سے فراغت کے بعد جب حضور پرنور ﷺ اپنی ناقہ سے نیچے اترے تو لوگوں کا اتنا ہجوم تھا کہ صحن میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ لوگوں نے ہاتھوں کی تلیاں پھیلائیں اور ہتھیلیوں پر قدم مبارک رکھ کر حضور ﷺ نیچے اترے۔ پہلے مقام ابراہیم پر تشریف لے گئے اور طواف کی دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ پھر چاہ زمزم پر تشریف لے گئے حضور ﷺ نے آب زمزم نوش فرمایا اور وضو بھی کیا۔ جب حبیب خدا ﷺ وضو کرنے لگے تو جسم اطہر کو جو قطرہ چھو کر نیچے ٹپکتا صحابہ کرام بے تابانہ آگے بڑھ کر اسے اپنی ہتھیلیوں پر لیتے اور فوراً اسے اپنے چہروں اور سینوں پر مل لیتے۔ کفار مکہ بیت اللہ کے ارد گرد اکٹھے ہو چکے تھے۔ ادب و محبت کا یہ انداز دیکھ کر کفار مکہ بول اٹھے کہ کوئی سلطان زماں اس مقام پر نہیں پہنچ سکا۔ ایسا نظارہ نہ کبھی دیکھا نہ سنا۔ اس کے بعد حضور ﷺ کعبہ شریف کے اندر داخل ہوئے اور شکرانے کی نماز ادا فرمائی۔

عام معافی کا اعلان

اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجا لانے کے بعد جب آپ ﷺ کعبہ شریف سے باہر

Marfat.com

تشریف لائے تو فرمایا: اے گروہ قریش! تمہارا کیا خیال ہے میں تم سے کیسا سلوک کرنے والا ہوں۔ انہوں نے عرض کی۔ ہم اپنے کریم النفس بھائی سے خیر کی امید رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمائے۔ آج میری طرف سے تم پر کوئی گرفت نہیں۔ جاؤ چلے جاؤ میری طرف سے تم آزاد ہو۔

تاریخ انسانیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ذرا اس عفوودرگزر پر نظر ثانی کریں:

- ☆ یہ مژدہ ان بدزبان لوگوں کو سنایا گیا جنہوں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساحر، مجنون اور کذاب کہا تھا۔
- ☆ جن سنگدلوں نے شعب ابی طالب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین سال تک محصور رکھا تھا۔
- ☆ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کی سازش کی اور جبراً مکہ سے جلاوطن کیا تھا۔
- ☆ جنہوں نے مہاجر مسلمانوں کی جائیدادوں پر غاصبانہ قبضہ کرلیا تھا۔
- ☆ جن سفاکوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ ان کے کان، ناک کاٹے اور سینہ مبارک کو چاک کیا تھا۔
- ☆ جنہوں نے مدینہ کی ایک چھوٹی سی بستی پر دس ہزار کے لشکر جرار سے حملہ کیا تھا تاکہ مسلمانوں کا نام ونشان مٹادیں۔
- ☆ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمرہ کے لیے مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور اپنی من مانی شرائط پر صلح کا معاہدہ طے کرایا۔
- ☆ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیف قبیلہ بنوخزاعہ پر شب خون مارا اور حدود حرم میں بھی ان کا قتل عام جاری رکھا۔

عفوودرگزر کا جو بے مثال مظاہرہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انسانی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کریمی دیکھ کر اہل مکہ جوق در جوق آگے بڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کرنے لگے۔

Marfat.com

کعبہ کی چابی

ہجرت سے پہلے ایک روز نبی کریم ﷺ نے کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ سے کعبہ میں داخل ہونے کی اجازت مانگی مگر اس نے بڑے ناشائستہ انداز میں انکار کر دیا تو حضور ﷺ نے بڑی نرمی سے فرمایا:

اے عثمان! یاد رکھو ایک دن آنے والا ہے جب تو دیکھے گا کہ یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جس کو چاہوں گا عطا کروں گا۔

یہ سن کر عثمان بوکھلا گیا اور کہنے لگا۔ کیا اس روز قریش کی عزت و آبرو خاک میں مل چکی ہوگی۔ تبھی یہ انقلاب رونما ہو سکتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے عثمان! جس دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اس روز قریش ذلیل و خوار نہیں ہوں گے بلکہ ان کی عزت و آبرو کا آفتاب نصب النہار پر چمک رہا ہوگا۔ عثمان کہتا ہے کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد میری لوح قلب پر نقش ہو گیا۔

جس روز مکہ فتح ہوا۔ رحمت عالم ﷺ کے حکم سے عثمان نے کعبہ کی چابی پیش کی تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! تمہیں وہ دن یاد ہے جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ ایک روز چابی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جس کو چاہوں گا عطا کر دوں گا۔ عثمان نے عرض کی: یا رسول اللہ! بے شک آپ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ نے وہ چابی عثمان کو عطا کرتے ہوئے فرمایا: اے عثمان! یہ کلید میں صرف تمہیں نہیں دے رہا بلکہ قیامت تک آنے والی تیری نسلوں کو بخش رہا ہوں۔ میری عطا کی ہوئی یہ کلید جو تم سے چھینے گا وہ ظالم ہوگا۔ چودہ صدیاں بیت چکی ہیں ابھی تک وہ کلید جو مصطفی ﷺ نے انہیں دی تھی۔ انہی کی نسل میں ہے۔

حضرت فضالہ بن عمیر رضی اللہ عنہ کا مشرف باسلام ہونا

فتح مکہ کے بعد فضالہ حرم شریف آئے۔ دیکھا نبی کریم ﷺ طواف میں مصروف ہیں

Marfat.com

اس نے ارادہ کیا جب میں پاس سے گزروں گا تو خنجر سے حضور ﷺ پر حملہ کر کے آپ کی زندگی کے چراغ کو بجھادوں گا۔ جب وہ قریب پہنچا تو مرشد برحق ﷺ نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ کیا تم فضالہ ہو؟ عرض کی ہاں میں فضالہ ہوں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنے جی میں کیا سوچ رہے تھے؟ اس نے جواب دیا۔ کچھ بھی نہیں۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا تھا۔ حضور ﷺ اس کا یہ بہانہ سن کر ہنس دیئے اور فرمایا:

فضالہ! اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو پھر اپنا دست مبارک اس کے سینہ پر رکھا تو فضالہ خود کہتا تھا۔ بخدا حضور ﷺ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھ کر جب اٹھایا تو میرے دل کی دنیا بدل گئی اور حضور ﷺ دنیا جہان سے مجھے محبوب معلوم ہونے لگے۔ اسی وقت اس نے بلا تامل اسلام قبول کر لیا۔ حضرت فضالہ کہتے ہیں کہ جب میں حرم شریف سے واپس گھر جا رہا تھا میرا گزر اس عورت کے پاس سے ہوا جس کے پاس بیٹھ کر میں خوش گپیاں کیا کرتا تھا جب میں چپکے سے اس کے پاس سے گزر گیا تو اس نے مجھے آواز دی۔ فضالہ! آؤ باتیں کریں۔ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میرا دین اس بات سے منع کرتا ہے۔

انصار کا وسوسہ

جب مکہ فتح ہو گیا اور اسلام کی عظمت کا پرچم اس کی نورانی فضاؤں میں لہرانے لگا تو انصار کو یہ خیال بار بار ستانے لگا کہیں ان کے محبوب رسول ﷺ انہیں چھوڑ کر اپنے پرانے وطن میں اقامت پذیر نہ ہو جائیں۔ ایک روز حضور ﷺ نے صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہو کر انصار کو فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ میری مدد فرمائی ہے جبکہ مکہ والوں نے مجھے چھوڑ دیا تھا۔ یہ فتح مبین تمہاری مخلصانہ مساعی کا نتیجہ ہے۔ میں تمہیں چھوڑ کر یہاں رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ میری زندگی اور میری موت تمہارے ساتھ ہوگی''۔

حضور ﷺ کے اس ارشاد کے بعد انصار کے بے قرار دلوں کو اطمینان ہو گیا اور سرکار دو عالم ﷺ نے جو فرمایا اسے عملی جامہ پہنا کر سب کو مطمئن کر دیا۔ فتح مکہ کے بعد سرکار دو

Marfat.com

عالم ﷺ نے پندرہ روز تک مکہ میں قیام فرمایا۔ مکہ کے نظم ونسق اور دیگر امور کا تسلی بخش اہتمام فرمایا اس عرصہ میں مکہ کے تقریباً تمام باشندوں نے اسلام قبول کرلیا۔

سوالات

۱۔ کون سی تاریخ کو مکہ فتح ہوا اور اس روز حضور ﷺ کے ساتھ کتنی فوج تھی؟

۲۔ اہل مکہ نے حضور ﷺ کے خلاف کیا کیا سازشیں کیں اور حضور ﷺ نے ان کے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟

۳۔ کعبہ کی چابی کا واقعہ تفصیل سے بیان کریں؟

۴۔ حضرت فضالہ کیسے مسلمان ہوئے؟

۵۔ انصار کے وسوسہ کو حضور ﷺ نے کس طرح زائل فرمایا؟

Marfat.com

غزوہ حنین

فتح مکہ کے بعد جزیرہ عرب کے بیشتر قبائل اسلام قبول کرنے لگے مگر مکہ کے قریب وادی حنین میں رہنے والے قبیلہ ہوازن نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ہوازن نے اپنے حلیف قبیلوں کو ترغیب دی اور تیس ہزار کا لشکر جرار لے کر میدان میں نکل آئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ دس ہزار مجاہدین تو مدینہ سے آئے تھے، دو تین ہزار نو مسلم ساتھ مل گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اہل مکہ سے سامان جنگ ادھار مانگا اور جنگی اخراجات پورے کرنے کے لیے درہم بھی قرض کے طور پر لیے اور دس شوال 8ھ کو حنین داخل ہوئے۔ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دلدل نامی اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم پر زرہ اور سر پر خود تھا۔

وادی حنین میں چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ہر پہاڑ میں گہری وادیاں، تنگ درے اور محفوظ کمین گاہیں ہیں۔ کفار نے اپنے آزمودہ کار تیر انداز ان کمین گاہوں میں بٹھا دیئے تاکہ جب مسلمانوں کا لشکر ان کی زد میں آجائے تو ان پر تیروں کا مینہ برسا دیں تاکہ مسلمانوں کا لشکر اپنے آپ کو بچانے کے لیے ادھر ادھر منتشر ہونے پر مجبور ہو جائے۔ چنانچہ مسلمانوں کا پہلا دستہ جن میں اکثریت نو مسلموں کی تھی جب ان پہاڑی دروں اور گھاٹیوں میں پہنچا تو کمین گاہوں میں چھپے ہوئے دشمن کے تیر اندازوں نے ان پر تیروں کی موسلا دھار بارش شروع کی تو نو مسلموں کے قدم اکھڑ گئے جن کو دیکھ کر بقیہ لشکر کا سنبھلنا بھی مشکل ہو گیا۔ ان سنگین حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کا سچا نبی استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑا رہا اور اعلان فرمایا:

اَنَا النَّبِیُّ لا کَذِبْ   اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

Marfat.com

میں اللہ کا سچا نبی ہوں اس میں ذرا جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے انصار کو پکارا۔ تھوڑی دیر میں تمام بکھرے ہوئے انصار ومہاجرین تلواریں لہراتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر ایسا حملہ کیا کہ دشمن بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال شجاعت اور عدیم المثال ثابت قدمی نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا اور کفار کی فتح کو شکست میں بدل دیا۔

جب مشرک شکست کھا کر بھاگے تو مسلمان ان کے تعاقب میں نکلے۔ بعض کو قتل کر دیا اور بعض کو قیدی بنا لیا یہاں تک کہ بنی ہوازن میں سے ایک شخص نے مسلمان ہونے کے بعد اپنی مرعوبیت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:

اس روز ہمیں ہر درخت اور ہر چٹان ایک شہسوار کی طرح نظر آتی تھی جو ہمارے تعاقب میں بھاگا چلا آ رہا ہے۔ ہم نے سفید رنگ کے آدمی ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھے۔ ان کے دیکھنے سے ہم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ بخدا ہمیں یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہماری جنگ اہل زمین کے ساتھ نہیں ہے بلکہ آسماں کے مکینوں کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس روز پانچ ہزار فرشتے مجاہدین کی مدد کے لیے نازل فرمائے اور ان کے دلوں میں اطمینان وتسکین کا نور ڈال دیا تاکہ وہ ثابت قدمی سے دشمن کے ساتھ لڑ سکیں۔

حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کا اسلام

اس فوج میں ایسے لوگ بھی تھے جو محض اس لیے مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے کہ جنگ کے ہنگامہ میں انہیں کوئی ایسا موقع ملے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تنہا ہوں اور اس تنہائی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع حیات کو گل کر کے اپنی دیرینہ آتش انتقام کو ٹھنڈا کر سکیں۔ شیبہ انہی لوگوں میں سے ایک تھے۔ وہ خود اپنا ماجرا بیان کرتے ہیں کہ:

"فتح مکہ کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہوازن پر لشکر کشی کا عزم کیا تو میں بھی اس لشکر میں شامل ہو گیا تاکہ شاید مجھے کوئی ایسا موقع ملے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے خبر اور تنہا ہوں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر کے اپنے باپ اور چچا کا انتقام لے سکوں۔ چنانچہ اس

Marfat.com

سفر میں جب حضور ﷺ خچر سے نیچے اتر آئے اور صحابہ کرام افراتفری کا شکار ہو کر پراگندہ ہو گئے تو میں نے تلوار بے نیام کی اور حضور ﷺ کی پشت کی طرف سے وار کرنا چاہا تو اچانک آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے میرے درمیان اور حضور ﷺ کے درمیان حائل ہو گئے۔ ان کی تیز چمک سے میری آنکھیں چندھیا گئیں۔ میں پیچھے ہٹا حضور ﷺ نے پیچھے دیکھا اور فرمایا۔ اے شیبہ! دور کیوں ہٹتے ہو میرے قریب ہو جاؤ۔ میں قریب ہو گیا تو رحمت عالم ﷺ نے اپنا دست رحمت میرے سینہ پر رکھ دیا اور دعا فرمائی۔ اے اللہ! شیطان کو اس سے دور بھگا دے۔ اب جب میں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو مجھے سرکار دو عالم ﷺ اپنے دل سے زیادہ پیارے محسوس ہونے لگے اور حضور ﷺ کے دفاع کے لیے کفار پر ٹوٹ پڑا''۔

ہوازن کی شکست کے بعد حضور ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ اس نے تیرے بارے میں خیر کا ارادہ فرمایا۔ تم تو اپنی کشتی ڈبونے کا ارادہ کر ہی چکے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے وہ تمام باتیں مجھے بتائیں جو اس وقت حضور ﷺ کے بارے میں میرے دل میں تھیں۔

طائف کا محاصرہ

غزوۂ حنین میں جب کفار شکست کھا کر بھاگے تو ان کی کثیر تعداد نے طائف کے قلعوں میں پناہ لی اور وہاں اپنی طاقت مسلمانوں کے خلاف اکٹھی کرنا شروع کر دی۔ طائف کے اردگرد دوہری فصیل تھی اور دفاعی اعتبار سے بڑا مضبوط شہر تھا۔ حضور ﷺ کو جب ان کی جنگی تیاریوں کا علم ہوا تو آپ ﷺ شوال ۸ھ میں مجاہدین اسلام لے کر طائف روانہ ہوئے۔ اہل طائف مضبوط قلعوں میں بند تھے۔ آپس میں تیروں کا تبادلہ ہوا جس سے بارہ مجاہدین اسلام شہید ہو گئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ محاصرہ طویل ہو رہا تھا اور ذیقعد کا چاند بھی طلوع ہونے والا تھا جس میں مسلمانوں کے لیے جنگ وقتال ممنوع تھا چنانچہ حضور ﷺ نے محاصرہ اٹھا کر واپسی کا اعلان فرما دیا۔ مگر بہت جلد اہل طائف نے

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت قبول کر لی اور مدینہ حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

سوالات

۱۔ غزوہ حنین میں مسلمانوں اور دشمنان اسلام کی تعداد کتنی تھی؟

۲۔ جب مسلمانوں کے قدم اکھڑے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کردار کیسا تھا؟

۳۔ حضرت شیبہ بن عثمان کیسے اسلام لائے؟

۴۔ طائف کا محاصرہ بیان کریں؟

Marfat.com

غزوہ تبوک

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ رومیوں نے شام میں لشکر جرار اکٹھا کر لیا ہے اور وہ مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے لیے زبردست تیاریوں میں مصروف ہیں۔ چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا۔ اس سے پہلے کہ رومی مدینہ پر چڑھائی کریں ہم وہاں جا کر ان کا مقابلہ کریں گے۔ اہل ثروت کو حکم دیا کہ وہ دل کھول کر مالی امداد کریں تا کہ مجاہدین کے لیے خورد و نوش اور سواریوں کا بندوبست کیا جا سکے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بے مثل ایثار

آپ کے گھر میں سرمایہ تھا وہ سب ایک گٹھڑی میں باندھا۔ اس میں چار ہزار درہم کے علاوہ اور بھی چیزیں تھیں جو سب کا سب اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دیا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس یار کے ایثار کو دیکھ کر فرمایا ''کیا تم اپنے اہل و عیال کے لیے کوئی چیز چھوڑ آئے ہو؟'' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''میں اپنے گھر میں ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر آیا ہوں''۔ علامہ اقبال مرحوم نے اس جواب کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے:

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایثار

آپ کے گھر میں جو دولت تھی اس کو دو برابر حصوں میں بانٹ دیا۔ ایک نصف اٹھا کر اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اے عمر! کیا تم اپنے اہل و عیال کے لیے کچھ چھوڑ آئے ہو؟ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ! نصف مال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا ہوں اور نصف مال اہل و عیال کے لیے گھر رکھ آیا ہوں۔ اس روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی میدان

Marfat.com

میں سبقت نہیں لے جاسکتے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فیاضانہ اتفاق

آپ نے دس ہزار مجاہدین کے لیے سواری کے جانور، اسلحہ، زرہیں اور دیگر ضروریات جہاد مہیا کیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دس ہزار دینار فخر دو عالم کی جھولی میں پلٹ دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دیناروں کو الٹ پلٹ رہے تھے اور ساتھ ہی دعا فرما رہے تھے۔ ''اے اللہ! عثمان سے راضی ہو جا۔ میں اس سے راضی ہوں عثمان کو کوئی پرواہ نہیں کہ آج کے بعد وہ کوئی عمل کرے''۔

حضرت ابوعقیل انصاری رضی اللہ عنہ کا فقر و ایثار

حضرت ابوعقیل نے جب سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مالی تعاون کی تلقین کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے اپنے گھر پر نظر ڈالی تو گھر میں کوئی چیز نہ تھی جو وہ پیش کر سکتے۔ وہ ایک یہودی کے پاس گئے اور اس کے ساتھ یہ طے کیا کہ وہ کنوئیں سے ڈول نکال نکال کر اس کے باغ کو سیراب کریں گے اور وہ انہیں دو صاع کھجور دے گا۔ ساری رات آپ ڈول نکالتے رہے۔ صبح کے وقت تک انہوں نے سارے باغ کو سیراب کر دیا۔ اس یہودی نے آپ کو دو صاع کھجور دی۔ آپ ایک صاع کھجوریں اپنے اہل و عیال کے لیے گھر چھوڑ آئے اور ایک صاع اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نذر کر دیا۔

اس کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی دل شکنی نہیں کی کہ ایک صاع کھجور لے کے آئے ہو۔ اس سے کتنے لشکر کی ضرورت پوری ہو گی بلکہ اس کی دل جوئی اور عزت افزائی کرتے ہوئے ایک صحابی کو حکم دیا کہ یہ کھجور جو ابوعقیل رضی اللہ عنہ لے کر آئے ہیں، اٹھا لو اور جتنے ڈھیر سامان خورد و نوش کے جمع ہو چکے ہیں، دو دو کھجوریں ہر ایک پر رکھتے جاؤ، اس شخص کے خلوص و برکت سے اللہ تعالیٰ ان کے صدقات کو بھی قبول فرمائے گا۔

الغرض تمام مسلمانوں نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق تعاون پیش کیا اور خواتین نے بھی اپنے زیور، سونے کے کڑے، گلوبند، پازیب اور انگشتریاں اتار کر مجاہدین کی خدمت

Marfat.com

کے لیے بارگاہ نبوت میں پیش کر دیں۔

تبوک روانگی

سرکار دو عالم ﷺ نے رجب 9ھ میں مدینہ سے تبوک کے لیے کوچ فرمایا سخت گرمی کا موسم تھا۔ پورا ملک قحط سالی کا شکار تھا مگر یہ تیس ہزار مجاہدین، اسلام کی سربلندی کے لیے سات سو کلومیٹر دور میدان تبوک کی طرف چل نکلے۔ تبوک پہنچ کر سرور دو جہاں ﷺ نے ایک قاصد کی معرفت ہرقل کو اسلام کی دعوت دی۔ ہرقل نے کہلا بھیجا کہ میں آپ کا پیروکار ہوں لیکن اپنا تخت و تاج چھوڑنا نہیں چاہتا۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا۔ ہرقل بدبخت نے جھوٹ بولا ہے۔

تبوک میں قیام کے دوران حضور ﷺ نے اس علاقہ کے کئی قبائل کی طرف وفود بھیجے چنانچہ کئی قبائل نے صلح کے معاہدے کر لیے اور جزیہ ادا کرنا منظور کر لیا۔ لشکر اسلام نے بیس روز تک تبوک میں قیام فرمایا۔ جب قیصر کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی تو حضور ﷺ نے مدینہ واپسی کا اعلان فرما دیا۔

مسجد ضرار

مدینہ کے منافقین نے اپنی سرگرمیوں کو منظم کرنے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے مسجد قبا کے قریب ایک مسجد تعمیر کر دی چنانچہ تبوک سے واپسی پر منافقین مدینہ سے باہر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ ہم نے ایک مسجد بنائی ہے تاکہ بیمار اور معذور لوگ اور موسم برسات اور موسم سرما کی تاریک راتوں میں جو لوگ مسجد نبوی میں حاضر نہیں ہو سکتے وہ یہاں باجماعت نماز ادا کر لیا کریں۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ حضور ﷺ تشریف لائیں۔ ہمیں نماز پڑھائیں اور ہمارے لیے برکت کی دعا کریں۔ یہ ساری باتیں مکر و فریب پر مبنی تھیں مقصد یہ تھا کہ سرکار دو عالم ﷺ کے قدم رنجہ فرمانے سے سادہ لوح مسلمان کثرت سے ان کی مسجد کی طرف رجوع کریں گے اور اس طرح سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسا لینا آسان ہو جائے گا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو اس مسجد میں جانے سے منع فرمادیا کیونکہ اس کی بنیاد تقویٰ نہیں شرارت تھی۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس مسجد کو گرا کر جلانے کا حکم دے دیا۔ مزید فرمایا کہ اس جگہ پر کوڑا کرکٹ، مردار جانور اور بدبودار چیزیں پھینکی جائیں۔

9ھ میں حج کی ادائیگی

9ھ میں تین سو مسلمان مدینہ منورہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ ایام حج میں ہر روز ہر مقام پر خطبہ ارشاد فرماتے تو اس میں سامعین کو ان مسائل سے آگاہ کرتے جن کی اس روز اور اس مقام پر ادائیگی ضروری تھی۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جب مجھے حضرت ابوبکرؓ کی معیت میں حج ادا کرنے کے لیے بھیجا تو چار باتوں کے اعلان کرنے کا حکم دیا۔

۱۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ مومن کے بغیر کوئی آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

۲۔ کوئی مرد یا عورت برہنہ طواف نہیں کرے گا۔

۳۔ جس کے ساتھ حضور ﷺ کا کوئی عہد ہے جب اس عہد کی مدت پوری ہوگی وہ عہد خود بخود کالعدم ہوجائے گا۔

۴۔ اس سال کے بعد کسی مشرک کو حج ادا کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

سرور عالم ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات

ربیع الاول 10ھ میں حضرت ابراہیم نے وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ایک سال چار ماہ تھی۔ حضرت ابراہیم کی وفات پر حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی ٹپکنے لگے تو فرمایا ''یہ آنسو رحمت کی نشانی ہیں اور جو کسی پر رحمت نہیں کرتا اس پر بھی رحمت نہیں کی جاتی۔ میں لوگوں کو بین کرنے سے منع کرتا ہوں یا متوفی کی ایسی خوبیاں بیان کرنے سے روکتا ہوں جو اس میں نہیں ہوتیں۔ ہمارے دل مغموم ہیں۔ اس کے باوجود ہم اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکالتے جو ہمارے رب کی ناراضگی کا باعث ہو''۔

رحمت عالم ﷺ نے حضرت ابراہیم کو بقیع شریف میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ ان پر

Marfat.com

خود نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں پڑھیں اور جب ان کو دفن کر دیا گیا تو پھر ایک مشک پانی کی اس پر چھڑکی۔ یہ پہلی قبر ہے جس پر پانی چھڑکا گیا۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز سورج کو گرہن لگ گیا۔ لوگوں نے یہ بات مشہور کر دی کہ حضرت ابراہیم کی موت پر رنج و غم کی وجہ سے سورج کو گرہن لگ گیا۔

رحمت عالم ﷺ نے یہ بات سنی تو ارشاد فرمایا:

''سورج اور چاند اللہ کی قدرت کی دو بڑی نشانیاں ہیں کسی کی موت کی وجہ سے انہیں گرہن نہیں لگتا''۔

مسٹر برنگھم اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی تھے۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عظمت اور بڑائی کافی ہے۔ حضور ﷺ ایسی باتوں سے لوگوں کے دلوں پر اپنی عظمت کے نشان ثبت کرنا پسند نہیں فرمایا کرتے تھے۔

سوالات

۱۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایثار کا تذکرہ کریں؟

۲۔ حضرت ابوعقیل رضی اللہ عنہ کا فقر و ایثار بیان کریں؟

۳۔ مسجد ضرار کا پس منظر بیان کریں؟

۴۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضور ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

Marfat.com

حجۃ الوداع

حضور ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ایک حج اور چار عمرے کئے۔ 10ھ میں جب حضور ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا تو تمام اسلامی آبادیوں میں اعلان کر دیا گیا کہ اس سال قافلہ حج کی قیادت رحمت عالم ﷺ خود فرمائیں گے۔ چنانچہ قافلوں کے قافلے مدینہ طیبہ پہنچنے لگے مدینہ کے اردگرد جو میدان تھے وہ اللہ کے مہمانوں کے خیموں سے بھر گئے۔

25ذی قعدہ بروز ہفتہ نماز ظہر کے بعد یہ قافلہ مسجد نبوی سے روانہ ہوا۔ ذوالحلیفہ (اہل مدینہ کے لیے میقات جو مدینہ سے پانچ چھ میل کی مسافت پر ہے) سے حضور ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا اور تلبیہ پڑھنا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ کے چاروں طرف حد نگاہ تک پھیلا ہوا انسانوں کا یہ سمندر ان کلمات کو دہراتا تھا۔ ان کی گونج سے سارے دشت وجبل اور صحرا گونجنے لگتے تھے۔ چنانچہ آٹھ دنوں کے سفر کے بعد یہ نورانی قافلہ چار ذوالحجہ ۱۰ھ بروز اتوار مسجد حرام میں داخل ہوا۔ عمرہ کی ادائیگی کے بعد حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اور آٹھ ذوالحجہ کو ارکان حج کی ادائیگی کے لیے منیٰ روانہ ہوئے۔

اس حج کے دوران حضور ﷺ نے بالکل واضح طور پر فرما دیا کہ اس مقام پر میری تم سے یہ آخری ملاقات ہے۔ اس کے بعد یہ موقع تمہیں نصیب نہیں ہوگا۔ چونکہ حضور ﷺ نے اس حج کے موقع پر اپنی امت کو الوداع کہا ہے اس لیے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ اسی موقع پر قرآن مجید کی وہ آیت نازل ہوئی جس میں دین مکمل ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔

حضور ﷺ قربانی کے لیے سو اونٹ اپنے ہمراہ لائے تھے۔ ان میں سے 63 اونٹ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ذبح کئے۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر

Marfat.com

مبارک بھی 63 سال تھی ہر سال کے بدلے ایک اونٹ ذبح کیا بقیہ 37 اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں ذبح کیئے۔ آپ نے حکم دیا کہ ان اونٹوں کا گوشت اور چمڑے غریب لوگوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔

میدان منیٰ میں قربانی سے فارغ ہونے کے بعد حجام معمر کو حلق کے لیے طلب فرمایا سارے اہل ایمان حضور ﷺ کے گرد اس امید پر جمع ہو گئے کہ حضور ﷺ کے موہائے مبارک سے ہمیں بھی کچھ تبرک میسر آجائے گا۔

حجام نے موہائے مبارک لوگوں میں تقسیم کر دیئے کسی کو ایک اور کسی کو دو موہائے مبارک ملے۔ خالد بن ولید نے حضور ﷺ کی پیشانی مبارک کے کچھ بال لیے اور اپنی ٹوپی میں حفاظت سے رکھ دیئے۔ جنگ یرموک میں ایک روز آپ کی ٹوپی گم ہو گئی۔ آپ نے سب کو حکم دیا کہ اس کو تلاش کرو کیونکہ اس میں حضور ﷺ کے موہائے مبارک ہیں جب بھی میں کسی جنگ میں یہ ٹوپی پہن کر شریک ہوا اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمیشہ فتح عطا فرمائی۔

حج کے دوران مختلف مقامات پر حضور ﷺ نے جو خطبات ارشاد فرمائے ان میں سے چند اقتباسات کا مفہوم ہدیہ ناظرین ہے۔

''حمد و ثناء کے بعد اے لوگو! تمہارا رب (اللہ تعالیٰ) ایک ہے۔ تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ کسی کالے رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر اور کسی سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صرف وہی زیادہ عزت والا ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔

تمہاری جانیں، عزتیں اور اموال تم پر عزت والے ہیں جس طرح آج کا دن یہ مہینہ اور یہ شہر عزت والے ہیں۔ سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، میں تمہیں عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہیں۔ تمہارے ان کے ذمہ حقوق ہیں اور ان کے تم پر حقوق ہیں۔

Marfat.com

میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے: اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور اس کے نبی کی سنت۔
جو یہاں موجود ہیں میرا یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں۔ شاید جس کو تم میرا یہ پیغام پہنچاؤ وہ میرے اس پیغام کو تم سے زیادہ سمجھنے اور یاد رکھنے والا ہو پھر فرمایا بتاؤ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! بے شک پھر آپ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی۔ اے میرے اللہ گواہ رہنا میں نے تیرا پیغام تیری مخلوق تک پہنچا دیا"۔

سوالات

۱۔ حضور ﷺ نے کتنے حج اور عمرے ادا کئے؟

۲۔ خالد بن ولید نے حضور ﷺ کے موہائے مبارک کے ساتھ کیا کیا؟

۳۔ حجۃ الوداع کے خطبات میں حضور ﷺ نے کیا فرمایا؟

Marfat.com

وفات حسرت آیات

حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد حضور ﷺ نے محرم اور صفر 11 ھ مدینہ طیبہ میں بسر کئے۔ اس دوران ایک دن شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے گئے۔ ان کے لیے دعا مغفرت فرمائی۔ پھر سرور عالم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ کر جو آخری خطبہ ارشاد فرمایا اس کے چند جملے ہدیہ ناظرین ہیں:

> میں تمہارا پیشرو ہوں یعنی تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہی دوں گا۔ تمہاری اور میری ملاقات حوض کوثر پر ہوگی اور میں یہاں بیٹھا ہوا حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئی ہیں اور مجھے تمہارے بارے اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے یہ خوف ضرور ہے کہ تم دنیا حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہو گے۔

نوٹ: جو لوگ اہل سنت پر شرک کی تہمت لگاتے ہیں وہ اس حدیث کی کیا توجیہ کریں گے؟

مرض کا آغاز

۱۱ھ ماہ صفر کے آخری ایام میں حضور ﷺ کو سر درد کی شکایت ہوئی۔ درد کی شدت کے باعث بخار چڑھ گیا اور بخار اتنا تیز تھا کہ جس پٹکے سے رحمت عالم ﷺ نے اپنا سر مبارک باندھا ہوا تھا اس کے اوپر بھی اگر ہاتھ رکھا جاتا تو بخار کی حرارت محسوس ہوتی۔ بخار کی شدت سے آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ مختلف کنوؤں سے پانی کے سات مشکیزے آپ کے جسم اطہر پر انڈیلے گئے جس سے بخار کی حدت میں کمی ہوگئی اور حضور ﷺ کو آرام محسوس

Marfat.com

ہونے لگا وفات حسرت آیات سے چار دن پہلے تک حضور ﷺ علالت و نقاہت کے باوجود تمام نمازیں خود ہی پڑھاتے رہے جب تکلیف بڑھ گئی اور حضور ﷺ مسجد میں تشریف نہ لے جا سکے تو آپ نے حکم بھیجا:

مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ   ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں

اس طرح نبی پاک ﷺ نے بیماری کے ایام میں نماز پڑھانے کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا اور خود ان کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں۔

وفات سے ایک روز پہلے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس بیماری کے دوران نبی کریم ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا۔ اے عائشہ! وہ دینار کہاں ہیں؟ حضرت عائشہ فوراً اٹھیں اور آٹھ دینار جو رکھے ہوئے تھے لے آئیں اور اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیئے۔ حضور ﷺ دیناروں کو اپنے مبارک ہاتھ میں کچھ دیر الٹ پلٹ کرتے رہے پھر فرمایا۔ اے عائشہ! اگر میں یہ دینار اپنے گھر میں چھوڑ کر اپنے پروردگار سے ملاقات کروں تو میرا پروردگار کیا فرمائے گا کہ میرے بندے کو مجھ پر اعتماد نہیں تھا؟ حضرت عائشہ ان کو فوراً مساکین میں تقسیم کر دو چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے گھر میں جو آخری پونجی تھی اسے نکال کر مساکین میں تقسیم کر دیا۔

وہ ذات اقدس جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے سارے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی تھیں اس کے گھر کی یہ کیفیت تھی کہ زندگی کی آخری رات میں چراغ میں تیل نہیں تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنا چراغ اپنی ایک پڑوسن کی طرف بھیجا اور کہا کہ اپنی تیل والی کپی سے چند قطرے اس چراغ میں ڈال دو تاکہ آج کی رات گزر جائے۔

آپ کا یہ فقر اختیاری تھا۔ حضور ﷺ نے دانستہ ان تمام چیزوں کو پس پشت ڈال دیا اور ساری زندگی اپنے رب کریم کی رضا جوئی کے لیے وقف کر دی۔ ایک دفعہ جبرئیل امین

Marfat.com

بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

''اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ میں ان پہاڑوں کو سونا بنا دوں اور جدھر آپ تشریف لے جائیں وہ آپ کے ساتھ جائیں''۔

آپ نے فرمایا:

''اے جبرئیل! دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا اور کوئی گھر نہ ہو اور یہ اس کا مال ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو۔ اس دنیا کو وہ آدمی جمع کرتا ہے جو عقل و دانش سے محروم ہو''۔

ایک روز ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک کھردرا تہ بند نکالا جو یمن کا بنا ہوا تھا اور ایک کمبل نکالا جس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ حضرت صدیقہ نے قسم کھا کر فرمایا: نبی کریم ﷺ نے ان دو کپڑوں میں رفیق اعلیٰ کی طرف رحلت فرمائی۔

آخری لمحات

حضرت جبرئیل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا:

اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ملک الموت دروازے پر کھڑا ہے اور اندر آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

ملک الموت کو اندر آنے کی اجازت ہے۔ چنانچہ ملک الموت حجرہ میں داخل ہو کر دست بستہ باادب کھڑے ہو گئے اور عرض کی:

یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے ہر فرمان کی تعمیل کروں اگر حضور ﷺ مجھے روح قبض کرنے کی اجازت دیں گے تو میں روح قبض کروں گا اور اگر اجازت نہیں دیں گے تو میں روح اطہر کو جسد خاکی میں

Marfat.com

ہی چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملک الموت کو اجازت دے دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کو قبض کر لیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک پکڑا ہوا تھا اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچانک دست مبارک میرے ہاتھ سے کھینچ لیا پھر زبان اقدس سے کہا:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَالْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی

اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جس وقت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک جسم اطہر سے نکل کر سوئے رفیق اعلیٰ روانہ ہوئی تو میں نے ایسی خوشبو سونگھی جو میں نے آج تک کبھی نہیں سونگھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 63 سال کی عمر میں 11 ھ بارہ ربیع الاول پیر کے دن چاشت کے وقت انتقال فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پیر کے دن ہوئی اور تدفین بدھ کی رات کو ہوئی۔

بارہ ربیع الاول کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز مسجد نبوی میں پڑھائی۔ اس روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاج گرامی سنبھلا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واپس اپنے گھر چلے گئے چاشت کے وقت سانحہ ارتحال پیش آیا۔ اس روح فرسا حادثہ کی اطلاع ملتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ صحابہ کرام کی حالت غیر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاص طور پر اپنے آپ میں نہیں ہیں۔ آپ سیدھے حجرہ مبارکہ میں حاضر ہوئے، چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اشکوں کا نذرانہ پیش کیا اور کہا:

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اگر زمام اختیار ہمارے ہاتھ میں ہوتی تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جانیں نچھاور کر دیتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر ہمیں مرنے والوں پر آہ و بکا سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اتنا روتا کہ میری آنکھوں سے اشکوں کے چشمے جاری ہو جاتے پھر

Marfat.com

عرض کی

☆ اے اللہ! ہمارا سلام اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچانا۔

☆ یارسول اللہ! ہم غلاموں کو اپنے خداوند قدوس کی بارگاہ میں یاد کرنا۔

منافقین نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہوتے تو وفات نہ پاتے۔ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کا صدمہ اور اس پر شماتت اعداء، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرط غم و اندوہ سے بے قابو ہو گئے، اپنی تلوار بے نیام کر لی اور اعلان کرنا شروع کر دیا اگر کسی نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی ہے تو میں اس تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دوں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران:144)

اور نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر رسول۔ گزر چکے ہیں آپ سے پہلے کئی رسول

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد و ازواج

سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔

ا۔ حضرت قاسم ۲۔ حضرت عبداللہ ۳۔ حضرت ابراہیم

ا۔ حضرت زینب ۲۔ حضرت رقیہ ۳۔ حضرت ام کلثوم ۴۔ حضرت فاطمہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی پیدائش حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے ہوئی اور دوسری تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں۔

تینوں صاحبزادے بچپن میں فوت ہو گئے مگر چاروں صاحبزادیوں نے عہد نبوت پایا اور مشرف باسلام ہوئیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے مختلف قبائل سے تعلقات پیدا کرنے کے لیے کئی شادیاں کیں تاکہ دعوت اسلام کو مزید وسیع اور

Marfat.com

موثر بنایا جائے۔ یہ سب ازواج مطہرات پوری امت مسلمہ کی مائیں ہیں اور اسلام کے بے شمار مسائل ان خوش نصیب خواتین کی معرفت مسلمانوں تک پہنچے ہیں۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ ام المومنین حضرت خدیجہ ۔ ۲۔ ام المومنین حضرت سودہ

۳۔ ام المومنین حضرت عائشہ ۔ ۴۔ ام المومنین حضرت حفصہ

۵۔ ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ ۔ ۶۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ

۷۔ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش ۔ ۸۔ ام المومنین حضرت جویریہ

۹۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ ۔ ۱۰۔ ام المومنین حضرت صفیہ

۱۱۔ ام المومنین حضرت میمونہ (رضی اللہ عنہن)

آپ کی ایک اور بیوی حضرت ماریہ قبطیہ بھی تھیں جو کنیز تھیں اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی پیدائش ان کے بطن سے ہوئی۔

تکفین و تدفین

حضور ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا، آپ کا کفن مبارک تین سفید کپڑوں پر مشتمل تھا، جس حجرہ میں آپ کا انتقال ہوا وہیں آپ کے لیے لحد والی قبر تیار کی گئی۔ اس میں سرخ رنگ کا کمبل بچھایا گیا جس پر رحمت عالم ﷺ ہمیشہ کے لیے آرام فرما ہو گئے۔

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کو مرقد منور میں رکھا گیا میں نے اس وقت حضور ﷺ کے رخ انور کا آخری دیدار کیا۔ میں نے دیکھا حضور ﷺ کے ہونٹ مبارک حرکت کر رہے ہیں۔ میں نے اپنے کان حضور ﷺ کے لب ہائے مبارک کے قریب کر دیئے۔ میں نے سنا کہ حضور ﷺ بارگاہ الٰہی میں عرض کر رہے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ ۔ اے اللہ! میری امت کو بخش دے

میں نے صحابہ کرام کو بتایا وہ اس بات سے حیران ہوئے کہ حضور ﷺ کی امت پر کتنی

Marfat.com

شفقت تھی۔

نماز جنازہ کی کیفیت

سرکار دو عالم ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے غسل دینے اور کفن پہنانے کے بعد میری مرقد کے کنارے مجھے رکھ دیا جائے اور پھر کچھ وقت کے لیے تمام لوگ میرے حجرے سے باہر نکل جائیں۔ سب سے پہلے فرشتے میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔ چنانچہ حضور ﷺ کی وصیت کے مطابق حضور ﷺ کے وصال کے بعد کفن مبارک پہنا کر، حضور ﷺ کے جسد اطہر کو حجرہ شریف میں رکھ دیا گیا اور تمام لوگ حجرہ شریف سے باہر نکل آئے، پھر اہل بیت اطہار کے مرد اور خواتین داخل ہوئے اور صلاۃ وسلام عرض کیا۔ ان کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چند مہاجرین وانصار کے ساتھ حجرہ شریف میں داخل ہوئے اور اس طرح سلام عقیدت پیش کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہ

پھر یہ لوگ باہر چلے گئے تو نئی جماعت اندر داخل ہوئی یہاں تک کہ تمام مرد نماز جنازہ پڑھنے سے فارغ ہوگئے تو مستورات اور ان کے بعد بچوں کو اندر جانے کی اجازت ملی۔ الغرض تمام لوگوں نے باری باری گروہ در گروہ یہ شرف حاصل کیا۔ کوئی آدمی بھی اس نماز جنازہ کی امامت نہیں کرا رہا تھا۔

حضور ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا ایسا بہترین عمل ہے جو انسان کا رابطہ اپنے آقا ﷺ کے ساتھ ہمیشہ تازہ رکھتا ہے۔ سرور دو عالم ﷺ کے ایک نامور صحابی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

> جمعہ کے روز کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو کیونکہ اس روز فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر درود شریف پڑھنے والے کا درود شریف میری خدمت میں پیش کرتے ہیں (ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا نہیں جو مجھ پر درود پڑھتا ہے مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے

Marfat.com

جہاں کہیں وہ ہو)۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! جب تک آپ زندہ ہیں اس دنیا میں تشریف فرما ہیں اس وقت تک تو بے شک فرشتے پیش کرتے رہیں گے لیکن موت کے بعد کیسے پیش کریں گے؟ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے اجساد طاہرہ کو کوئی نقصان پہنچا سکے اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

ایک دفعہ خلیفہ منصور ابوجعفر مسجد نبوی میں حاضر تھا اور حضرت امام مالک سے مصروف گفتگو تھا۔ حضرت امام مالک نے فرمایا: اے امیر المومنین! اس مسجد میں اپنی آواز اونچی مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے تمہاری آواز بلند نہ ہونے پائے ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں اس نقصان کا شعور بھی نہ ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں جن آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے اسی طرح وصال کے بعد بھی ان آداب کا پاس رکھنا ضروری ہے۔

خلیفہ منصور نے جب امام مالک کی یہ بات سنی تو فوراً سر جھکا دیا اور مزید دریافت کیا کیا دعا مانگتے وقت میں قبلہ شریف کی طرح رخ کروں یا اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی طرف رخ کروں؟ حضرت امام مالک نے فرمایا "تم دعا مانگتے وقت حضور ﷺ کی طرف سے منہ کیوں پھیرتے ہو؟ حالانکہ حضور ﷺ تمہارا بھی وسیلہ ہیں اور تمہارے باپ آدم کا بھی وسیلہ ہیں بلکہ تم حضور ﷺ کی طرف منہ کر کے دعا مانگو اور حضور ﷺ سے طلب شفاعت کرو"۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ (النساء)

اگر یہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اے میرے حبیب! تیری

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے کیے پر مغفرت طلب کریں اور اللہ تعالیٰ کا رسول مکرم ان کے لیے مغفرت طلب کرے تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحمت فرمانے والا پائیں گے۔

ختم نبوت

آپ ﷺ مقدس سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں اور اس حقیقت کا اعلان اس طرح فرمایا" رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی"۔

رحمت عالم ﷺ سے محبت

حضور ﷺ سے محبت ایمان کی جان ہے۔ رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں:

لا یُؤمِنُ اَحَدُکُم حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ والنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (البخاری)

تم میں سے کوئی بھی سچا مومن نہیں بن سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اپنے والد، اپنے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

آل پاک سے محبت

اہل بیت اور آل پاک کے متعلق حضور ﷺ کے ارشادات:

۱۔ ایک روز حضور ﷺ نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جو میرے ساتھ محبت کرتا ہے اور ان دو بچوں سے محبت کرتا ہے اور ان کے والد گرامی اور والدہ ماجدہ سے محبت کرتا ہے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہو گا اور میرے درجہ میں ہو گا۔

۲۔ میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ انہیں اگر تم مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو گمراہ نہیں ہو گے۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری اہل بیت۔

۳۔ نبی کریم ﷺ کی آل پاک کے حق کو پہچاننے کی برکت سے آگ سے نجات ملتی ہے۔ حضور ﷺ کی آل پاک سے محبت کرنا پل صراط سے بخیریت گزرنے کا باعث ہے

Marfat.com

اور آل مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد و اعانت، عذاب الٰہی سے امان کا باعث ہے۔

صحابہ کرام سے محبت

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو شخص میرے صحابہ کے بارے میں بدکلامی کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی طرف سے لعنت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور نہ اس کی طرف سے فدیہ قبول کرتا ہے"۔

ایک آدمی نے معافی بن عمران کو کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کا درجہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بلند ہے تو انہوں نے کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کے ساتھ کسی کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے، کاتب وحی تھے اور اللہ تعالیٰ کی وحی پر آپ امین تھے۔

ایک جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تاکہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور فرمایا وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بغض کیا کرتا تھا اس لیے اس کو اللہ تعالیٰ نے مبغوض بنا دیا ہے۔

اہل علم کی فضیلت

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہے اور اولاد آدم میں سے سب سے زیادہ سخی میں ہوں اور میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہوگا جس نے علم پڑھا پھر اپنے علم کو پھیلایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے قبر سے اٹھائے گا تو وہ شخص فرد واحد نہیں ہوگا بلکہ پوری امت کی حیثیت سے حاضر ہوگا"۔

شفاعت

جب لوگ میدان حشر میں جمع ہوں گے تو سورج ان کے سروں کے بالکل نزدیک ہوگا لوگ ناقابل برداشت غم و اندوہ میں مبتلا ہوں گے۔ طویل انتظار کے بعد آپس میں مشورہ کریں گے کہ کسی ایسی ہستی کے پاس چلیں جو آج بارگاہ رب ذوالجلال میں شفاعت کرے۔

Marfat.com

چنانچہ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام پھر حضرت نوح علیہ السلام پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی حالت زار بیان کریں گے اور ان سے درخواست کریں گے کہ بارگاہ الٰہی میں وہ ان کی شفاعت کریں۔ لیکن سب انبیائے کرام معذرت کریں گے اور آخر کار نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری کا ارشاد فرمائیں گے۔ چنانچہ جب سارے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شفاعت کی فریاد کریں گے تو آپ فرمائیں گے۔

اَنَا لَھَا، اَنَا لَھَا — میں شفاعت کے لیے حاضر ہوں

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہ صمدیت میں سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی۔

> اے میرے محبوب! اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھاؤ اور مانگو جو تم مانگو گے میں عطا کروں گا۔ آپ جس کی شفاعت کریں گے اس کے بارے میں آپ کی شفاعت قبول ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

> ہر نبی کو ایک دعا مانگنے کی اجازت دی گئی جس کی قبولیت کا رب العالمین نے وعدہ کیا۔ سب انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اس مخصوص دعا کو اس دنیا میں مانگ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اس مقبول دعا کو چھپا رکھا ہے تاکہ قیامت کے دن میں اس دعا کو امت کی شفاعت کے لیے مانگوں۔

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

یا رب العالمین! یا رحمن یا رحیم!

Marfat.com

تفسیر در منثور (6 جلد)

مفسر: حضرت علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن: حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین: علامہ سید اقبال شاہ، علامہ ملک محمد بوستان، علامہ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین کی طرف سے ہر خاص و عام کے لئے ایک حسین اور دلکش تحفہ "تفسیر درمنثور" جس کے مفسر حضرت علامہ مولانا امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت ہی قابل قدر اور قابل رشک شخصیت جس نے سیرت طیبہ پر ایک نہایت پرکشش کتاب الخصائص الکبریٰ تحریر فرمائی جو کہ ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز پہلے ہی چھاپ چکا ہے اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی شہرہ آفاق تفسیر درمنثور جس کا سلیس اور دلکش ترجمہ دار العلوم محمدیہ غوثیہ کے فضلاء نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ ہدیہ قارئین ہے۔ اسے پڑھیں، سمجھیں، عمل کریں اپنی دنیوی و اخروی زندگی کو سکون پہنچائیں۔

قرآن مجید کتاب ہدایت ہے جو ہماری دنیوی اور اخروی کامیابی کا ضامن ہے

تفسیر مظہر القرآن (2 جلد)

جو کہ مفسر قرآن مفتی اعظم ہند

شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کی تحریر ہے

اس علمی کارنامے کو آپ تک پہنچانے کی سعادت مفتی اعظم ہند کے صاحبزادے

مسعود ملت ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی

کے تعاون سے ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کر رہا ہے

آیئے اس کا مطالعہ کیجئے اور اپنی روحانی زندگی کو روشن تر کریں

Marfat.com

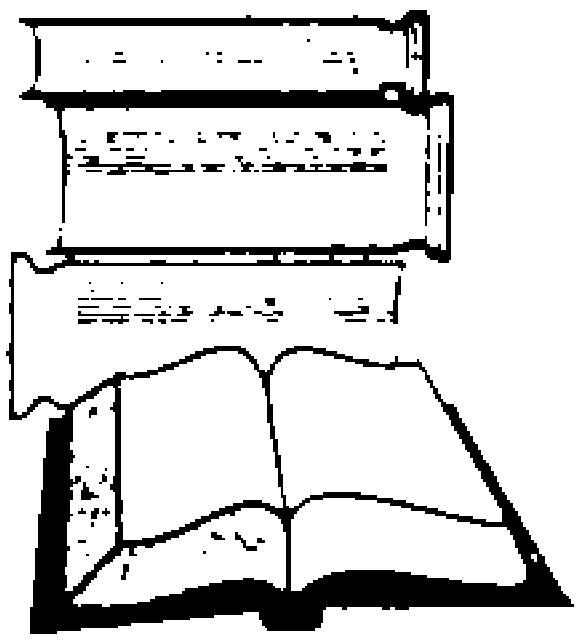

اھل علم کیلئے
عظیم علمی پیشکش

آیات احکام کی تفسیر و تشریح پر مشتمل عصر حاضر کے یگانہ روزگار اور معتبر عالم دین

حضرت علامہ سیّد سعادت علی قادری کے

قلم سے نکلا ھوا عظیم علمی شاھکار

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

۲ جلدیں

خصوصیات

- زندگی کے تمام شعبوں اور عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل
- متلاشیان علم کے لئے ایک بہترین علمی ذخیرہ
- مقررین و واعظین کیلئے بیش قیمت خزانہ
- ہر گھر کی ضرورت اور ہر فرد کیلئے یکساں مفید

آج ھی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ○ پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

حضور ضیاء الامت

رحمۃ اللہ علیہ

پیر محمد کرم شاہ الازہری کی

یادگار تصانیف

تفسیر ضیاء القرآن ۵ جلد

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ

اہل دل کے لیے ایک نایاب تحفہ

ترجمۃ القرآن جمال القرآن

قرآن پاک کا نہایت خوبصورت ترجمہ جس کے ہر لفظ سے اعجاز قرآن کا حسن ٹپکتا ہے

سیرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب ضیاء النبی ۷ جلد

درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے معمور تصنیف

سنت خیر الانام

فتنہ انکار سنت پر تحقیقی اور تنقیدی کتاب

مقالات

مختلف علمی، روحانی اور سیاسی موضوعات پر

قصیدہ اطیب النغم

خوبصورت نعتیہ قصیدہ کی پرسوز اور دلآویز شرح

مجموعہ وظائف و اعمال اوراد

مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور دیگر سلاسل کے معمولات اوراد و وظائف کا مجموعہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

- گنج بخش روڈ لاہور 7221953-7220479 7238010
- ۹ الکریم مارکیٹ 7225085-7247350
- ۱۴ انفال سنٹر 2210212-2212011 2630411

Marfat.com